باب 10

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ

حیاتِ ہارونی

غوث الزمان، قطب دوران، شیر شاہ غازی

رہبرِ طریقتِ نسبت رسولی ﷺ

اعلیٰ حضرت الحاج پیر ہارون الرشید صاحب مدظلہٗ العالی

سجادہ نشین مرکزی دربارِ عالیہ موہڑہ شریف

تحصیل مری۔ ضلع راولپنڈی۔ پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین

1	بچپن کی تربیت کا انتظام	619
2	بیرسٹری کی تعلیم	620
3	عجیب واقعہ	622
4	مجلس کبریٰ عرس شریف نومبر 1954ء میں اعلان	623
5	غوث المعظمؒ کی علالت	624
6	غوث المعظمؒ کا وصال شریف	625
7	غوث المعظمؒ کا چہلم شریف اور حضرت پیر ہارون الرشید سلّمہٗ اللہ کی سجادہ نشینی	626
8	سجادگی کے فرائض کی انجام دہی	629
9	خطبات شریف	633
	1۔خطبہ مجلس کبریٰ قرآن خوانی 23-7-1995	635
	2۔خطبہ مجلس کبریٰ عرس شریف 10-11-1995	645
	3۔خطبہ مجلس کبریٰ عرس شریف 7-6-1996	652
	4۔خطبہ مجلس کبریٰ قرآن خوانی 23-7-1996	662
	5۔خطبہ مجلس کبریٰ عرس شریف 8-11-1996	672
	6۔خطبہ مجلس کبریٰ عرس شریف 8-6-1997	681
	7۔خطبہ مجلس کبریٰ قرآن خوانی 23-7-1997	690
	8۔خطبہ مجلس کبریٰ عرس شریف 9-11-1997	701

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

بچپن کی تربیت کا انتظام

غوث المعظم رہبر اعظم طریقت نسبت رسولیﷺ نے اپنی صحیح جانشینی کے ذمہ دارانہ منصب کیلئے اپنے پیارے بیٹے اور جوہر قابل، مریدِ خاص یعنی اعلیٰ حضرت الحاج **ہارون الرشید** صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ کو بچپن سے ہی اپنی خاص الخاص توجہ سے علمی، عرفانی، روحانی تربیت سے نوازا اور تعلیماتِ دینی و دینوی سے بہرہ ور فرمایا۔ آپ نے اگر ایک طرف اپنے اس نورِ نظر کو اسلامی دینیات کی علمی اور عملی تعلیم و تربیت سے اعلیٰ اخلاق، بلند نگاہ، پاکیزہ خصائل و شمائل کی صفاتِ حمیدہ کی فضیلت بخشی تو دوسری طرف دیگر مروجہ تعلیماتِ دنیوی سے بھی محروم نہیں رہنے دیا۔ انہیں ایک قابل گریجویٹ (بی اے) بننے کا اور وکالت کی تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ دیا۔ بلکہ قدرت کی گوناں گوں نیرنگیوں کا مطالعہ کرنے کے لئے **سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ** کے قرآنی حکم کے مطابق دیگر بیرونی ممالک میں کچھ عرصہ جانے کا بھی اذن بخشا۔ اس طرح سے حضرت پیر صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے پیارے نورِ نظر کو علم اور عرفان کے انوار سے مستفیض فرما کر اپنا صحیح جانشین اور شہزادہ **ہارون الرشید** سے **پیر ہارون الرشید** سلّمہٗ اللہ تعالیٰ بنا دیا اور اپنے وصال شریف سے پہلے ہی اپنے قولی، فعلی، تحریری اور تقریری ہر عملی طریق سے اس اہم معاملہ کا اعلان بھی فرما دیا۔ چنانچہ 22 جولائی 1960ء کو حضرت پیر صاحبؒ کے وصال شریف کے بعد 28 اگست 1960ء کو آپ کے چہلم شریف کی تقریب پر تمام خلفائے دربار شریف نے دستار بندی کی مبارک تقریب ادا کی اور ماشاءاللہ بفضلہٖ تعالیٰ آپ اُس وقت سے دربار شریف نظیری موہڑہ شریف کی پُرعظمت و بابرکت سجادہ نشینی کے منصبِ جلیلہ پر فائز ہیں۔ اللہ کریم انہیں تا دیر سلامت با کرامت رکھے۔ آمین۔

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چند اہم اور صحیح واقعات جن کا ذکر یہاں ضروری ہے وہ یہاں درج کر دیئے جائیں۔ ان واقعات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قدرتِ کاملہ مشیّت ایزدی نے اعلیٰ حضرت پیر **ہارون الرشید** صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ کو اس منصبِ جلیلہ کے لئے پہلے سے ہی مخصوص کر رکھا تھا۔

1۔ اعلیٰ حضرت پیر **ہارون الرشید** صاحب کی ولادت شریف سے پہلے کا یہ ایک واقعہ ہے کہ ایک نہایت کامل بزرگ جو سرکار غوث الاعظم حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانیؒ کی اولاد سے تھے وہ بغداد شریف سے اعلیٰ حضرت پیر **نظیر احمد** صاحبؒ کی ملاقات کیلئے موہڑہ شریف تشریف لائے ہوئے تھے کہ دورانِ قیام انہوں نے اس بشارت کی پیشن گوئی فرمائی تھی کہ اس گھر میں عنقریب ایک بہت قابل قدر خادم طریقت پیدا ہونے والا ہے اور ایک خاص تعویز عطا کر کے فرمایا کہ اس نومولودِ مسعود کو یہ تعویز پہنا دیا جائے۔ چنانچہ حضرت پیر **ہارون الرشید** صاحب کی ولادت باسعادت ہوئی اور وہ تعویز انہیں پہنایا گیا۔

2۔ پیر **ہارون الرشید** صاحب کی مروّجہ تعلیم اعلیٰ سکولوں اور کالجوں میں ہوئی۔ مذہبی اسلامی تعلیم کا بھی خصوصی انتظام رکھا گیا۔ بی اے کے امتحان میں اعلیٰ کامیابی حاصل کی تو آپ نے مزید تعلیم حاصل کرنا چاہی تو آپ کے لئے لاہور میں قانونی تعلیم لاء کالج میں حاصل کرنے کی تجویز ہوئی۔ لاہور میں اعلیٰ حضرت پیر صاحبؒ کے کئی خادموں نے اپنے مکانوں، کوٹھیوں وغیرہ میں شہزادہ صاحب کے قیام فرمانے کے لئے اور انہیں ہر طرح کی آسائش اور آرام بہم پہنچانے کی مخلصانہ پیشکش کیں لیکن حضرت پیر صاحبؒ نے بالکل منظور نہیں فرمایا اور لاہور سے گیارہ میل کے فاصلہ پر باہر مقام ''صوفی آباد'' پر اپنے پیارے بیٹے کیلئے خاص طور پر ایک مناسب اور موزوں مکان تعمیر کرایا اور وہاں سے کالج میں آنے جانے کے لئے پیر **ہارون الرشید** صاحب کے لئے ایک چھوٹی کار کا انتظام بھی کیا اور حکم فرمایا کہ لاہور شہر میں صرف لاء کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئیں اور جائیں اور دیگر کسی جگہ بالکل نہ جائیں۔ البتہ اپنے مخلص اور منظورِ نظر خادمان جناب حاجی محمد سرفراز خاں صاحب، قاضی خورشید حسن صاحب اور راقم الحروف (صوفی میاں محمد رشید) جیسے اصحاب کو ملنے کی اجازت عطا فرما دی۔ چنانچہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ پیر **ہارون الرشید** صاحب نے بھی اعلیٰ حضرتؒ کے فرمان عالی کے مطابق پورا پورا عمل جاری رکھا اور اس میں سرِ مو فرق نہیں آنے دیا اور لاہور جیسے رنگین شہر میں آپ نے نہایت پاکیزہ اور مطہرہ زندگی گزاری۔ **ماشاء اللہ** آپ نے اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کی اور سی۔ ایس۔ پی کے امتحان میں اعلیٰ کامیابی بھی حاصل کی۔ انگلینڈ میں مزید تعلیم کیلئے تشریف لے گئے لیکن ہر جگہ اور ہر مقام پر آپ کی پاکیزہ زندگی پاک اور بے داغ رہی۔

بیرسٹری کی تعلیم

آپ کے لئے جب بیرسٹری کی تعلیم کے لئے انگلینڈ جانے کا پروگرام بنا تو اعلیٰ حضرتؒ کی اجازت سے لندن میں حضورؒ کے ایک مخلص خادم نیول کمانڈر (Naval Commander) سلام باری سلیمی متعینہ سفارت خانہ پاکستان لندن کی وساطت سے شہزادہ صاحب کی لنکن ان (Lincon-Inn) میں بیرسٹری کی تعلیم کیلئے مکمل انتظامات ہو گئے اور آپ

اعلیٰ حضرت پیر صاحبؒ سے اجازت لے کر اس طویل سفر پر روانہ ہو گئے۔ لندن پہنچے مگر وہاں پر پہلے دن ہی سے آپ کی طبیعت وہاں کے ماحول و فضا سے متاثر ہو کر سخت اُچاٹ ہو گئی۔ آپ فرمایا کرتے ہیں "جس روز میں لندن ہوائی اڈہ پر اترا تو وہاں پر نیول کمانڈر سلیمی صاحب استقبال کے لئے موجود تھے۔ میں ان کے ساتھ جب وہاں سے آگے چلا تو مجھے سرکارِ مرشدی کی روحانی کشش اس قدر زبردست محسوس ہو رہی تھی کہ گویا لوہے کی زنجیریں مجھے پیچھے کی طرف کھینچ رہی ہیں۔ پھر یہ کشش روز بروز بڑھتی ہی گئی۔ آخر اس کشش نے مجبور کر دیا کہ میں فوراً واپس آ کر سرکارِ مرشدی کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔"

ان تاثرات کے ماتحت بمشکل تمام تین ہفتے ہی آپ لندن میں گزار سکے۔ آپ نے لاہور میں حضرت پیر صاحبؒ کے خاص عقیدت مند جناب حاجی محمد سرفراز خاں صاحب (ڈپٹی اکاؤنٹنٹ جنرل لاہور) اور راقم الحروف (کنٹرولر ملٹری اکاؤنٹس لاہور) کے نام متعدد خطوط لکھ کر اپنی طبیعت کی حالت واضح کی اور لکھا کہ حضرت پیر صاحبؒ سے واپسی کی اجازت حاصل کی جائے تاکہ لندن سے فوراً واپس آ کر خدمتِ مرشدی میں حاضر ہو جاؤں۔ اس پر ان دونوں صاحبان نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ واضح دلائل دے کر آپ کو جواب میں لکھا کہ آپ لندن میں اپنی تعلیم ضروری جاری رکھیں۔ یہ سنہری موقع ہے۔ مگر آپ کی طرف سے اصرار اور تکرار ہی جاری رہی۔ بالآخر آپ نے انگلینڈ سے بذریعہ کیبل جناب حاجی محمد سرفراز خاں صاحب کے نام بڑی بے تابی سے یہ پیغام بھیجا کہ اعلیٰ حضرت پیر صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر فوری طور پر واپسی کی اجازت حاصل کی جائے۔ چنانچہ حاجی صاحب موہڑہ شریف پہنچے اور حضرت پیر صاحبؒ کی خدمت میں یہ تمام حالات پیش کئے۔ قبل ازیں خادمانِ دربار شریف اور دیگر موجود عقیدت مندان نے حاجی صاحب کو بتلایا کہ جس روز سے شہزادہ صاحب انگلینڈ جانے کے لئے حضرت پیر صاحبؒ سے رخصت ہوئے ہیں اُسی روز سے حضرت پیر صاحب کی طبیعت مغموم، اداس اور پریشان سی رہتی ہے اور دربار شریف میں بھی اس روز سے آپ بہت کم تشریف لاتے ہیں۔ پھر خود اعلیٰ حضرت پیر صاحبؒ نے حاجی صاحب سے فرمایا کہ "اگر **ہارون الرشید** کو میری قلبی حالت کا علم ہو جاتا تو اس کی جدائی میں مجھ پر وارد اور عارض ہوئی ہے تو وہ موہڑہ شریف سے کبھی ایک قدم بھی باہر نہ جاتے۔" ارشاد فرمایا کہ ہارون الرشید کی والدہ کی وفات اس کے اوائل بچپن میں ہو گئی اس لئے میں نے اس کو رات رات بھر اپنی چھاتی پر لٹا کر پالا ہے، میں اپنے دوسرے بچوں کا صرف باپ ہوں لیکن **ہارون الرشید** کے لئے میں ماں بھی ہوں اور باپ بھی ہوں۔ اسی وجہ سے میرے لئے بھی اس کی جدائی محال تھی۔ مگر میں نے اس کی جدائی محض اس لئے برداشت کی تھی کہ **ہارون الرشید** کے تعلیمی شوق کو کوئی ٹھیس نہ لگے اور وہ یہ خیال نہ کرے کہ اسے بیرونی ملکوں میں مزید علم اور تجربہ حاصل کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ انگلینڈ میں **ہارون الرشید** کی یہ بے تابی اور بے قراری درست اور صحیح ہے اس لئے میں اسے واپس آنے کی اجازت دیتا

ہوں۔مگر اسے مطلع کریں کہ وہ بغداد شریف دربارِ عالیہ سرکارِ غوثیہؒ میں ایک ہفتہ گزار کر واپس آئیں۔

حاجی صاحب نے واپسی کی اجازت کی اطلاع بذریعہ کیبل فوراً لندن میں پیر **ہارون الرشید** صاحب کو بھیج دی اور اس طرح سے سرکار مرشدی کی باقاعدہ اجازت حاصل کر کے اور محض چند ایام بہ جبر و اِکراہ لندن میں گزار کر پیر **ہارون الرشید** صاحب انگلینڈ سے براستہ بغداد شریف دربارِ عالیہ غوثیہ میں فیض یاب ہوتے ہوئے موہڑہ شریف واپس پہنچ گئے اور اپنے محبوب ہادی و پیشوا اور شفیق والد بزرگوار اعلیٰ حضرت پیر صاحبؒ کی خدمت میں حاضر اور قدم بوس ہو کر قلبی اطمینان حاصل کیا اور آپ کی اس مبارک واپسی سے تمام وابستگانِ دربارِ عالیہ کو بھی کمال مسرت اور برکت و رحمت حاصل ہوئی کیونکہ اب اعلیٰ حضرت پیر صاحبؒ کی طبیعت مبارک بحال ہو گئی تھی اور اب **ماشاء الله** حضورؒ حسبِ معمول سابق دربار شریف میں روزانہ تشریف مبارک لا کر خلقِ خدا کو بدستور مستفیض فرماتے تھے۔

3۔عجیب واقعہ

انہی مذکورہ ایام کا جب کہ پیر **ہارون الرشید** صاحب انگلینڈ تشریف لے گئے ہوئے تھے ایک اَور عجیب واقعہ عرض کرتا ہوں۔ جناب حاجی محمد سرفراز خانؒ صاحب جو کہ ایک مقتدر بزرگ اور صاحبِ حال ہستی تھے انہوں نے ماہِ رمضان شریف میں تراویح کا انتظام اپنے گھر پر کیا ہوا تھا اور امام صاحب اپنے خاندان کے حفاظ میں پچیسویں پشت میں سے تھے۔ایک روز جب تراویح کی جماعت ہو رہی تھی اور امام صاحب قرأت کر رہے تھے تو اس وقت حاجی صاحب موصوف نے ایک خاص حالت میں دیکھا کہ بالکل سامنے ایک مسند بچھ گئی ہے جس پر اعلیٰ حضرت پیر **نظیر احمد** صاحبؒ تشریف فرما ہیں مگر وہ جلد ہی اٹھ کر چلے جاتے ہیں تو اس مسند پر پیر **ہارون الرشید** صاحب مسند نشین ہو جاتے ہیں۔

یہ عجیب واقعہ اس سے اگلے روز حاجی صاحب نے راقم الحروف کو بتلایا اور اپنا خیال ظاہر فرمایا کہ پیر **ہارون الرشید** صاحبؒ کی تعلیم انگلینڈ میں جاری نہیں رہ سکتی کیونکہ ان کا منصب بدل گیا ہے اور اب ان کی تربیت کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت سرکارِ مرشدی کی خدمت میں حاضر ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ یہ واقعہ اپریل 1957ء کا ہے۔اس وقت سے لیکر اعلیٰ حضرت پیر صاحبؒ کے وصال شریف تک پیر **ہارون الرشید** صاحب اعلیٰ حضرتؒ کی خدمت میں ہی حاضر رہ کر فیض یاب اور مستفیض ہوتے رہے اور حتیٰ الامکان موہڑہ شریف سے باہر نہیں گئے۔

1958ء میں حج شریف کے سفر میں بھی اعلیٰ حضرتؒ کی حضوری میں خصوصی خدمات بجا لاتے رہے۔ دورانِ حج مقام ملتزم میں اعلیٰ حضرتؒ نے بڑے پیار اور محبت سے پیر **ہارون الرشید** صاحب کے متعلق خوش ہو کر یہ ارشاد فرمایا ''یہ مخلوقِ خدا کی گاڑی کا ڈرائیور ہوگا اور خلقِ خدا کو صراطِ مستقیم پر چلائے گا جو ان سے منسلک ہوگا وہی کامیاب

ہو جائے گا۔'' اس وقت اعلیٰ حضرتؒ کے ہمراہ جانے والی 30 افراد کی ساری جماعت وہاں موجود تھی اور اعلیٰ حضرتؒ نے تمام مریدین کی تجدیدِ بیعت بھی فرمائی۔

4۔مجلس کبریٰ عرس شریف نومبر 1954ء میں اعلان

ماہِ نومبر 1954ء کے عرس شریف کی مجلسِ کبریٰ میں اعلیٰ حضرتؒ نے جب اپنا عارفانہ خطبہ ارشاد فرما کر دعائے خیر فرمائی تو آخر میں ارشاد فرمایا ''ہماری جماعت کا کسی اور جماعت یا سیاسی پارٹی سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ محض رسولی نسبت کی دینی جماعت ہے اور میں نے **ہارون الرشید** کو حکم دے دیا ہے کہ وہ اس روحانی جماعت کے لوگوں کی ہمیشہ خدمت کریں۔'' یہ گویا آئندہ پروگرام کی ابتدائی اطلاع تھی۔

5۔ راقم الحروف اپنا ایک خواب بیان کرنا بھی ضروری سمجھتا ہے۔

اپریل 1953ء میں رات کے پچھلے پہر ایک خواب دیکھا کہ ایک پہاڑی جگہ پر لکھوکھہا انسانوں کا ایک اجتماع ہے جن کی تعداد کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ اس مجمع کثیر کے سامنے اونچی جگہ پر ایک طویل القامت ہستی سرو قد، تنا ہوا جسم مبارک کھڑی ہے۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ پھیلایا ہوا ہے جس میں ایک برہنہ چمکتی تلوار پکڑی ہوئی ہے۔ عین اسکے نیچے جناب حاجی محمد سرفراز خاں صاحب اور راقم الحروف کھڑے ہیں مگر ہمارا سر بمشکل اس ہستی کے گھٹنوں تک پہنچتا ہے۔ اس عجیب منظر کو ہم بڑی حیرانگی سے دیکھ رہے ہیں۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں ''رشید! کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کون ہستی ہے؟ انہوں نے خود ہی بتایا یہ پیر **ہارون الرشید** صاحب ہیں (راقم الحروف اِس سے قبل اُن سے ناواقف تھا) اللہ تعالیٰ ان سے بہت بڑا کام لے گا۔'' اس وقت میری آنکھ کھل گئی۔ اگلے روز حاجی صاحب سے ملاقات کے وقت اُن کو یہ تمام خواب سنایا تو حاجی صاحب نے فرمایا'' **انشاء اللہ**تعالیٰ ایسا ہی ظہور میں آئے گا اور ان سے اللہ تعالیٰ بہت بڑا کام لے گا۔ اس واقعہ کی اطلاع آپ اعلیٰ حضرت پیر صاحبؒ کو بھیج دیں۔''

چنانچہ راقم الحروف نے یہ تمام خواب کا واقعہ اعلیٰ حضرت پیر صاحبؒ کی خدمت میں تحریر کر کے بھیج دیا۔ جون کے عرس شریف کے موقع پر معلوم ہوا تھا کہ اعلیٰ حضرتؒ نے وہ عریضہ اس وقت حاضر خدمت صوفی عبدالرزاق کے ہاتھ یہ کہہ کر کہ ''یہ ہارون الرشید کی چیز ہے ان کو دے دو'' بھجوا دیا۔ چنانچہ یہ عریضہ حضرت پیر ہارون الرشید صاحب کو پہنچا دیا گیا۔ جو انہوں نے اپنی جیب میں محفوظ رکھ لیا۔

6۔ اعلیٰ حضرت پیر صاحبؒ کی علالت کے آخری ایام میں جنابہ شہزادی صاحبہ یعنی پیر ہارون الرشید صاحبؒ کی بڑی ہمشیرہ مقدسہ مطہرہ عفیفہ نے خواب میں دیکھا کہ دربار موہڑہ شریف میں حضرت غوث الثقلین حضرت

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تشریف لائے ہیں اور پیر **ہارون الرشید** کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ کہاں ہیں ان کی امانت انہیں دینی ہے۔

7۔غوث المعظمؒ کی علالت

اعلیٰ حضرت پیر صاحبؒ کی علالت میں پیر ہارون الرشید صاحب نے جس عشق و محبت اور عقیدت و ارادت سے والہانہ اعلیٰ خدمات سرانجام دیں وہ اظہر من الشمس ہیں اور ایک مثالی حیثیت رکھتی ہیں۔ اعلیٰ حضرتؒ ان خدمات سے بڑے متاثر ہوتے تھے اور بڑی تعریف اور تحسین فرماتے تھے۔ ایک روز پیر **ہارون الرشید** صاحب بے تابانہ رو پڑے تو فرمایا آپ کیوں روتے ہیں میں نے جو دعا آپ کیلئے کرنی تھی اس کا کام ختم کر چکا ہوں اور مالک الملک نے اس کو قبول بھی فرما لیا ہے۔ نیز فرمایا کہ میں نے قرآن حکیم سے تمہارے متعلق فال نکالی تو وہ **سُلْطَانًا نَصِيْرًا** (بنی اسرائیل: 80) یعنی ''ایسا غلبہ جس کے ساتھ نصرتِ الٰہی ہو'' نکلی تھی۔ لہذا آپ بے فکر رہیں۔ ہسپتال راولپنڈی میں بستر علالت پر ایک روز حضور نے فرمایا کہ '' **ہارون الرشید** بیٹے! بعض اولیاء نے اپنے والدین کی خدمت میں ایک رات ہی کھڑا رہنے سے ولایت کی ہزار ہا منازل طے کر لیں اور آپ تو میری خدمت میں متواتر چھ ماہ سے رات اور دن کھڑے رہتے ہیں اور اپنے آرام و آسائش اور خواب و خورش سے بالکل بے نیاز ہو کر میری صحیح خدمات بجالا رہے ہیں۔ آپ کے درجہ کی بلندی تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔''

8۔ مارچ 1960ء میں جب حضرت پیر صاحبؒ کی بیماری زیادہ بڑھ گئی تو پیر **ہارون الرشید** صاحب کا حکم اطلاعی پہنچنے پر راولپنڈی سے راقم الحروف ایک قابل ماہر فوجی ڈاکٹر کو ہمراہ لے کر موہڑہ شریف پہنچا۔ ڈاکٹر صاحب نے بعد از ملاحظہ نسخہ وغیرہ تجویز کیا تو اعلیٰ حضرت پیر صاحبؒ نے فرمایا کہ ''میری تکلیفِ مرض تو کوئی زیادہ نہیں ہے بلکہ مجھے تکلیف یہ ہے کہ میری وجہ سے میرا بیٹا **ہارون الرشید** بہت زیادہ فکر مند رہتا ہے اور ہر وقت میرے پاس کھڑا رہتا ہے اور اپنے کھانے پینے اور آرام کرنے کا بھی کوئی خیال نہیں رکھتا۔''

پھر چند یوم بعد ماہ مئی میں یہی واقعہ اعلیٰ حضرتؒ نے دہرایا اور پیر **ہارون الرشید** صاحب کی بڑی محبت اور پیار سے خدمت گزاری کی تعریف فرمائی اور مسکرا کر فرمایا ''میں اگر اپنی دوائی استعمال کرتا ہوں تو ٹھیک ہو جاتا ہوں مگر **ہارون الرشید** میرے لئے ڈاکٹری علاج کو اچھا خیال کرتا ہے اس لئے یہ بہ تقاضائے محبت میری دوائیوں کو ادھر ادھر کر دیتا ہے کہ میں انہیں استعمال کر کے زیادہ تکلیف میں نہ پڑ جاؤں۔ یہ اس کا محض خیال ہے۔ لیکن میں **ہارون الرشید** کو آزردہ خاطر نہیں کرنا چاہتا۔''

جب موہڑہ شریف میں حضرت پیر صاحب کی بیماری زیادہ بڑھ گئی اور مستند اور ماہر ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ کو C.M.H مری میں منتقل کرنے کی تجویز قرار پائی تو اس وقت آپؒ نے فرمایا کہ وہاں منتقل ہونے کا کیا فائدہ۔ لیکن جب پیر **ہارون الرشید** صاحب نے اپنی بے تابانہ استدعاء پیش خدمت کی تو حضرت صاحبؒ نے قدرے سکوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ ''ضرورت تو نہیں مگر علاج جاری رکھنا سنتِ نبویﷺ ہے۔ اس لئے جیسے **ہارون الرشید** کی مرضی۔ میں اسے بھی آزردہ خاطر کرنا نہیں چاہتا۔''

مری ہسپتال سے جب حضرت صاحب کو راولپنڈی ہسپتال میں لے جانے کی تجویز قرار پائی تو اعلیٰ حضرتؒ نے راقم الحروف کو اپنے پاس بلایا۔ اس وقت پیر **ہارون الرشید** صاحب خدمتِ خاص میں حاضر تھے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا ''ڈاکٹر صاحبان اس بیماری کے متعلق جو اس وقت باتیں کر رہے ہیں مجھے موہڑہ شریف میں ہی من وعن انکا بخوبی علم تھا۔ اگر دنیا بھر کے ڈاکٹر جمع ہو جائیں تو وہ میرا علاج نہیں کر سکتے۔ لیکن علاج جاری رکھنا سنتِ نبویﷺ ہے۔ نیز میں محض **ہارون الرشید** کی دلداری چاہتا ہوں اس کی دل شکنی کرنا نہیں چاہتا۔'' چنانچہ C.M.H راولپنڈی میں اعلیٰ حضرتؒ کو منتقل کر دیا گیا۔

راولپنڈی ہسپتال میں ہارون الرشید صاحب نے اعلیٰ حضرت پیر صاحب کی خدمات کی سرانجام دہی میں انتہائی درجہ محنت، مشقت، ایثار اور قربانی کا کما حقہ حق ادا کیا۔ رمضان شریف کے ایاّم تھے۔ باقاعدگی سے روزے رکھتے تھے۔ آپ صرف ایک چائے کی پیالی پر روزہ افطار کرتے اور ایک چائے کی پیالی اور ایک آدھ بسکٹ سحری میں لیتے۔ زیادہ وقت متواتر شب و روز اعلیٰ حضرتؒ کی خدمت میں حاضر رہتے اور اپنے آرام و آسائش کی پرواہ نہ کرتے۔ آپ کی اس مشقت و محنت اور ریاضت کا اعلیٰ حضرتؒ بہت زیادہ احساس فرماتے۔ چنانچہ حضورؒ حکماً پیر **ہارون الرشید** کو خواب وخورش کی ہدایت فرماتے۔

غوث المعظمؒ کا وصال شریف

موجود لوگوں نے یہ منظر بھی دیکھا ہے کہ جب **ہارون الرشید** صاحب اپنے محبوب پیشوا کی صحت یابی کے لئے بارگاہِ عالی کی جناب میں کمال درد و سوز اور محبت اور رقت سے التجائیں کیا کرتے تھے تو سننے والوں کی طبیعتیں بے حد رقیق، مضطرب اور بے قابو ہو جایا کرتی تھیں۔ یہ آپ کا اپنے شفیق والد گرامی قدر اور سرکار مرشدیؒ سے والہانہ عشق و محبت اور پیار و عقیدت کا مخلصانہ مظاہرہ تھا اور پھر اعلیٰ حضرتؒ کے وصال شریف سے جو کیفیت غم و الم پیر **ہارون الرشید** صاحب پر وارد ہوئی وہ ایک والہانہ قلبی تعلق اور مخلصانہ روحانی رشتہ کی بے مثالی ظاہر کرتی ہے۔ ان پر اس صدمہ جانکاہ کا گہرا اثر ہوا اور غمِ فراق میں روتے روتے آپ کی آنکھیں متورم ہو گئیں اور صحت بہت گر گئی، جو کئی ماہ کے بعد ایک اہم ذمہ داری کے احساس اور صبر و استقامت سے کام لے کر بحال ہوئی۔

9۔غوث المعظمؒ کا چہلم شریف اور حضرت پیر ہارون الرشید سلّمۂ اللہ کی سجادہ نشینی

جناب الحاج صوفی محمد حسین قریشی صاحبؒ جو گذشتہ چالیس سال سے اعلیٰ حضرت پیر صاحبؒ کے مخلص اور راز دار خادم تھے جوان دنوں محکمہ فوج میں سویلین گز ٹیڈ آفیسر کے عہدہ پر مقرر تھے انہیں اعلیٰ حضرتؒ کی علالت کے آخری ایام میں موہڑہ شریف، مری اور راولپنڈی ہسپتال میں ہر وقت خدمت میں رہنے کا موقعہ حاصل رہا۔ جن دنوں اعلیٰ حضرتؒ موہڑہ شریف میں بستر علالت پر لیٹے ہوتے تو قریشی صاحب سے خاندانی حالات کا بھی ذکر فرماتے۔ ایک روز فرمایا کہ میرے بعد سجادگی کے فرائض **ہارون الرشید** ادا کریں گے۔ تو قریشی صاحب نے عرض کیا کہ آپ اس بات کا اعلان کیوں نہیں فرماتے۔ تو فرمایا کہ آجکل **ہارون الرشید** نہایت خلوص سے بدل و جان میری خدمت میں حاضر رہتا ہے، محض رضائے الٰہی کے لئے اور یہ اس کی اعلیٰ عبادت ہے۔ اگر میں اس کی سجادگی کا اعلان کر دوں تو ممکن ہے کہ اس کی اس خدمت میں نفسانیت کا عنصر آ جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی موجودہ خدمت جو محض اللہ کی رضا کی خاطر ہے جاری رہے۔

جناب قریشی صاحب نے حضرت پیر صاحب کے چہلم شریف کے موقعہ پر ہزار ہا مخلوق کے اجتماعِ عظیم میں یہ واقعہ بیان فرمایا کہ اعلیٰ حضرتؒ نے اپنی وفات شریف سے ایک دن پہلے یعنی 21-7-60 کو اپنی طرف سے مختلف اصحاب کو چند خطوط تحریر کرنے کے لئے انہیں خدمت عالیہ میں طلب فرمایا کیونکہ اس وقت خود حضور والا بوجہ بیماری اور علاج بیماری کے، اپنے دست مبارک سے کوئی تحریر نہیں لکھ سکتے تھے۔ چنانچہ حسب الارشاد یہ خطوط قریشی صاحب سے املاءً تحریر کرائے۔ ان خطوط میں سے ایک خط عالی جناب صدر مملکت پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صاحب کے نام تھا۔ (یہ مکتوب راقم الحروف نے بھی اُسی روز پڑھا تھا)۔ اس اہم مکتوب میں دفاعِ پاکستان کے ایک اہم معاملے کی طرف توجہ دلائی تھی نیز اطلاع دی گئی تھی کہ ''میں نے اپنا سجادہ نشین اپنے نورِ نظر **ہارون الرشید** کو مقرر کر دیا ہے۔'' چونکہ ان ایام میں فیلڈ مارشل صاحب ملک سے باہر گئے ہوئے تھے واپسی پر انہوں نے اعلیٰ حضرتؒ کی وفات کا سخت ملال کا اظہار کرتے ہوئے جواب دیا۔ جس کی فوٹو کاپی شامل کتاب ہے۔ (صفحہ: 514)

یہ سارا واقعہ قریشی صاحب نے اس مجمع عظیم میں حلفیہ مفصل طور پر بیان کیا تھا اور اس طرح ایک حقیقت کا بین طور پر اظہار ہو گیا۔

10۔ اعلیٰ حضرتؒ کے چہلم شریف کی تقریب 28 اگست 1960ء کو موہڑہ شریف میں حضور کے ہزار ہا عقیدت منداں، خلفائے دربار شریف، ملک کی بڑی ذمہ دار شخصیتوں، فوج اور سول کے بڑے بڑے عہدیداران، علمائے کرام، پیرانِ عظام، علاقہ اور نواح کے مقتدر اصحاب اور عوام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ مکمل اتفاق سے

اعلیٰ حضرتؒ کے فرمان عالی کی تعمیل میں حضرت پیر **ہارون الرشید** صاحب کے فرقِ مبارک پر خلافتِ عظمیٰ، نیابت کبریٰ اور صحیح سجادہ نشینی کی دستار بندی ہوئی۔

11۔ جناب ڈاکٹر عنایت اللہ سلیمی صاحب نے اسی اجتماع عظیم میں 1955ء کا اپنا ایک واقعہ بیان کیا کہ انہوں نے 1955ء میں سلسلہ نسبت رسول ﷺ کے پیران عظام کا شجرہ شریف بزبان اردو مخمس کی صورت میں منظوم کر کے اعلیٰ حضرت پیر صاحبؒ کی خدمت میں اجازتِ طباعت حاصل کرنے کے لئے پیش کیا تو اعلیٰ حضرتؒ نے اس تمام منظوم مضمون کو شرفِ سماعت فرما کر آخری بند کو اپنے دست مبارک سے قلم زد کر دیا۔ اس آخری بند میں جناب ڈاکٹر صاحب نے اپنے خیال کے مطابق پیران سلسلہ کی ترتیب میں اعلیٰ حضرت پیر **نظیر احمد** صاحبؒ کے نام مبارک کے بعد پیر گل بادشاہ صاحب کا نام منظوم کر دیا تھا اس خیال سے کہ یہ حضرت پیر صاحب کے بڑے صاحبزادے ہیں لیکن حضرت پیر صاحب نے خود اس کو قلم زد فرما دیا۔ (وہ قلم زدشدہ مسودہ آجکل راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے)۔ چنانچہ تصحیح شدہ شجرہ شریف طبع ہو کر شائع ہوا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت پیر صاحبؒ نے اپنے بعد پیر گل بادشاہ صاحب کی سجادہ نشینی کو ناپسند اور نامنظور فرما دیا تھا اور اپنے خیالِ عالی میں پیر ہارون الرشید صاحب کو ہی اپنا صحیح جانشین تجویز فرمایا ہوا تھا۔ اسی لئے ان کیلئے شروع بچپن سے ہی تعلیم و تربیت کا خاص اہتمام کیا گیا تھا۔

مندرجہ بالا تحریر کردہ متعدد واقعات اس کی بین اور صریح شہادت اور ثبوت ہیں کہ ماشاء اللہ پیر **ہارون الرشید** صاحب اس سجادہ نشینی کا منصب حاصل کر کے اب بھی بدستورِ اعلیٰ حضرت سرکار مرشدی کی روحانی و عرفانی توجہ کا مورد اور مرکز ہیں ان پر روز بروز بیش از بیش کرم نوازی ہو رہی ہے۔ یہ اعلیٰ حضرتؒ کے خاص الخاص مرشدانہ اور پدرانہ شفقت کا ہی اثر اور نتیجہ ہے کہ دربار شریف میں وہی پہلا انتظام اور وہی پہلی صورت قائم اور برقرار ہے اور تمام عقیدت منداں، درباریاں، خادمان اور ارادتمندان جس جس منصب اور مقام پر متعین تھے وہ بدستور قائم رہے اور اپنے اپنے فرائض نہایت خلوص سے بجالاتے رہے ہیں اور پیر **ہارون الرشید** صاحب سجادہ نشین کے زیر فرمان بدستور مامور رہے۔ بدستور فدائی اور عقیدت مند ثابت ہوئے۔ نیز بڑے بڑے مقتدر اور موقر خلفائے دربار شریف اور دیگر معزز ذمہ دار عقیدت مند ہستیاں اور علاقہ اور نواح کے ارادتمند اصحاب عوام اور خواص بدستور دربار شریف سے مستفیض ہو رہے ہیں اور پیر ہارون الرشید صاحب نے اپنی عقیدت مندی کو اپنے لئے ایک بڑی سعادت اور اعلیٰ حضرت پیر صاحبؒ کے فرمانِ عالی کی پوری پوری تعمیل سمجھ رہے ہیں اور نیز ماشاء اللہ اعلیٰ حضرتؒ کا تصرف روحانی ہی کارفرما ہے کہ جب شروع ایام میں بعض اصحاب نے آزمائشی طریق پر اپنے مارگزیدگاں، سگ گزیدگاں اور دیگر خطرناک مریضاں برائے علاج روحانی بغرض شفایابی پیر **ہارون الرشید** صاحب مدظلہٗ العالی کی خدمت میں لا

ڈالے تو اللہ کریم شافی مطلق نے اعلیٰ حضرتؒ کی برکت سے **پیر ہارون الرشید** صاحب کی دعاؤں کو مستجاب فرما کر اُن مریضاں کو کامل شفا بخشی۔

الغرض پیر **ہارون الرشید** مدّظلہٗ العالی کی ریاضت، عبادت، شب بیداری اور مخلوق خدا کی خدمت گزاری، پاکیزہ اور بے داغ جوانی مجاہدات اور تصرفاتِ روحانی، آج کل ایک ضرب المثل بنی ہوئی کیفیتیں اور حقیقتیں ہیں۔

12۔ اعلیٰ حضرت پیر **نظیر احمد** صاحبؒ کہیاں شریف میں اپنی حاضری کے متعلق اپنا واقعہ اکثر بیان فرمایا کرتے تھے اور جب بھی اس واقعہ کے ذکر میں آپ حضرت قبلۂ عالم جناب خواجہ **نظام الدین** صاحبؒ کا ذکرِ خیر فرماتے تو اس وقت آپ کی عجیب کیفیت ہوتی تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں جب بھی کسی کی بیعت کرتا ہوں تو میں اپنے ہاتھ کو حضرت والا قبلۂ عالم خواجہ نظام الدین صاحبؒ کے دست مبارک کے تحت خیال کرتا ہوں اور اسی تصور میں بیعت کرتا ہوں۔ اعلیٰ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب آپ کو کہیاں شریف کی حاضری نصیب ہوئی اور وہاں پر حضور قبلۂ عالم کے فیوض و برکات کی نعمتوں سے مالا مال ہو کر واپسی کیلئے رخصت لینے کا وقت آیا تو قبلۂ عالم نے اپنے بڑے صاحبزادے کو ارشاد فرمایا کہ موہڑہ شریف والے صاحب زادہ کیلئے دو گھوڑے بطور انعام تبرک پیش کئے جائیں۔ حضرت پیر صاحب نے ان گھوڑوں کے سموں پر بوسہ دے کر صاحبزادہ صاحب سے عرض کی کہ یہ میرے پیر و مرشد قبلۂ عالم کے مبارک گھوڑے ہیں اور میرے لئے یہ بہت ہی قابلِ ادب و احترام ہیں اس لئے میں ان پر سوار نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ صاحبزادہ صاحب نے حضور قبلۂ عالمؒ سے جا کر یہ اطلاع عرض کی تو اس پر حضور قبلۂ عالمؒ نے اپنے پاس بلایا اور پیش خدمت ہونے پر ارشاد فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب! اس چارپائی پر بیٹھ جاؤ۔ حضرت پیر صاحب نے عرض کی کہ حضور میری جرأت نہیں یہ۔ سوءِ ادب ہے۔ اس پر حضرت قبلۂ عالمؒ نے موجود خادم کو حکم فرمایا کہ ان کیلئے زمین پر کمبل بچھا دو۔ چنانچہ تعمیل حکم ہوئی۔ لیکن پیر صاحب نے وہ کمبل بڑے ادب سے لپیٹ کر اپنی گود میں لے لیا اور ننگی زمین پر سامنے بیٹھ گئے۔ اُس وقت حضرت قبلۂ عالمؒ نے بہ کمال شفقت پیر صاحب کو اپنے قریب بلا کر اپنی گود میں بٹھا لیا اور فرمایا کہ صاحبزادے! یہ جگہ تو ٹھیک ہے نا، یہاں بیٹھو گے؟ پیر صاحب نے مؤدبانہ عرض کی کہ حضور یہ جگہ تو بہترین ہے میں یہاں ضرور بیٹھوں گا۔

پھر حضرت قبلۂ عالمؒ نے از راہ شفقت و محبت پیر صاحب کے چہرہ پر سات مرتبہ اپنا دست مبارک پیار سے پھیرا اور فرمایا ''صاحبزادے! جاؤ تمہاری اولاد میں سات پشتوں تک بلا مشقت اولیاء اللہ۔ میں نے اپنی امانت اِن کے حوالے کر دی''۔

یہ 1893ء کا واقعہ ہے اور اسی سال ان کا انتقال ہوگیا۔

ماشاء اللہ اعلیٰ حضرت پیر صاحبؒ کی اولادِ نرینہ میں تین صاحبزادے پیدا ہوئے۔ بڑے صاحبزادے کا نام مبارک خان تھا وہ اعلیٰ حضرتؒ کی حیات میں ہی فوت ہوگئے اور ان کا بڑا لڑکا اب بھی موجود ہے لیکن یہ قدرت کا کام ہے کہ اعلیٰ حضرت پیر صاحبؒ ان سے ناراض ہوگئے۔ ان کے بعد اعلیٰ حضرتؒ کے دوسرے صاحبزادے پیر گل بادشاہ

صاحب ہیں جن کے متعلق عوام الناس تک کو بخوبی علم ہے کہ اعلیٰ حضرتؒ کئی ایک وجوہات کی بنا پر ان سے بھی ناراض ہو گئے تھے اور آخر وقت تک ناراض ہی رہے۔

تیسرے صاحبزادے حضرت پیر **ہارون الرشید** صاحب ہیں جن کیلئے یہ نعمتِ عظمیٰ مشیئت الٰہی اور قدرت کاملہ نے مخصوص فرمائی ہوئی تھی اور اعلیٰ حضرت پیر صاحبؒ نے بھی اسی مشیئت ایزدی کے ماتحت اپنے اس صاحبزادے کیلئے شروع بچپن سے ہی خاص طور پر اعلیٰ مروجہ اور روحانی اور عرفانی تعلیم و تربیت کا خصوصی اہتمام فرما رکھا تھا۔ آخر انہیں قابل اور مستحقِ اکرام پا کر اپنی جانشینی کی نعمتِ عظمیٰ ان کے سپرد فرما کر آپ واصل بحق ہو گئے۔

اِنَّ لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

سجادگی کے فرائض کی انجام دہی

اعلیٰ حضرت پیر **ہارون الرشید** صاحب مدظلہٗ العالی نے جب مرکزی دربار عالیہ موہڑہ شریف کی سجادگی کے فرائض سنبھالے تو ابتداء ہی سے متعدد خاندانی رقابتیں شروع ہو گئیں۔ مخالفین کا خیال تھا کہ یہ نوجوان ہیں، ناتجربہ کار ہیں اور اکیلے ہیں۔ ان کے مقابلے میں وہ خود بہت با رسوخ اور تجربہ کار ہیں۔ خاندانی اور علاقائی سیاست کی بنا پر ان مخالفتوں میں شدت پیدا ہو گئی اور کئی بے بنیاد مقدمات مقامی اور ضلعی عدالتوں میں ان کے خلاف کھڑے کر دیئے گئے۔ قدرتی امر تھا کہ یہ پریشانی کا موجب ہوئے۔ انہوں نے پوری استقامت کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا اور ان تمام دشواریوں کے باوجود انہوں نے اپنی بنیادی ذمہ داری یعنی خدمتِ خلق اور عرس شریف کی مجالس کی دیکھ بھال جاری رکھی۔ مگر چونکہ صورتِ حال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ اگر ایک معاملہ حل ہوتا تو دو کھڑے ہو جاتے۔ اس لئے اوائل 1961ء میں خیال پیدا ہوا کہ وہ موہڑہ شریف کو چھوڑ کر بغداد شریف یا مدینہ شریف چلے جائیں اور پھر وہاں ہی مستقل رہائش اختیار کر لیں۔ چنانچہ یہی خیال دل میں لئے بغداد شریف حاضری کیلئے روانہ ہو گئے۔ صوفی عبدالغنی صاحب کو ہمراہ لیا۔ وہاں آٹھ روز قیام کیا۔ جناب **ہارون الرشید** صاحب کا بیان ہے کہ وہاں مجھے بہت سکون ہوا۔ چنانچہ میں نے صوفی عبدالغنی سے کہا کہ آپ واپس موہڑہ شریف چلے جائیں اور گدی نشین ہو جائیں۔ میں اب موہڑہ شریف جانا نہیں چاہتا۔ صوفی صاحب نے کہا کہ میں ان تمام مخالفتوں کا مقابلہ کیسے کر سکوں گا۔ میں نے کہا کہ میں اپنی طرف سے آپ کے نام اشٹام تحریر کر دیتا ہوں، تا کہ آپ گدی نشین ہو سکیں۔ مگر صوفی صاحب آمادہ نہ ہوئے۔ میں ان دنوں عموماً رات کے وقت حضرت غوث الاعظمؒ کے مزار شریف پر بیٹھا رہتا اور اللہ کی یاد میں وقت گزارتا۔ ایک رات ایسا محسوس ہوا کہ مزار شریف کی جگہ ایک عالی شان مجلس قائم ہے اور اس میں حضرت غوث الاعظم اور جناب غوث المعظم (والدم) بھی تشریف فرما ہیں اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں واپس موہڑہ شریف چلا جاؤں اور وہاں جا کر مخلوقِ خدا کی خدمت کروں۔ میں نے اس وقت

غوث المعظمؒ (والدم) سے تکرار کی کہ اگر مجھے اسی خدمت پر مقرر کرنا تھا تو مجھے اعلیٰ درجے کی مروجہ تعلیم کیوں دلائی گئی؟ اس پر انہوں نے فرمایا کہ آپ کے لئے موہڑہ شریف ہی جانا مناسب ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام مشکلات حل فرمائے گا۔ آپ فکر مند نہ ہوں۔ البتہ آپ مدینہ شریف میں سرورِ کائناتﷺ کی بارگاہ میں حاضری دیکر واپس موہڑہ شریف جائیں۔ غوث الاعظمؒ نے بھی اس کی تائید فرمائی۔ اب میرے لئے اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہ تھا۔

چنانچہ اگلے روز ہم دونوں ہوائی اڈے پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ جدہ کے لئے روانگی ممکن نہیں کیونکہ ہمارے پاسپورٹوں پر ''خروج'' کی مہریں موجود نہیں۔ ہوائی جہاز جانے کے لئے تیار تھا۔ ہمیں کہا گیا کہ آپ خروج کی مہریں لگوا کرلائیں۔ ہمیں پریشانی لاحق ہوئی۔ ہوائی اڈے کے ایک آفسر نے ہماری امداد کے لئے ایک شخص کو ہمارے ساتھ روانہ کیا۔ جب خروج کے دفتر میں پہنچے تو انہوں نے بتایا کہ ان کے پاسپورٹوں پر تو ''دخول'' کی بھی مہریں نہیں ہیں۔ پہلے ان کا انتظام کیا جائے۔ وہاں سے باہر نکلے تو ہمارے ساتھی نے بتایا کہ دخول کی مہریں تو پہلے سے ثبت ہیں وہ کیسے کہتے ہیں؟ واپس اسی دفتر میں آئے تو خروج کی مہریں بھی ثبت کردی گئیں۔ تقریباً $1\frac{1}{2}$ گھنٹہ کے بعد ہوائی اڈے پر واپس پہنچے تو ہوائی جہاز ابھی وہاں ہی موجود تھا اور ہمارا انتظار ہورہا تھا۔ **الحمد للہ** کہ ہم بخیر وخوبی اُسی جہاز میں بیٹھ کر جدہ کے لئے روانہ ہوگئے۔

ہم نے مکہ مکرمہ میں عمرہ ادا کیا اور سرکارِ دو عالمﷺ کی حاضری کے لئے مدینہ شریف حاضر ہوئے۔ وہاں ایک ہفتہ قیام کیا اور حسبِ ارشاد موہڑہ شریف واپس پہنچ گئے۔ موہڑہ شریف میں واپس آ گئے اور آہستہ آہستہ طبیعت سنبھلنے لگی اس کے بعد یکے بعد دیگرے دائر شدہ مقدمات بھی خارج ہونے لگے۔ کئی سال تک صبر آزما امتحانوں سے گزرتے رہے۔ تاہم نہایت ثابت قدمی سے سلسلۂ عالیہ کی خدمت میں کوتاہی نہیں کی اور روز وشب اس کی ترقی میں مصروف رہے۔ اسی اثناء میں زائرین کی تعداد بھی خلاف توقع بڑھنی شروع ہوگئی۔ چونکہ موہڑہ شریف ایک پہاڑی جگہ ہے ذرائع آمدورفت مفقود تھے اس لئے زائرین کی سہولت کیلئے اس جگہ پر کئی منصوبے تیار کئے گئے ان میں سے مندرجہ ذیل خصوصی توجہ طلب تھے۔

1۔ چونکہ موہڑہ شریف تک رسائی نہایت دشوار گزار رستوں سے ممکن تھی۔ سب سے مقدم ضرورت اس مشکل کو حل کرنے کی تھی لہذا کشمیری بازار کے موڑ سے براستہ مڈل سکول موہڑہ شریف ایک مستقل سڑک بنوانے کی کوشش شروع کی گئی۔ اس میں کئی دشواریاں حائل تھیں۔ لیکن متواتر کوشش سے سڑک کا سلسلہ شروع ہوگیا جس سے آمدورفت میں کچھ آسانی پیدا ہوگئی۔ اسے پختہ بنانے کی کوششیں جاری رہیں۔ **الحمد للہ** کہ سڑک اب اختتامی مراحل سے گزر رہی ہے اور اس سے ٹریفک کی سہولتیں حاصل ہوگئیں ہیں۔ زائرین کے لئے کافی سہولت ہوگئی ہے۔

2۔ موہڑہ شریف میں ایک پرانی چھوٹی مسجد موجود تھی جس میں نہایت مختصر تعداد میں نماز با جماعت ادا کی جا سکتی تھی۔ لہٰذا ایک دو منزلہ ماڈرن نمونہ کی بہترین بڑی مسجد کا نقشہ تیار کیا گیا۔ مجوّزہ جگہ کے قریب پہاڑی ٹیلے موجود تھے بلڈوزروں کے ذریعہ ان سب کو صاف کرا کر ہموار جگہ میں تبدیل کر دیا گیا۔ مسجد کے علاوہ مزید کافی جگہ تعمیرات کیلئے بھی مہیا ہو گئی۔ چنانچہ ایک بہت بڑی مسجد کی تعمیر شروع ہوئی اور نہایت مضبوط بنیادوں پر اٹھائی گئی۔ اس دو منزلہ مسجد کی زیرِ زمین ایک مزید منزل بھی تیار ہو گئی جس میں تقریباً تین ہزار مستورات کیلئے نشست کا انتظام کیا گیا ہے۔ ان کے لئے جداگانہ غسل خانے اور وضو کی سہولتیں مہیا ہو گئی ہیں۔ بہت بڑے کچن سٹور بھی بن گئے ہیں اس مسجد کی اوپر کی دونوں منزلوں میں دس ہزار سے زائد زائرین بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں اور آرام کر سکتے ہیں بوقتِ ضرورت ملحقہ میدان میں شامیانے نصب کئے جا سکتے ہیں نیز گاڑیوں کے پارک کرنے کا بھی انتظام موجود ہے۔ اس میدان میں کئی مرتبہ بوقت ضرورت ہیلی کاپٹر بھی با آسانی اترے ہیں اور پرواز کر گئے ہیں۔ چنانچہ ہیلی پیڈ (Helipad) کا بھی انتظام ہے۔

اس مسجد کی نقش و نگاری اپنی مثال آپ ہے۔ اکثر نو وار دان کی زبان سے یہی سنا جاتا ہے کہ یہ مسجد اس دشوار گزار وادی میں انسانوں کی نہیں بلکہ جنوّں کی تعمیر کردہ ہے اور اس کی خوبصورتی لاجواب ہے۔ ابھی یہ تکمیل کے مراحل سے گزر رہی ہے۔

3۔ شروع کے ایام میں زائرین کیلئے لنگر کا انتظام خاطر خواہ نہ تھا۔ ان دنوں لنگر پکوانے کیلئے جنگل کی لکڑی کا استعمال ہوتا تھا جو تسلی بخش نہیں تھا۔ بڑھتی ہوئی تعداد کی خاطر لنگر کے لئے جداگانہ انتظام کیا گیا۔ سوئی گیس کے بڑے بڑے سلنڈر مہیا کئے گئے۔ تندوروں کا اور بڑے بڑے لوہے کے تووں کا انتظام کیا گیا۔ اعلیٰ درجے کی بہت سی دیگیں حاصل کی گئیں۔ ایک اعلیٰ درجے کا روٹی پلانٹ نصب کیا گیا ہے جس سے روٹیاں تازہ اور خستہ تیار ہوتی ہیں۔ مزید اعلیٰ اور بڑے روٹی پلانٹ کا بھی انتظام کیا گیا ہے جس سے مزید سہولتیں مہیا ہو گئی ہیں۔ چنانچہ اب لنگر کا وسیع انتظام موجود ہے۔ ہر حاضر ہونے والے زائر کے لئے چائے، کھانے وغیرہ کا مستقل انتظام ہوتا ہے اور کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ چنانچہ عرس شریف کے موقعہ پر لاکھوں حاضرین کیلئے لنگر کا بہترین نظام موجود ہے۔
یہ خدائی لنگر ہے اور خدائی نظام ہے۔ ورنہ اس دور اُفتادہ جگہ میں ایسا بہترین نظام محض انسانی کوشش سے ممکن نہیں تھا۔

4۔ شروع ایام میں اس مقام پر رہائشی سہولتیں ناپید تھیں۔ اب ایک وسیع و عریض مسجد کے علاوہ زائرین کیلئے مکانات کی تعمیر کا سلسلہ بھی شروع ہے اور اللہ کے فضل سے رہائشی سہولتوں کی یہ کمی بھی پوری ہو جائیگی۔ **انشاء اللہ تعالیٰ**۔

5۔ موہڑہ شریف میں اتنے بڑے عرس شریف کے انعقاد کے لئے ہموار جگہ کی سخت قلت ہے جس کی وجہ سے سخت دشواری ہوتی تھی جیسا کہ اوپر ذکر ہوا جناب پیر صاحب کی دور اندیشی اور توجہ سے ہموار جگہ کا بھی انتظام کیا گیا ہے اور نشست گاہ کے سامنے والے ملحقہ پہاڑ پر بہت سے سیبوں اور ناشپاتیوں کے درخت لگائے گئے ہیں جو گرمیوں کے موسم میں سایہ دار اور سردیوں میں ٹنڈ منڈ ہوتے ہیں اور ان کی ترتیب اس طرح رکھی گئی ہے کہ وہ بالترتیب بلند ہوتی ہوئی بالا خانہ نما قدرتی نشست گاہیں بن گئی ہیں۔ جیسے بہت بڑا Stadium ہو۔ چنانچہ عرس شریف کے موقع پر ہموار جگہ کے علاوہ کئی ہزار معتقدین سامنے پہاڑ پر ان نشست گاہوں پر آرام سے بیٹھ جاتے ہیں اور پہاڑ کی چوٹی تک عجیب نظارہ پیش کرتے ہیں۔ لاؤڈ سپیکروں کا خاطر خواہ انتظام ہوتا ہے۔ اس لئے تمام افراد عرس شریف کی مجالس سے فیض یاب ہوتے ہیں۔

6۔ اگرچہ موہڑہ شریف کے گردونواح پہاڑی چشمے موجود تھے اور قریب ہی میٹھے اور ٹھنڈے پانی کی ندی بھی بہ رہی ہے مگر اکثر عرس شریف کے موقع پر زائرین کی کثیر تعداد (اڑھائی تین لاکھ) کے باعث پانی کی قلت ہو جاتی تھی۔ اس دقت کو حل کرنے کے لئے موزوں جگہوں پر پانی کے بڑے بڑے تالاب بنائے گئے ہیں جہاں ہر وقت پانی موجود رہتا ہے اور پانی کی فراوانی ہوگئی ہے یہ ایک نعمتِ عظمیٰ ہے۔

7۔ موہڑہ شریف میں روشنی کا پرانا نظام تھا یعنی پرانے زمانے کے مٹی کے تیل کے دیئے اور لالٹینیں تھیں۔ بجلی کی عدم موجودگی سے کافی دقّت ہوتی تھی۔ اس لئے 1962ء میں بجلی کے ایک بڑے جنریٹر (Generater) کا انتظام کیا گیا جو مٹی کے تیل سے چلتا تھا۔ یہ سلسلہ چند سال جاری رہا مگر یہ بھی خاطر خواہ انتظام نہیں تھا۔ اس لئے بجلی کے نظام کی کوشش جاری رکھی گئی۔ جناب پیر صاحب کی توجہ اور کوشش سے اب بجلی کا بہترین انتظام موجود ہو گیا ہے۔

8۔ بجلی کے انتظام کا ایک نمایاں فائدہ یہ ہوا ہے کہ موہڑہ شریف میں صلوٰۃ وسلام اور ذکرِ الٰہی کی مجالس لاؤڈ سپیکر پر جاری رہتی ہیں اور حاضرینِ دربار اور گردونواح کے شوقین حضرات اس سے مستفیض ہوتے ہیں۔ اس سے موہڑہ شریف کی فضا میں انوارالٰہیہ کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ بالخصوص عرس شریف کے ایاّم میں بہت زیادہ سہولت ہوگئی ہے۔ ہر طرح کے انتظامی اعلانات آسانی سے ہو سکتے ہیں۔ مسجد میں شب وروز مجالس قائم ہوتی رہتی ہے۔

9۔ موہڑہ شریف میں ٹیلی فون کا کوئی انتظام نہیں تھا جس سے بہت دشواری ہوتی تھی۔ اب پیر صاحب کی کوشش اور توجہ سے نہ صرف ٹیلیفون کا مناسب انتظام ہے بلکہ مائکروویو کی سہولت بھی موجود ہے۔ پوسٹ آفس کی سہولتیں بھی پہلے سے بہت بہتر ہوگئی ہیں۔

10۔ غوث المعظم رہبر اعظم طریقت نسبت رسولﷺ کا شاندار مزار مبارک کی تعمیر جاری ہے جس کے اندرونی نقش و نگار بے مثال ہیں۔ مزار مبارک تعمیر کے آخری مراحل میں ہے اس کی تعمیر کے بعد غوث الامت اعلیٰ حضرت بابا جیؒ کے مزار اقدس کی موجودہ عمارت کی جگہ نئی عالی شان عمارت تعمیر کرنے کا پروگرام ہے۔ انشاء اللہ۔ خاندانی قبرستان کے لئے بھی نہایت موزوں جگہ مہیا کر دی گئی ہے اس جگہ پر پیر **ہارون الرشید** صاحب کی والدہ ماجدہ اور ہمشیرہ صاحبہ کے مزارات مکمل ہو چکے ہیں۔

الغرض غوث الزماں قطب دوراں شیر شاہ غازی اعلیٰ حضرت پیر **ہارون الرشید** صاحب مدظلہٗ العالی مرکزی سجادہ نشین دربار عالیہ موہڑہ شریف کی زیرنگرانی اس مقدس مقام کی ہیئت کذائی میں نمایاں تبدیلی ہوگئی ہے اور ان کی رہنمائی میں سلسلہ عالیہ روز بروز ترقی پذیر ہے۔ **اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ**

11۔ گزشتہ بیس سال سے انگلستان میں سلسلہ نسبت رسولﷺ کے کئی مراکز قائم ہو گئے ہیں اور روز افزوں ترقی ہو رہی ہے جناب پیر صاحب ہر سال تقریباً تین ہفتے کیلئے وہاں تشریف لے جاتے ہیں اور عقیدت مندوں سے ملاقات کرتے ہیں۔ چند منتخب جگہوں پر عرس شریف کی مجالس بھی منعقد ہوتی ہیں۔ اس سلسلے کو دیگر ممالک مثل امریکہ تک توسیع کرنے کا پروگرام بھی زیرغور ہے۔ انشاء اللہ

12۔ عقیدت مندوں کے اصرار پر اسلام آباد میں ایک سینٹر بنام اورادِ نظیریہ قائم کیا گیا ہے۔ اس جگہ جناب پیر صاحب ہر جمعہ کی شام موہڑہ شریف سے تشریف لے آتے ہیں۔ ہفتہ کے روز ملاقاتیں جاری رہتی ہیں۔ اس روز عصر کی نماز کے بعد نورانی مجلس اورادِ نظیریہ منعقد ہوتی ہے۔ قرآن حکیم کی تفسیر شروع سے جاری ہے۔ جس میں طریقت نسبت رسولﷺ کے مسائل نہایت دل نشین انداز میں جناب پیر صاحب خود بیان فرماتے ہیں۔ ان کا خطبہ روحانیت وطریقت کا خزینہ ہوتا ہے۔ صلوٰۃ وسلام اور ذکرِ الٰہی جاری رہتا ہے تمام حاضرین باری باری ملاقات کرتے ہیں۔ اپنی اپنی حاجات پیش کرتے ہیں اور رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ اس مجلس میں حکومت کے کارکنان، سینئر سول اور فوجی افسران اور دیگر عقیدت مندوں کی کافی تعداد شامل ہوتی ہے جو متواتر بڑھ رہی ہے ان سب کیلئے لنگر کا بھی انتظام ہوتا ہے۔

مجالس عرائس

موہڑہ شریف کی پُر کیف وادی عرصہ 125 سال سے سرچشمۂ فیض بنی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس پاک جگہ کو ایسی روحانی شخصیتیں بخشی ہیں جن کی بدولت بلا مبالغہ لاکھوں انسانوں کی زندگیاں بدل

گئی ہیں۔ جنہوں نے اس طرف رجوع کیا ان کے گفتار وکردار بدل گئے اور روحانی مشکلات سے نجات حاصل کر کے باخدا ہو گئے ۔ یہاں مخلوقِ خدا کی خدمت خدا کی رضا کیلئے کی جاتی ہے۔مخلوقِ خدا کو خدا کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے جو تخلیق کا مقصدِ حقیقی ہے۔طریقت نسبت رسولیﷺ میں منسلک ہونے والے لوگوں کے قلوب خدا تعالیٰ کے انوار وتجلیات سے منور ہو جاتے ہیں اور وہ خدا کی غلامی اختیار کرتے ہیں۔کائنات ان کی غلامی اختیار کرتی ہے۔وہ عشقِ الٰہی میں محو ہو جاتے ہیں۔ دنیا اور عقبیٰ کے غم و خوف سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اس جگہ عرس مبارک سال میں دو مرتبہ ان ہی اغراض ومقاصد کی تکمیل کی خاطر منعقد کئے جاتے ہیں جن میں ہزارہا انسان شریک ہوتے ہیں۔ذکر وفکر کے حلقے ہوتے ہیں۔قال اور حال کی محفلیں ہوتی ہیں جن میں علمائے کرام وصوفیائے عظام شریعت وطریقت کے مسائل بیان فرماتے ہیں اور نعت خواں حضرات گل ہائے عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ہر عرس شریف کی آخری مجلسِ کبریٰ تیسرے روز منعقد ہوتی ہے جس میں اعلیٰ حضرت الحاج پیر **ہارون الرشید** صاحب سجادہ نشین ایک روح پرور اور دل افروز خطبہ ارشاد فرماتے ہیں اور تمام روحانی و جسمانی مشکلات سے نجات حاصل کرنے کے لئے بطفیل حضور انورﷺ دعا فرماتے ہیں۔ پہلا عرس مبارک حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانیؒ اور قبلہ عالم اعلیٰ حضرت جناب خواجہ نظام الدین سُہیاں شریفؒ اور غوث المعظم اعلیٰ حضرت پیر **نظیر احمد** سرکارِ موہڑویؒ کی یاد میں عموماً ماہ جون کے پہلے ہفتے میں منعقد ہوتا ہے۔اس کے علاوہ دوسرا عرس مبارک حضرت مجدد الف ثانیؒ اور غوث الامت خواجہ محمد قاسمؒ کی یاد میں عموماً ماہ نومبر کے پہلے ہفتے میں منعقد ہوتا ہے۔ان عرائس میں زائرین کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔

ان دونوں عرسوں کے علاوہ ہر سال 22، 23 جولائی کو غوث المعظم اعلیٰ حضرت پیر **نظیر احمدؒ** کی یاد میں مجلس قرآن خوانی منعقد ہوتی ہے۔ **الحمد للہ** کہ ہر سال 20 سے 25 ہزار قرآن مجید ختم کئے جاتے ہیں۔ حضرت پیر **ہارون الرشید** صاحب کے اندازہ کے مطابق مجلس قرآن خوانی جولائی 1997ء تک ساڑھے چار لاکھ سے زیادہ ختم ہو چکے ہیں۔ **الحمد للہ** یہ غوث المعظمؒ کی نمایاں کرامت ہے۔

مندرجہ بالا عرائس شریف کے انعقاد کا اعلان بذریعہ اخبارات کیا جاتا ہے اور تمام اہل اسلام کو شمولیت کی دعوت دی جاتی ہے۔

تمام عرائس کی مجالس کبریٰ میں غوث الزماں قطبِ دوراں اعلیٰ حضرت الحاج پیر **ہارون الرشید** صاحب **مدظلہٗ العالی** بصیرت افروز خطبات ارشاد فرماتے ہیں۔ چنانچہ قارئین کی خدمت میں چند خطبات (1995ء تا 1997ء) پیش کئے جاتے ہیں۔ان خطبات سے ظاہر ہوتا ہے کہ غوث المعظم رہبر اعظم طریقت نسبت رسولیﷺ کی تعلیم نمایاں طور پر جاری ہے اور روز بروز ترقی پذیر ہے۔یہ بھی ان کی زندہ کرامت ہے۔ **اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ**

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

خطبہ مجلس کبریٰ

مجلس قرآن خوانی 23 جولائی 1995ء

الحمد لله اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مالک الملک نے اپنی یاد کی توفیق اور موقع عطا فرمایا۔ لاکھوں اور کروڑوں درود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جن کے طفیل مالک الملک نے یہ مہربانی فرمائی۔

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

اَعُوۡذُ بِااللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

وَسَارِعُوۡٓا اِلٰى مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَجَنَّةٍ ﴿ال عمران : 133﴾

''اپنے اللہ کی طرف مغفرت اور جنت کے لئے دوڑو''

یعنی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کے لئے جلدی کرو۔ نبی پاک ﷺ کا ارشادِ پاک ہے کہ زندگی اور وقت کو قیمتی سمجھ کر سات چیزوں سے پہلے اللہ کی طرف رجوع کرو۔ ان سات چیزوں میں پہلی چیز غربت ہے ایسی غربت کہ جس میں انسان اللہ سے مایوس ہو کر کفر کے درجے تک پہنچ جائے۔ دوسری چیز امیری ہے کہ جس کو حاصل ہونے سے انسان متکبر ہو کر جہنم میں چلا جائے۔ تیسری چیز ایسا بڑھاپا سٹھیا دینے والا ہے کہ جس کے آنے سے جسم ناکارہ ہو جائے، حواس باختہ ہو جائیں اور انسان بیکار ہو جائے۔ چوتھی چیز بیماری ہے کہ جس کے آنے سے انسان بے کار ہو جائے۔ پانچویں چیز موت ہے جس کے آنے سے سارے پروگرام ہی ختم ہو جائیں۔ چھٹی چیز دجّال کی آمد ہے۔ ساتویں چیز قیامت کی آمد ہے جس میں نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔

اب یہ ساری چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں سے کسی کے آنے کا علم انسان کو نہیں ہوتا کہ کب آ جائے گی۔ ایسے ایسے لوگ دیکھے گئے جو بڑے آرام میں زندگی گزارتے ہیں اور اللہ سے غافل ہیں۔ اچانک غربت ان کو آ لیتی ہے اور وہ اپنے اعمال کو بھول جاتے ہیں کہ کس نتیجے پر انہیں یہ چیز ملی ہے۔ وہ اللہ سے مایوس ہو جاتے ہیں اور کفر کے درجے

تک پہنچ جاتے ہیں۔ وہ پائی پائی کے محتاج ہو جاتے ہیں۔ ایسے ایک نہیں ہزاروں لوگ دیکھنے میں آتے ہیں۔ انسان اچھا بھلا پھر رہا ہوتا ہے بڑا خوش وخرم ہوتا ہے کہ اچانک اسے ایسی بیماری آ لیتی ہے جس کی اسے امید ہی نہیں ہوتی اور وہ بیماری اس کو بالکل نا کارہ اور بے کار کر دیتی ہے۔ پھر ایسا کونسا انسان ہے جو زندہ رہے، اس کی لمبی زندگی ہو، اسے بڑھاپا نہ آئے اور ایسا بڑھاپا نہ آئے جو اس کو بالکل بے کار کر دے۔ بے بسی، محتاجی، یہ ساری چیزیں پیرِ فرتوت کی قسمت ہیں۔ بڑھاپے پر یہ ضرور پھل لگتے ہیں کہ انسان کو اپنا شرم یا دنہیں رہتا اور کیا چیز یاد رہے گی۔ پھر ایسا کون سا انسان ہے جو سدا اس دنیا میں رہے گا۔ ہر ایک نے جو اس دنیا میں آیا ہے اسے ضرور واپس جانا ہے۔ **كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت**۔ لیکن کسی کو یہ معلوم نہیں کہ وہ آنے والی کس وقت آئے گی۔ جب موت آ جاتی ہے تو سامان سو برس کا اِک پل کی خبر نہیں۔ ایک دم انسان اپنا بستر باندھ کر یہاں سے رخصت ہو جاتا ہے۔ اسی طرح د جّال کے متعلق نبی پاکﷺ کی حدیث پاک ہے کہ اچانک اس کی آمد ہو گی اور اس سے صرف وہی لوگ بچ سکیں گے جن کے سینوں میں نسبت رسولﷺ ہو گی اور قیامت جو ایمان کا لازمی جزو ہے جو قیامت سے منکر ہے وہ اسلام سے خارج ہے۔ قیامت نے ضرور برپا ہونا ہے اور کسی کو علم نہیں کہ وہ کس وقت آئے گی۔ حدیث پاک میں نبی پاکﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت اس طرح اچانک آئے گی کہ آدمی روٹی کھا رہا ہو گا اور نوالہ اس کے منہ میں ہو گا تو قیامت آ جائے گی، گائے کا دودھ دوہنے والی آدھا دودھ دوہ چکی ہو گی کہ قیامت آ جائے گی یعنی اس طرح اچانک آ جائے گی۔ اگر یہ ساری چیزیں اس طرح اچانک آ جانے والی ہیں۔ ضرور آنے والی ہیں۔ زندگی کا سلسلہ منقطع کرنے والی ہیں۔ اعمال سے محروم کرنے والی ہیں۔

تو پھر انسان کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے آنے سے پہلے ہوش میں آ جائے اور اللہ کے اس حکم کو سمجھ لے کہ جلدی کرو۔ اللہ کی مغفرت کی طرف رجوع کرو۔ وقت اور زندگی کو غنیمت سمجھو۔ جو لوگ اللہ کے اس فرمان کو سنتے ہیں، سمجھتے ہیں اور اس فرمان پر یقین رکھتے ہیں وہ تو فوراً ہی اس جہاد میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ وہ اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ رجوع کر لیتے ہیں۔ اور معافی کے خواستگار ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان کے پیشِ نظر یہ بات ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کا طریقہ کیا ہے؟ کونسا بہترین طریقہ ہے اللہ سے معافی مانگنے کا۔ رحمٰن ورحیم نے وہ طریقہ بھی بتا دیا ہے اور اس کے پیارے رسولﷺ نے وہ سنا دیا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِىْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿المائدہ : 35﴾

''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈ و اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ''

مقصد یہ ہے کہ اے ایمان والوتم اللہ سے ڈرو۔ اگر تمہیں یہ یقین ہو گیا ہے کہ تمہارا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے تمہیں پیدا فرمایا ہے۔ تم پر فرائض مقرر کئے ہیں۔ ان کے متعلق تم سے پوچھے گا۔ اس دن جو آنے والا ہے۔ تو پھر تم اللہ سے ڈرو اور تم وسیلہ پکڑو۔ اللہ کے راستے میں کوشش کرو۔ تا کہ تم نجات حاصل کرو۔

وسیلہ کیا ہے؟ کھلے لفظوں میں ذریعہ۔ جو لوگ قرآن کو یا نماز کو وسیلہ سمجھتے ہیں وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ قرآن پڑھنے کے لئے بھی تو وسیلہ چاہیے۔ قرآن کو سمجھنے کے لئے بھی تو وسیلہ چاہیے۔ قرآن پر عمل کرنے کے لئے بھی تو وسیلہ چاہیے۔ اسی طرح نماز کے فیوض و برکات کو سمجھنے کے لئے بھی تو وسیلہ چاہیے۔ تو پھر وسیلہ کیا ہے؟ سب سے بڑا وسیلہ یاد رکھو نبی پاکﷺ کی ذات پاک ہے۔ وہ سراج منیر جو روشن کرنے والا چراغ ہے۔ جس سے روشنی لئے بغیر اس ظلمت کدہ میں، خاکدانِ عالم میں ایک قدم انسان سلامتی سے نہیں اٹھا سکتا۔ ہر مقام پر، ہر لحظہ اس کی سلامتی کو خطرہ ہے۔ وہی لوگ سلامتی سے اس سفر کو طے کر سکتے ہیں جو اس چراغِ منیر سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ وہ روشنی کیا چیز ہے؟ وہ وسیلہ کیا ہے؟ وہ نسبت رسولﷺ ہے۔ جو لوگ نسبت رسولﷺ حاصل کرتے ہیں وہی اس سفر کو سلامتی سے طے کرتے ہیں اور شرمندگی اور بے عزتی سے بچتے ہیں۔ نبی پاکﷺ نے اپنی نسبت رکھنے والوں کو یہ ہدایت فرمادی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی یاد کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد تمہارے لئے مقرر کی ہے۔ تمہارے قلوب کو صفائی کے لئے، دشمنوں سے بچنے کے لئے، نفس اور شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ یہی یادِ الٰہی تمہیں نسبت رسولﷺ کی دولت سے مالا مال کر دے گی۔ یادِ الٰہی تمہاری حفاظت کرے گی۔ اور یہی تم کو صراطِ مستقیم پر چلا کر دونوں جہان میں سرخرو اور سرفراز کرے گی۔

نبی پاکﷺ جب تشریف لائے، حضورﷺ کی بعثت ہوئی اور حضورﷺ نے مخلوقِ خدا کو مغفرت کی دعوت دی۔ تو مشرکین مکہ نے تکبر اور غرور سے انکار کر دیا اور غربا اور مساکین نے اپنی عافیت حضورﷺ کے قدموں میں ہی سمجھی۔ حضورﷺ کی چادر کے نیچے اکٹھے ہو گئے۔ لیکن یہ بات بھی مشرکین مکہ کو گوارا نہ ہوئی کہ یہ غربا اور مساکین ادھر کیوں آ کر جمع ہو گئے۔ پھر نبی پاکﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ ہم آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں، آپﷺ کے ارشاداتِ گرامی سننا چاہتے ہیں، لیکن آپ کے پاس وہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جو ہمارے محتاج ہیں، ہمارے غلام تھے، جن سے ہمیں بدبو آتی ہے، جن کے ساتھ بیٹھنا ہم اپنی بے عزتی سمجھتے ہیں، اگر ان لوگوں کو آپ ہٹا دیں تو ہم آپﷺ کی خدمت میں آ جائیں گے اور آپﷺ کے ارشادات سنیں گے۔ نبی پاکﷺ کو خیال گزرا کہ تھوڑی دیر کے لئے اگر ان لوگوں کو ہٹا دیا جائے اور یہ لوگ آ جائیں اور میری باتیں سن لیں تو شاید یہ ہدایت حاصل کر لیں۔ لیکن اللہ کو اپنی یاد کرنے والے اتنے پیارے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات گوارا نہ گزری۔ نبی پاکﷺ کو ارشاد فرمایا کہ:

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ ﴿الکھف : 28﴾

''اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں''

نبی پاکﷺ نے یہ ارشاد پاک سنا اور اپنے غلاموں کی قسمت کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ لوگ کتنے پیارے ہیں۔ اپنے غلاموں کو دیکھنے کے لئے فوراً باہر تشریف لائے، دیکھا تو سارے غلام باہر بیٹھے ہوئے اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف ہیں، اور اس حال میں مصروف ہیں کہ بعضوں کے پاس صرف ایک ہی چادر ہے، جس سے انہوں نے اپنا تن ڈھانپا ہوا ہے۔ اللہ کی یاد سے، بھوک سے اور پیاس سے ان کی چمڑیاں خشک ہیں لیکن انہیں کوئی پرواہ نہیں۔ وہ مست ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہی مصروف ہیں۔ کسی کی پرواہ نہیں۔ کسی چیز کی خواہش نہیں۔ ایسا لطف اور ایسی لذت ان کو آ گئی ہے کہ وہ اسی میں مستغرق ہیں۔ نبی پاکﷺ تشریف لا کر ان میں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے ساتھ بیٹھنے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ ان کے ساتھ بیٹھ کر اللہ کو یاد کرنا، سب سے زیادہ عزیز ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں۔ یہ لوگ اتنے خوش نصیب ہیں کہ یہ اللہ کو یاد کرنے والے ابھی اللہ کو یاد کر رہے ہوتے ہیں اس محفل میں بیٹھے ہی ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی کرنے والا یہ اعلان کرتا ہے کہ خوش نصیبو اٹھو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے سارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ نبی پاکﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ ایک شخص نے 99 قتل کئے اور پھر اس کو اپنے اس عمل پر پچھتاوا ہوا کہ میں نے بڑا ظلم کیا۔ اللہ سے معافی مانگنی چاہیے۔ جا کر اللہ کے ایک بندے سے پوچھا کیا میری معافی ہوسکتی ہے؟ مجھ سے 99 قتل ہو گئے ہیں۔ اس نے کہا نہیں ہرگز نہیں ہوسکتی تُو تو بہت بڑا ظالم ہے۔ اس آدمی نے غصے میں آ کر اس کو بھی قتل کر دیا اور اس طرح 100 قتل پورے کر دیئے۔ پھر چل پڑا کہ اب کس سے پوچھوں۔ پھر اسے اللہ کا ایک بندہ ملا۔ اسے جا کر کہا کہ کیا میری معافی ہوسکتی ہے؟ اس نے کہا، ہاں تمہاری معافی ہوسکتی ہے۔ تو فلاں قصبہ میں چلا جا۔ وہاں اللہ کے بندے بیٹھے ہوئے ہیں اللہ کی یاد میں اللہ کا ذکر کر رہے ہیں، تو جا اور ان میں شامل ہو جا، تیرے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ چنانچہ وہ شخص اس طرف چل پڑا اور ابھی وہاں پہنچا نہ تھا کہ اس کی

موت کا وقت آ گیا۔ دونوں طرف کے فرشتے آ گئے۔ جہنم کے بھی اور جنت کے بھی۔ جہنم کے فرشتوں نے کہا کہ یہ تو 100 آدمی کا قاتل ہے اس کا تو ہم نے معاملہ کرنا ہے۔ جنت کے فرشتوں نے کہا یہ تو اللہ کی راہ کا مسافر ہے اللہ کا ذکر کرنے کے لئے جا رہا ہے اس کا معاملہ تو ہم نے کرنا ہے۔ جھگڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقدمہ پیش ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس طرح کرو دونوں طرف کی زمین کو ماپو۔ اس کے گھر سے لے کر جہاں اس کی موت ہوئی ہے وہ بھی ماپو اور اس جگہ سے لے کر ذکر کی محفل تک بھی ماپو۔ جس طرف کا فاصلہ کم ہے اس طرف کے فرشتے اس کو لے جائیں۔ جب زمین کو ماپنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ مہربانی تھی کہ ذکر کرنے والوں کو تو وہ معاف فرماتا ہے ان کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کرتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ ذکر کرنے والوں میں شامل ہونے والا بھی جہنم میں چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بھی جنت واجب فرمادی اور زمین کو حکم دے دیا کہ تو سکڑ جا اور تنگ ہو جا جہاں سے اس کی موت تھی اور ذکر کی محفل تھی۔ چنانچہ وہ زمین سکڑ گئی اور اسے حکم ہوا کہ وہ جنت میں چلا جائے۔

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ کا یہ حکم حدیث پاک آپ کو سنانے کا مقصد یہ ہے کہ آپ سارے لوگ وہ خوش نصیب ہیں جو اپنے گھروں کو چھوڑ کر، اپنے کاموں اور خوشیوں کو چھوڑ کر، اپنی مصیبتوں کو چھوڑ کر اور اپنے دکھوں کو چھوڑ کر اللہ کے ذکر کی طرف بھاگ کر آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو یہ خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سارے گناہ معاف فرما دیئے ہیں اور ہر انسان جب ادھر سے جاتا ہے یا جانے سے پہلے ہی اپنے گناہوں کا اندازہ ہوتا ہے اس کے دل میں خوف ہوتا ہے اور بڑے بڑے گناہ جو اس سے سرزد ہوئے ہیں اسے یاد ہوتے ہیں۔ لیکن آپ وہ خوش نصیب لوگ ہیں کہ جب آپ اِس دنیا سے سفر کر کے اُس دنیا میں جائیں گے تو آپ اپنے ان گناہوں کے خوف سے ان گناہوں کو دیکھیں گے کہ وہ بھی موجود ہیں کہ نہیں، لیکن آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ وہ گناہ وہاں موجود ہی نہیں، وہ گناہ نیکیوں میں بدل چکے ہیں۔ یہ میں نہیں کہتا یہ اللہ کا رسول ﷺ فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے۔

یہ بات سوچنے والی ہے کہ یہ دو جماعتیں ہو گئیں۔ ایک وہ جماعت جو اللہ کی یاد کے لئے اللہ کے حکم کے مطابق مغفرت کے لئے اور مغفرت کے لئے بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور ذکر کرنے والوں کی جماعت میں شامل ہونے کے لئے دوڑتی ہوئی آتی ہے اور ایک وہ بدنصیب جماعت ہوتی ہے جو ایسے لوگوں کو دیکھتی ہے اور ان سے مذاق کرتی ہے ان کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ یہ تو بے وقوف لوگ ہیں، یہ تو بے سمجھ لوگ ہیں، یہ کہاں جا رہے ہیں، یہ اپنے گھر میں بیٹھ کر کیا اللہ کو یاد نہیں کر سکتے؟ وہ خواہ مخواہ اپنے گناہوں میں اضافہ کرتے ہیں۔ دوسری طرف اللہ کی طرف بھاگنے والے، اللہ کی طرف جانے والے، اپنے نصیبوں میں اضافہ کرتے ہیں۔ اللہ کے قرب میں اضافہ کرتے ہیں۔ یہ جگہ سوا سو سال

سے آباد ہے یہاں عالم بھی ہیں، یہاں جاہل بھی ہیں، امیر بھی ہیں اور غریب بھی ہیں لیکن جس کو بھی آپ دیکھیں گے وہ اللہ کی یاد میں مست اور دیوانہ دکھائی دے گا۔ اسے کوئی مجذوب کہے تو اس کی مرضی، اس سے کوئی مذاق کرے تو اس کی مرضی اور اسے کوئی روکے تو اس کی مرضی لیکن وہ ذکر کرنے والا ذکر کی محفل میں شامل ہونے والا اس طرف قطعاً توجہ نہیں دیتا۔ وہ تو مجنون ہے۔ اللہ کی ذات سے جنون ہے۔ اس کی محبت میں ہے۔ یہ جنون اور یہ محبت اتنا اونچا درجہ رکھتی ہے کہ علامہ اقبالؒ جب اسے سب کچھ حاصل ہوگیا۔ علم حاصل کرلیا۔ فلسفہ میں پی-ایچ-ڈی (Ph.D.) کی ڈگری حاصل کرلی، سیاست میں بہت اونچا مقام حاصل کرلیا، شاعری میں بھی بہت اونچا مقام حاصل کرلیا پھر بھی اسے تسلی نہ ہوئی۔ آخر میں اللہ کی بارگاہ میں دعا کی:

عطا اسلاف کا سوز دروں کر — شریک زمرۂ لا یَحْزَنُوْن کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں — میرے مولا مجھے صاحبِ جنون کر

اس نے یہ کہا کہ الٰہی مجھے سب کچھ تو مل گیا ہے میں تو بڑا عقلمند بھی مانا گیا ہوں، میں بہت بڑا استاد بھی بن گیا ہوں، بہت بڑا فلسفہ بھی حاصل کرلیا ہے، بہت بڑا مقام بھی میں نے حاصل کرلیا ہے، لیکن میرے دل کو تسلی اور اطمینان نہیں۔ مجھے وہ چیز تو حاصل نہیں جو رسول اللہﷺ کے غلاموں کو حاصل تھی۔ وہ تو دولت والے نہ تھے، وہ علم والے نہ تھے، وہ سیاست والے نہیں تھے، وہ گھر بار والے نہیں تھے، وہ تو سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹانے والے تھے، وہ مجنون تھے۔ **الٰہ العٰلَمِیْن** اگر ان مجنونوں کے لئے تو نے اتنا بڑا رتبہ بنایا ہے تو مجھے یہ سب کچھ نہیں چاہیے۔ مجھے وہی جنون چاہیے۔ مجھے وہ جنون عطا کر۔ کیونکہ وہ تو وہ لوگ تھے جن کو نہ دنیا کا غم ہے اور نہ آخرت کا غم ہے۔ الٰہی! مجھے اس زمرے میں شامل فرما جن کے متعلق تو نے فرمایا ہے **لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ** 'جن کے لئے نہ کوئی ڈر ہے نہ غم ہے نہ کوئی خوف ہے۔''

بات سمجھنے والی یہ ہے کہ آپ لوگ سب چیزیں چھوڑ کر، مغفرت کے لئے، اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے اس دورافتادہ جگہ میں آئے ہیں۔ یہاں کیوں آئے ہیں؟ بقول ان لوگوں کے جو کہتے ہیں کہ آپ گھروں میں بیٹھیں، گھروں میں اللہ تعالیٰ کی یاد کریں، تو آپ نے گھروں میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کو کیوں یاد نہ کیا؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحیح راستہ دکھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے **وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ﴿العنکبوت:69﴾** ''جو ہمارے راستے میں کوشش کرتے ہیں ہم انہیں سیدھا راستہ دکھاتے ہیں''۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ سیدھا راستہ بتایا کہ اس جگہ کی یاد اور ہے اور جہاں تم کو بلایا گیا ہے وہاں کی یاد اور ہے۔ وہ وقت اور

ہے وہ مقام اَور ہے۔ وہ وقت کونسا ہے؟ وہ وقت اللہ کے اس بندے کا، رسول اللہﷺ کے اس بندے کے وصال کا وقت ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش ہوتی ہے۔ اس لئے کہ آج کا دن حضرت **پیرنظیراحمد** رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کا دن ہے۔

حضرت **پیرنظیراحمدؒ** اللہ کے وہ بندے تھے، نبی پاکﷺ کے وہ غلام تھے جن کی طرف اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسولﷺ نے خود اپنا راستہ سیکھنے والوں کی رہنمائی فرمائی اور انہیں یہاں بھیجا۔ حاجی محمد سرفراز خاں صاحب جن کا ذکر علاّمہ صاحب نے ابھی کیا ہے وہ 1949ء میں جب وہ ڈپٹی اکاؤنٹنٹ جنرل کراچی تھے تو انہیں اللہ کے راستے کا شوق پیدا ہوا۔ تو وہ حیران ہوئے کہ میں اللہ کا راستہ کس طرح تلاش کروں؟ کہاں سے تلاش کروں؟ اس کا کیا طریقہ ہے؟ پھر انہوں نے اسی وسیلہ کو تلاش کیا کہ ایک رہبر ہونا چاہیے جو مجھے یہ راستہ بتائے۔ لیکن جس کو بھی انہوں نے رہبر سمجھا وہی رہزن نکلا۔ کئی لوگوں کے پاس پھرنے کے بعد اور مایوس ہونے کے بعد انہوں نے فیصلہ کیا کہ اب اُس جگہ میں جاتے ہیں جو آخری جگہ ہے۔ چھٹی لے کر مکہ مکرمہ چلے گئے۔ وہاں جا کر حج ادا کیا۔ حج ادا کرنے کے بعد مدینہ پاک تشریف لے گئے اور مدینہ شریف جا کر ریاض الجنت میں بیٹھ کر دو نفل پڑھے۔ دو نفل پڑھ کر وہاں بیٹھ گئے اور زار و قطار رونا شروع کر دیا اور دعا کی کہ اے اللہ تو نے اپنے راستے کی محبت دل میں ڈالی ہے لیکن مجھے نہیں پتا کہ تیرا اصل رستہ کونسا ہے۔ تیری بارگاہ میں دعا قبول ہونے کی بہترین جگہ یہ ہے جہاں اپنے فضل و کرم سے مجھے لایا ہے۔ اب میری رہنمائی فرما کہ میں کہاں جاؤں؟ یہ عرض کرتے اور روتے روتے آنکھ لگ گئی تو دیکھا کہ سامنے ریاض الجنت میں لکھا ہوا ہے ''**پیرنظیراحمد** کے پاس موہڑہ شریف جاؤ'' دوسرے دن اسی طرح روتے رہے پھر آنکھ لگ گئی اور دیکھا کہ دیوار پر لکھا ہوا ہے ''**پیرنظیراحمد** کے پاس موہڑہ شریف جاؤ'' تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ فوراً وہاں سے سامان باندھا کراچی پہنچے اور کراچی آ کر اکاؤنٹنٹ جنرل کو درخواست دی کہ مجھے ایک مہینے کی مزید چھٹی دی جائے میں موہڑہ شریف جانا چاہتا ہوں۔ اکاؤنٹنٹ جنرل نے کہا حاجی صاحب آپ کتنی بڑی ملازمت میں ہیں آپ کو معلوم نہیں کہ آپکی کتنی ذمہ داریاں ہیں کبھی آپ کو مکہ شریف اور مدینہ شریف کے لئے اور کبھی موہڑہ شریف کے لئے چھٹی چاہیے۔ یہ غلط بات ہے۔ حاجی صاحب خفا ہو کر باہر آ گئے اور گھر جا کر استعفےٰ لکھا اور لکھ کر اپنی جیب میں ڈالا کہ میں یہ ابھی پیش نہیں کرتا ہوں۔ اللہ کے راستے میں کوئی ایسی بات نہیں کرتا کہ جس سے مجھے پچھتانا پڑے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس استعفےٰ کا اثر کیا ہوتا ہے۔ حاجی صاحب کہتے ہیں کہ آٹھ دن وہ استعفےٰ میری جیب میں رہا۔ ہر روز مجھے تسلی اور خوشی پہلے روز سے زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ آٹھویں دن وہ استعفےٰ لا کر میں نے اکاؤنٹنٹ جنرل کی میز پر رکھ دیا کہ میری طرف سے یہ استعفےٰ ہے۔ استعفےٰ دیکھ کر اکاؤنٹنٹ جنرل گھبرا گیا، اتنی بڑی ملازمت، اور حاجی صاحب کا بازو پکڑ لیا کہ حاجی صاحب آپ کے چھوٹے

چھوٹے بچے ہیں یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ حاجی صاحب نے کہا کہ آپ کے لئے یہ کافی ہے کہ میں اپنی تسلی اور خوشی سے جا رہا ہوں۔ چنانچہ حاجی صاحب وہی لباس پہنے ہوئے وہاں سے سیدھے موہڑہ شریف آ گئے۔ 1950ء کا واقعہ ہے۔ جنوری کا مہینہ تھا برف پڑی ہوئی تھی۔ حاجی صاحب جب موہڑہ شریف پہنچے تو سائیں قائم خان سے ملاقات ہوگئی جن کی عمر 90/80 سال تھی۔ انہوں نے کہا ''بزرگو! کتھوں آئے ہو۔ کراچی سے آئے ہو۔'' حاجی صاحب نے کہا ہاں کراچی سے آیا ہوں۔ سائیں قائم خاں نے کہا اندر سے حضرت صاحبؒ نے فرمایا ہے کہ بڑی سرکارﷺ سے ایک مہمان آ رہا ہے دیکھو اسے تکلیف نہ ہو اسے آرام سے میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ سائیں قائم خاں حاجی صاحب کو حضرت صاحبؒ کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت پیر صاحبؒ نے بیعت فرمایا اور دربار سے ملحقہ کمرہ میں جہاں انگیٹھی لگی ہوئی تھی اور ''انگیٹھی والا کمرہ'' کہلاتا تھا اُس میں رکھوا اور ہر روز صبح حاجی صاحب کو میرے پاس پیش کیا کرو۔ چنانچہ ہر روز حاجی صاحب حضرت پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ حضرت پیر صاحب انہیں اپنے ملفوظات سے نوازتے۔ ایک گھنٹہ کے بعد دربار کھلتا تھا اور لوگوں کے ساتھ معاملات ہوتے تھے۔ حاجی صاحب کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے تہجد کی نماز پڑھ کر میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت پیر **نظیر احمد**ؒ میرے سامنے کھڑے ہیں سر آسمان کے ساتھ ہے پاؤں زمین پر ہیں اور عجیب قسم کی ایک خلعت پہنی ہوئی ہے اور عجب رعب ہے اور آواز آتی ہے ''**بِطَرَازِ عَزْمٍ**''۔ مجھ پر اتنا رعب طاری ہوا کہ میں نے کانپنا شروع کر دیا۔ میں عربی نہیں سمجھتا تھا۔ اس کا مطلب مجھے معلوم نہیں تھا میں اسی طرح کانپتا رہا اور صبح ہوگئی حتیٰ کہ وہ وقت ہوگیا جب حضرت پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہونا تھا۔ اُس وقت تک میں ہمیشہ دروازے کے پاس آ کر بیٹھا ہوتا تھا۔ لیکن اس دن میں اٹھا ہی نہیں تھا۔ مجھے یاد ہی نہ رہا۔ بے ہوشی کا عالم تھا۔ حضرت پیر صاحبؒ دربار میں تشریف لائے اور آ کر گھنٹی دی۔ خادم اندر حاضر ہوا۔ دریافت فرمایا، حاجی صاحب کہاں ہیں؟ عرض کی وہ تو اپنے کمرے میں ہوں گے۔ فرمایا اُن کو بلاؤ۔ وہ گیا۔ حاجی صاحب مصلّے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حاجی صاحب! دربار شریف میں بلاوا ہوگیا۔ حاجی صاحب اٹھ کر آئے لیکن دربار کے اندر نہ داخل ہو سکے باہر دہلیز کے پاس بیٹھ گئے۔ پوچھا کدھر ہیں حاجی صاحب؟ یہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُن کو اندر بلاؤ۔ اندر بلایا گیا۔ اندر آ کر دہلیز کے پاس پھر بیٹھ گئے۔ پھر حضرت پیر صاحب نے فرمایا حاجی صاحب! اور آگے آؤ اور پھر ذرا آگے آ کر بیٹھ گئے۔ فرمایا، اور آگے آؤ اسی طرح کرتے کرتے اپنے قریب بٹھایا جہاں روز بٹھا کر ملفوظات سے نوازتے تھے اور پوچھا حاجی صاحب کیا بات ہے؟ حاجی صاحب نے رات کی ساری خواب جو تھی اور جاگتے ہوئے سارا مشاہدہ عرض کر دیا۔ حضرت پیر صاحب کے پاس قصیدہ غوثیہ شریف کی پرانی کاپی داہنے ہاتھ پر پڑی ہوئی تھی، اٹھائی اور اس میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا وہ شعر نکالا جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی شان میں لکھا تھا جو یہ تھا:

كَسَانِىْ خِلْعَةً بِطَرَازِ عَزْمٍ
وَتُوَّجَنِىْ بِتِيْجَانِ الْكَمَالِ

''مجھے نیابت وبزرگی کی خلعت اور وصول وکمال کا وہ تاج پہنایا گیا جو عزم وقصد اور دوام وقیام کے نقشوں سے آراستہ تھا''

یہ شعر انہوں نے اس وقت لکھا تھا جب انہیں خلعتِ قیومیت عطا کی گئی تھی اور سارے اولیاء پر ولایت عطا فرمائی تھی۔ حضرت پیر صاحب نے مسکرا کر وہ تو رکھ دیا اور خاموش یہی سبق دیا کہ اعلیٰ حضرت کو بھی وہی خلعتِ قیومیت عطا کی گئی ہے جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو عطا ہوئی تھی اور سارے ولیوں کا بادشاہ بنایا گیا۔ آج آپ خوش نصیب لوگ اُسی ولیوں کے بادشاہ کے وصال کے دن اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے کیلئے یہاں آئے ہیں اور اس مقام پر آئے ہیں جہان ان کا جسمِ اطہر موجود ہے اور اس جسمِ اطہر کی بدولت اس جگہ پر اللہ کی رحمتوں کی بارش ہوتی ہے۔ اس میں آپ آ کر گناہوں سے دھل گئے۔ یہ شریعت کا مسئلہ ہے۔ بنی اسرائیل سے جب گناہوں کی کثرت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کہا کہ اب معافی مانگنے سے کچھ نہیں بنے گا بلکہ تم اس شہر میں داخل ہو اور سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو۔

وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّداً وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْلَكُمْ خَطٰيكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿البقرة : 58﴾

''اور دروازے میں داخل ہونا تو سجدہ کرنا اور حِطَّةٌ کہنا۔ ہم تمہارے گناہ معاف کردیں گے اور نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں گے''

آج آپ وہاں آئے ہیں جہاں اللہ کے بندے مدفون ہیں جن کی بدولت اور جن کے جسمِ اطہر کی بدولت اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی بارش ہوتی ہے اور گناہوں کی ساری سیاہی دھل جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے **وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ** اور بھی انعامات اور کرامات عطا ہوتے ہیں۔ آپ خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ توفیق عطا فرمائی، یہ مہربانی عطا فرمائی اور اس نعمت سے آپ کو نوازا۔

آج صبح کی نماز سے پہلے میں تھوڑا سا سو گیا اور میں نے دیکھا کہ حضرت پیر **نظیر احمد**ؒ دربار میں تشریف فرما ہیں اور مجھے بلاتے ہیں، جلدی اندر آؤ۔ میں اندر گیا۔ کچھ لوگ اندر بیٹھے ہیں۔ میں حضرت پیر صاحبؒ کے پاس جا کر بیٹھا۔ فرمانے لگے جس طرح کہ بہت بڑی مہم فتح ہو جاتی ہے فرماتے ہیں سب کو بولو کہ دو دو نفل شکرانے کے پڑھیں۔

میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ آپ لوگ جس مقصد کے لئے آئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرما دیا ہے اس لئے آپ پر واجب ہو گیا ہے کہ آپ جب اپنے گھروں کو لوٹیں تو دو دو نفل شکرانے کے آپ پڑھیں کہ خداوند تعالیٰ آپ کو یہاں لایا اور اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔

سلسلہ کلام ختم کرنے سے پہلے ایک چھوٹی جیسی بات ضروری سمجھتا ہوں جو قاری عبدالعزیز صاحب نے میری طرف سے جو چند اشعار حضرت پیر صاحب کی خدمت میں پڑھے دراصل وہ میرے اشعار نہیں۔ میں شاعر نہیں ہوں۔ وہ میاں محمد صاحبؒ کے اشعار ہیں۔ سیف الملوک نے اپنے باپ کی خدمت میں وہ لکھے تھے مجھے وہ بہت پسند آئے اور میاں محمد صاحبؒ کی ایک قسم کی وہ تخلیق تھی کہ بیٹے کو باپ سے کیا رشتہ ہونا چاہیے۔ میرے جذبات کی بھی ترجمانی تھی۔ اس لئے میں نے قاری صاحب کو کہا تھا کہ یہ بولیں کہ میں یہ اشعار اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں اپنے والد اور اپنے پیر کی خدمت میں کہ وہاں پیش کیا جائے۔ اس لئے کسی کو یہ مغالطہ نہ ہو کہ میں اب شاعر بھی ہو گیا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوا ہے کہ اس مرتبہ اللہ تعالیٰ کی پاک کلام کے 25000 قرآن پاک ختم ہوئے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ میرے اندازے کے مطابق اس وقت تک تقریباً 4 لاکھ قرآن پاک ختم ہو چکے ہیں۔

اب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذاتِ پاک کے طفیل، اپنے کلام پاک قرآن مجید کے طفیل، اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل، ہم کو گزشتہ گناہوں کی معافی عطا فرمائے۔ ہماری توبہ اپنی جناب میں قبول فرمائے۔ ہمارے دل کی تاریکی دور فرما کر نورِ معرفت سے ہمارے قلوب کو منور فرمائے۔ ہماری موت، ہماری حیات، ہماری جان، ہمارا مال، ہمارا ہر قول ہر فعل اپنی رضا کی خاطر ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی غلامی، اپنی بندگی اور اپنی رضا عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ حاضرین مجلس کی تمام آرزوئیں پوری فرمائے۔ اللہ تعالیٰ بے اولادوں کو اولاد عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفا عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ محتاجوں کو غنی کرے۔ اللہ تعالیٰ حاضرین مجلس کی تمام آرزوئیں پوری فرمائے۔ خادمینِ لنگر جنہوں نے دن رات خدمت کی، جانی اور مالی، ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

بہت سے حضرات اس عرصے میں فوت ہو گئے ہیں مستورات اور مرد، جو ہمارے ساتھ محبت رکھنے والے، تعلق رکھنے والے تھے سب کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

اب سلام کے بعد نماز ہو گی۔ تمام حضرات کھانا کھا کر جائیں۔ سب کے لئے کھانا تیار ہے۔ یہ یاد رکھیں کہ 22,23 جولائی ہمیشہ حضرت پیر صاحب کی یاد کا دن ہے اس کی کسی کو دعوت نہیں دی جائے گی۔ آپ کو خود معلوم ہونا چاہیے اور آپ خود اشتہار بن کر دوسروں کو اطلاع دیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ مجلس کبریٰ

عرس شریف 10 نومبر 1995ء

الحمد للہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مالک الملک نے اپنی یاد کی توفیق اور موقع عطا فرمایا۔ لاکھوں اور کروڑوں درود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جن کے طفیل مالک الملک نے یہ مہربانی فرمائی۔

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا ہے:

اَعُوۡذُ بِااللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰہُ صَدۡرَہٗ لِلۡاِسۡلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّہٖ فَوَیۡلٌ لِّلۡقٰسِیَۃِ
قُلُوۡبُھُمۡ مِّنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ ؕ اُولٰٓئِکَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ﴿الزمر : 22﴾

''تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا اور وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے اس جیسا ہو جائیگا جو سنگدل ہے تو خرابی ہے ان کی جن کے دل یادِ خدا کی طرف سے سخت ہو گئے۔ وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔''

زندگی کے سفر کے لئے روشنی کی ضرورت ہے اور روشنی بھی ٹمٹماتی ہوئی نہیں کہ کہیں روشنی اور کہیں گھپ اندھیرا۔ زندگی کا سفر دنیا کے ظاہری سفر کی طرح سنگلاخ چٹانوں سے، پرُخار وادیوں سے، باغ و بہار گلزاروں سے گزرتا ہے۔ جس طرح مسافر کے لئے سورج کی روشنی، چاند کی چاندنی اور ستاروں کی جھلملاہٹ کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ ہر شکست و ریخت سے بچ کر اپنا سفر طے کر سکے۔ اسی طرح اس زندگی کے سفر کے لئے جسمانی سفر سے کئی گنا مستقل روشنی کی ضرورت ہے۔ دنیا کے سفر میں تو جہاں سورج کی روشنی کم ہو جائے، چاند کی چاندنی کم ہو جائے، ستاروں کی روشنی مدہم پڑ جائے انسان ٹھہر جاتا ہے، انتظار کرتا ہے، سفر سے رک جاتا ہے۔ لیکن اس زندگی کے سفر میں جہان اندھیرا آیا انسان کا پاؤں پھسل جاتا ہے اور گمراہی کے عمیق گڑھے میں جا گرتا ہے۔ لیکن وہ مالک، وہ خالق، جو اپنی تخلیق

کے ایک ایک ذرے سے باخبر ہے اور اس کی ربوبیت فرمارہا ہے اس نے جس طرح دنیاوی ضرورت کے لئے آسمان کی ان قندیلوں کو روشن کیا اسی طرح اس نے روشنی کی مشعلیں بھی بنائیں۔ اس زندگی کے مسافروں کے لئے آدم علیہ السلام سے لیکر اس وقت تک تاریخ یہ گواہی دے رہی ہے کہ رسولوں کی عظیم جماعت کتب سماوی کی نورانیت ہمیشہ مسافر کے لئے مشعل راہ کا کام دیتی رہی۔ اور آخری روشنی کے مینار نبی کریمﷺ جو سراجِ منیر کی حیثیت سے تشریف لائے اور اس ظلمت کدۂ جہان کو اس طرح روشن کیا کہ زندگی کا کوئی گوشہ باقی نہیں رہا، کوئی گوشہ ظلمت کدہ نہ رہا۔ جس نے خود روشنی سے اپنے منہ کو چھپالیا اور اوٹ میں کرلیا تو اس نے اپنی قسمت کا خود فیصلہ کیا۔

اس آیت پاک میں بھی اللہ تعالیٰ اسی سبق کو دہرارہا ہے کہ سارے انبیاء صرف ایک ہی سبق لیکر مخلوق خدا کے پاس آئے اور بار بار دہراتے رہے کہ اللہ ہی تمہارا خالق ہے، تمہاری تخلیق اس کی یاد کے لئے ہے اور یہ سارا جہان تمہارے لئے ہے۔ اس لئے جہان کے سامنے سرمت جھکاؤ۔ سر اس مالک الملک قادرِ مطلق کے سامنے جھکاؤ، جو بے نیاز ہے اور جو سب کا بادشاہ ہے۔ یہ ایک سجدہ تم کو ہزار سجدوں سے نجات دے گا۔ جنہوں نے اس حکم کو مانا وہ تو ہمیشہ دینِ اسلام کی مشعل کو اپنے سامنے پاتے رہے اور دین اسلام ان کو ہمیشہ نشیب وفراز سے بچا کر منزلِ مقصود تک پہنچاتا رہا۔ لیکن جو لوگ خود نفسانی خواہشات کے سمندر میں غوطہ زن ہوگئے یا پہاڑوں کی اوٹ میں چلے گئے اسلام کی روشنی سے خود اپنی آنکھیں بند کر کے محروم کردیا۔ وہ ذلیل وخوار ہوئے اور تباہ وبرباد ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لئے افسوس فرمارہا ہے کیونکہ رحمان ورحیم خدا سے بڑھ کر کوئی مہربان نہیں ہوسکتا۔ وہ افسوس فرمارہا ہے ان دلوں پر جو روشنی سے محروم ہوکر اندھیرے میں غرق ہوکر اپنی زندگی تباہ کررہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ بدقسمتی سنگدلی کی وجہ سے ہے اور سنگدلی کی دوا اللہ تعالیٰ نے یہ فرمائی کہ ذکرِ الٰہی کرو۔ ذکرِ الٰہی سے غافل دل سنگدل ہوجاتا ہے اور اس طرح گمراہی کا شکار ہوکر شقاوتِ ابدی میں ڈوب جاتا ہے۔ گویا ذکرِ الٰہی وہ چیز ہے جو دلوں کو روشن کرتی ہے اور دینِ اسلام سے مستفیض کرتی ہے اور مالک الملک سے تعلق وابستہ کرتی ہے اور رسول اللہﷺ کی ذاتِ پاک جو سراجِ منیر ہے اس سے روشنی عطا کرتی ہے اور نسبت رسولﷺ عطا فرماتی ہے۔

سامعین کرام! یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور اس کی مہربانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آج ہمیں اس دولت کے لئے یہاں جمع فرمایا ہے اور آپ پر اللہ تعالیٰ نے فضل وکرم کیا کہ آپ دنیا کی خواہشات کو چھوڑ کر اور ان اندھیروں سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف آئے ہیں۔ وہ روشنی حاصل کرنے کے لئے جو آپ کے دونوں جہان کو روشن کردیگی، دونوں جہان میں سرفراز کردیگی، دونوں جہانوں کا علاج اور مکمل علاج کردیگی۔

سامعین کرام! ثابت یہ ہوا کہ دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ایک وہ جو سراج منیر سے روشنی اور ہدایت حاصل کرتے ہیں ان کی زندگی کا ہر پہلو روشن ہو جاتا ہے انہیں دنیا اور آخرت میں تمیز معلوم ہو جاتی ہے۔دنیا اور مافیھا کی کوئی قیمت ان کے دلوں میں نہیں رہتی اور آخرت کے لئے وہ ہر قربانی دینا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔اور پھر کیا ہوتا ہے؟ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر قربانی دیتے ہیں۔اس طرح وہ اللہ کے بندے بن جاتے ہیں۔جنت کے مالک بن جاتے ہیں۔رسول اکرمﷺ کے غلام بن جاتے ہیں اور ساری دنیا کے لئے نمونہ بن جاتے ہیں۔لیکن وہ لوگ جو اس ہدایت سے منہ موڑ لیتے ہیں ان کا کیا انجام ہوتا ہے۔وہ نفسانی خواہشات کے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں جہاں گھپ اندھیرا ہے کسی طرف کوئی راستہ نہیں سوجھتا کوئی منزل انہیں دکھائی نہیں دیتی۔مٹی کے بت ہوں یا آگ کے شعلے ہوں۔چاندی یا سونے کی چمک ہو ایک ایک کے سامنے وہ سجدے دیتے ہیں اور ان سجدوں سے سوائے ذلت، رسوائی اور خواری کچھ حاصل نہیں ہوتا۔گویا دو قسم کے یہ انسان ہوتے ہیں اور دکھائی دینے میں دونوں ہی انسان ہوتے ہیں مگر ایک وہ انسان جو دنیا میں ڈوب کر دنیا کے ذلیل کیڑے بن جاتے ہیں اور ایک وہ انسان ہوتے ہیں جو نورِ مجسم بن جاتے ہیں۔ان کے لئے پہاڑ راستے چھوڑ دیتے ہیں، جن کے حکم پر دریا راستے بدل دیتے ہیں، جن کے اشارے پر سورج اور چاند اپنی گردش روک دیتے ہیں اور جن کے لئے مردہ زندہ ہو جاتے ہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جو نبی پاکﷺ سے تعلق اور وابستگی حاصل کر کے اپنے آپ کو نورٌ علیٰ نور کر لیتے ہیں۔پھر کیا ہوتا ہے؟ نہ ان کے لئے کوئی ڈر رہتا ہے نہ کوئی خوف۔نہ کوئی ان کے دلوں میں کوئی لالچ ہوتا ہے۔وہ دنیا اور آخرت کی قیمت کو سمجھتے ہیں۔اس طرح ان کی ساری زندگی اس بات میں گزرتی ہے کہ ہم کونسی قربانی دیں کہ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی رضا ہم حاصل کریں۔رسولِ خداﷺ کی تاریخ اٹھا کر دیکھو ایک ایک غلام کی تاریخ اس بات کا ثبوت ہے کہ رسول خداﷺ کے کسی غلام نے کبھی دنیا کی خواہش نہیں کی۔صرف ایک ہی خواہش کی کہ اس کی زندگی جو تھوڑی جیسی زندگی ہے اللہ اور رسولﷺ کے راستے میں کام آ جائے تا کہ وہ اللہ کے سامنے قیامت کے دن سرخرو ہو کر پیش ہو۔

اُحد کی تیاری ہو رہی تھی جنگ کی تیاری ہو رہی تھی حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے حضرت سعد بن وقاصؓ کو کہا۔یہ وقت دعا کی قبولیت کا ہے۔آؤ مل کر دعا کرتے ہیں۔پہلے تم دعا کرو میں آمین کہوں گا اور پھر میں دعا کروں گا تم آمین کہنا۔حضرت سعد بن وقاصؓ فرماتے ہیں کہ پہلے میں نے دعا کی اور میں نے عرض کیا کہ یا اللہ آج جب مقابلہ ہوگا تو کفار میں سے جو سب سے بہادر اور جنگجو آدمی ہے وہ میرے مقابلے میں آئے۔میں اسے قتل کر دوں۔میں اس کا اسلحہ سارا لے لوں اور نبی پاکﷺ کی خدمت میں پیش کروں۔اس پر حضرت عبد اللہ بن جحشؓ نے آمین کہا۔پھر حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے دعا کی کہ اے الٰہ العالمین جب کفار سے مقابلہ ہوگا تو کفار کا سب سے مضبوط آدمی

میرے مقابلے میں آئے اور وہ مجھے شہید کر دے اور مجھے شہید کرنے کے بعد میرے کان اور ناک کاٹ لے اور پھر میں اسی حالت میں اللہ کے سامنے پیش ہو جاؤں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھے اے میرے بندے کس جرم میں تیرے کان اور ناک کاٹے گئے۔ تو میں آگے سے جواب دوں کہ اے میرے رب! تیرے اور تیرے رسولﷺ کے عشق کے جرم میں۔ اس پر حضرت سعدؓ نے آمین کہا اور کہا کہ یقیناً حضرت عبداللہؓ کی دعا میری دعا سے اعلیٰ اور ارفع دعا ہے۔

سامعین کرام! اس بات کا ذرا اندازہ لگائیں کہ جب جنگ کے لئے کوئی جاتا ہے خود بھی دعا کرتا ہے ماں باپ بھی دعائیں کرتے ہیں، گھر والے بھی دعائیں کرتے ہیں یا اللہ اسے خیریت سے واپس لانا، اسے کوئی تکلیف نہ ہو اور یہ صحیح وسلامت رہے۔ لیکن ایک یہ دعا کہ اللہ اور رسولﷺ کے راستے میں میں مر مٹوں، میرے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں، اسی میں میری سعادت ہے اور اسی میں میری خوشی ہے۔ کتنا بڑا فرق ہے؟ بہ بیں تفاوتِ راہ از کجا است بکجا؟ کتنا بڑا فرق ہے۔ کتنا عظیم فرق ہے۔ یہ عظیم طاقت کہاں سے حاصل ہوئی۔ ہماری طرح کے وہ بھی انسان تھے۔ یہ طاقت اس رسولِ عربیﷺ کی غلامی سے حاصل ہوئی جس کو اللہ نے سراجِ منیر بنا کر بھیجا۔ ایسی طاقت عطا فرمائی کہ جو اس رسول کا غلام بنا وہ ساری کائنات کا بادشاہ بنا۔ گویا یہ ثابت ہو گیا کہ جو اللہ کا بندہ بنتا ہے اس کے سامنے نہ کوئی غم ہوتا ہے اور نہ کوئی اَلم اور جو دنیا کا بندہ ہوتا ہے وہ ہمیشہ مجبور رسوا اور ذلیل وخوار ہوتا ہے۔ کبھی ایک جگہ میں سجدے کبھی دوسری جگہ میں سجدے۔

سامعین کرام! بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آج بھی دنیا ساری اسی طرح گمراہی اور بے حیائی کے سمندر میں غرق ہے کیونکہ آخرت کو بھول چکی ہے اور اس نورانیت سے محروم ہو چکی ہے۔ ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہے۔ ہر طرف بے چینی اور اضطراب ہے اور بے یقینی ہے۔ حقیقی خوشی، اطمینان کا فقدان ہے کوئی کسی کو آرام نہیں۔ اگر کسی کو آرام بھی آتا ہے تو نیند کی گولیاں کھا کر آرام آتا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں جو بے چین ہیں اس طرح ذلیل وخوار ہیں؟ یہ وہی لوگ ہیں جن کو آپ ترقی یافتہ کہتے ہیں، ترقی یافتہ ملکوں کے رہنے والے ہیں یا ان ترقی یافتہ ملکوں کی تقلید کرنے والے لوگ۔ آپ دیکھیں کہ کس طرح وہ ذلیل اور خوار ہیں۔ اسی طرح کا عالم تھا، اسی طرح کی بے حیائی تھی، اسی طرح کی تباہی اور بربادی انسانیت پر چھا رہی تھی۔ گمراہی کے سمندر میں ڈوبے ہوئے تھے، جب نبی پاکﷺ کا ظہور ہوا۔ قیصر وکسریٰ جو اپنے آپ کو برتر انسان اور بڑے تہذیب یافتہ کہتے تھے، جیسا کہ آج کل روس اور امریکہ اپنے آپ کو کہتے ہیں، ان کی زندگیاں کیا تھیں؟ بے حیائی، گمراہی اور ظلم کا نمونہ تھیں۔ وہ وہ لوگ تھے جو اپنی بیٹیوں سے شادی کرتے تھے، جو اپنی بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کرتے تھے، وہ اپنے سامنے آواز اونچی کرنے والوں کی چمڑیاں ادھیڑ لیتے تھے، کھالیں کھینچ لیتے تھے، ظلم، تکبر اور غرور میں وہ مدہوش اور نشے میں چور چور تھے اور انسانیت مظلومیت میں پکار رہی تھی،

زخموں سے چور چور فریادیں کر رہی تھی۔ کوئی ان کی پکار سننے والا نہیں تھا، سوائے رب العٰلمین کے۔ یہ ان کے اعمال کی ان کو سزا مل رہی تھی۔ پھر رحمٰن الرحیم کو ان کی اس زبوں حالی پر ترس آیا اور رحمتہ العٰلمین کو بھیجا۔ جس نے اس انسانیت کو گمراہی، ظلمت اور گندگی سے نکال کر پھر انسانیت کے مقام پر کھڑا کیا۔ اگر آج بھی ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم اس گمراہی سے، اس اضطراب اور بے چینی سے، اس ذلت و رسوائی سے نکلیں اور وہی عزت حاصل کریں جو رسول خداﷺ کے غلاموں نے حاصل کی، تو ہمیں بھی سلف صالحین کی طرح ان کے نقشِ قدم پر چل کر نسبت رسولﷺ حاصل کرنا پڑے گی۔ ہماری اس رسوائی کا علاج، ہماری ان مصیبتوں کا علاج، ذلت کا علاج، امریکہ اور روس کے مے خانوں میں نہیں، رسول عربیﷺ کے قدموں میں ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم وہی عزت حاصل کریں تو ہمیں رسول عربیﷺ کی غلامی، سنت اور طریقے کو اختیار کرنا پڑے گا اور حضورﷺ کے قانون کے مطابق چل کر زندگی بسر کرنا پڑے گی۔ اسی صورت میں ہم انسان بنیں گے اور دونوں جہان کے غموں سے ہم نجات حاصل کریں گے۔ ہمیں اس ذلّت سے نکالنے کی کوئی اَور صورت نہیں۔

سامعین کرام! یہ سب کچھ آپ کے سامنے اس لئے بیان کیا ہے کہ جس کوشش کے لئے آپ اپنے گھروں سے آئے ہیں اپنے کام چھوڑ کر، اپنی ملازمتیں چھوڑ کر، تجارتیں چھوڑ کر، اپنے بیماروں کو چھوڑ کر، اپنی شادیوں کو چھوڑ کر، اپنی خوشیوں دعوتوں کو چھوڑ کر وہ کام سب سے افضل اور اعلیٰ ہے وہی وہ کام ہے جس سے آپ کی زندگی بن سکتی ہے۔ جس سے آپ کی دنیا بن سکتی ہے۔ آپ کا دین بن سکتا ہے۔ ان دنیاوی خوشیوں میں نہ آپ کی عزت ہے، نہ آپ کا آرام ہے، نہ ہی آپ دنیاوی تکلیفوں اور مصیبتوں کے معالج ہیں آپ کی خوشیوں کا علاج، آپ کے غموں کا علاج، سب اس مالک الملک کے پاس ہے جس کو یاد کرنے کے لئے، جس کو راضی کرنے کے لئے آپ یہاں آئے ہیں۔ لیکن یہاں آکر آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ کس کام کے لئے آئے ہیں؟ اور وہ کام کس طرح کریں؟ اگر یہ بولیں کہ آپ نے بہت بڑا کام کر دیا ہے یا آپ کے دل میں یہ خیال آئے کہ آپ جاگتے رہے ہیں یا آپ کے دل میں خیال آئے کہ آپ ساری رات اسی طرح پڑے رہے بستر نہیں تھا اور آپ بھوکے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اپنے کام کی عزت اور آبرو نہیں کی۔ اس لئے آپ صحیح مستفیض نہیں ہوئے۔ عزت کرنے سے آپ مستفیض ہو سکتے ہیں اور وہ عزت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے؟ آپ اللہ کی بارگاہ میں عاجز ہو کر، گناہگار اپنے آپ کو سمجھ کر، اپنی فریادوں کا دامن اس کی بارگاہ میں پھیلائیں۔ اللہ تعالیٰ کو کسی کی عبادت کی ضرورت نہیں، کسی کی قربانی کی ضرورت نہیں، کسی کی بادشاہت کی ضرورت نہیں۔ وہ خود عطا فرمانے والا ہے۔ جس چیز کو وہ قبول کرتا ہے وہ بندے کی عاجزی، انکساری، افسردگی اور غم ہے۔ حدیث پاک میں ہے نبی پاکﷺ نے فرمایا قیامت کے دن جہنم قریب آجائے گی اسے حضورﷺ فرمائیں گے دور ہٹ

جاؤ، وہ دورنہیں ہٹے گی۔ پھر حضرت جبرائیلؑ حاضر ہوں گے۔ وہ ایک پیالے میں پانی لائیں گے اوراس پانی کو جہنم پر پھنکیں گے اور جہنم ایک دم دور بھاگ جائے گی۔ نبی پاکﷺ جبرائیلؑ سے پوچھیں گے یہ کیا تھا؟ جبرائیلؑ جواب دیں گے یارسول اللہﷺ یہ آپ کے غریب **امتیوں** کے آنسو تھے اس سے جہنم ڈر کر بھاگ گئی ہے۔آج آپ کو جو کام آئے گا آنسو کام آئیں گے، عاجزی کام آئے گی۔اگر اس عجز سے آپ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی دنیا بھی بنائے گا اور آخرت بھی۔جس مقصد کے لئے آپ آئے ہیں اس مقصد کو لے کر آپ لوٹیں۔اس نصیحت کو یاد رکھیں۔اس پر کاربندرہیں۔ہمیشہ آپ یہ سمجھیں کہ آپ کس مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں؟ کس کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں؟ آپ کس حالت میں بیٹھے ہوئے ہیں؟ آپ جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں آپ اور میں ہم سب گناہ گار عاجز اللہ کی بارگاہ میں سوالی، گداگر اور انتہائی ذلیل حالت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔اس کی بارگاہ میں عرض کررہے ہیں کہ اے الہٰ العالمین، اے بادشاہوں کے بادشاہ، ہم پر ترس کر، ہم پر رحم فرما، ہمیں گناہوں کی معافی عطا فرما، ہمیں دکھوں سے نجات عطا فرما، ہمارے غموں کو دور فرما، تیرے بغیر ہمارا کوئی ملجا نہیں، کوئی ماویٰ نہیں، ہم ساری دنیا سے منہ موڑ کر تیری بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں۔ہم ہر تعلق کو توڑ کر تیری بارگاہ میں فریاد کررہے ہیں۔تو ہماری آرزو کو قبول فرما۔تو ہمیں اپنا بندہ بنا۔ تو ہمیں ظلموں سے چھڑا اور آخرت میں ہمیں شرمندگی سے بچا۔تو ہمیں رسول اللہﷺ کا غلام دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بنا۔یہی میری التجاء ہے اور یہی آپ کی التجاء ہے۔اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔

اللہ تعالیٰ اپنی ذات پاک کے طفیل، اپنی پاک کلام قرآن مجید کے طفیل، اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰﷺ کے طفیل، ہم کو گزشتہ گناہوں کی معافی عطا فرما۔ ہماری توبہ اپنی جناب میں قبول فرما۔ ہمارے دل کی تاریکی دور فرما کر نورِ معرفت سے ہمارے قلوب کو منور فرما۔ ہماری موت، ہماری حیات، ہماری جان، ہمارا مال، ہمارا ہر قول، ہر فعل اپنی رضا کی خاطر ہو۔اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے اپنی غلامی، اپنی بندگی اور اپنی رضا عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ حاضرینِ مجلس کی تمام آرزوئیں پوری فرمائے۔اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفا عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ محتاجوں کو غنی کرے۔ اللہ تعالیٰ بےاولادوں کو اولاد عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ حاضرینِ مجلس کی تمام آرزوئیں قبول فرما کر اپنا صحیح اور سچا غلام بنا کر واپس لوٹائے۔سب کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت عطا فرمائے۔آمین

آپ کے سامنے ابھی راجہ سکندر زمان صاحب تقریر فرمارہے تھے۔مختصر تقریر تھی لیکن بڑے قیمتی الفاظ تھے اور سمجھنے والے تھے۔تقریباً ہر آدمی عقل رکھتا ہے اور سمجھ گیا ہوگا کہ کیا ان کے جذبات تھے اور کس طرح انہوں نے اپنی زندگی گزاری۔انہوں نے فرمایا کہ میں پندرہ سال وزیر رہا ہوں مگر میرے خیال میں وہ پچیس سال وزیر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے انہیں بچپن سے بادشاہ بنایا ہے وہ بادشاہ کی زندگی گزارتے رہے ہیں۔مخلوقِ خدا کی خدمت کے لئے ا

نکی زندگی کس طرح گذری۔ایک آدمی میرے پاس آیااوراس نے کہا کہ میں راجہ صاحب کے پاس گیا۔اندر پیغام بھیجا کہ میں ایک فریادی ہوں اورفریادلیکرآیا ہوں۔راجہ صاحب باہرآئے۔ان کا رنگ زردتھااور بڑے کمزور تھے۔پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے درخواست پیش کی اس پرانہوں نے دستخط کئے اور دستخط کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے ماتھے پر لگایا تو انہیں 103 درجے کےقریب بخارتھااورکہا کہ میں اس لئے آیاہوں کہ اللہ میرے ساتھ ناراض نہ ہوکہ ایک فریادی آیا اورمیں نے اس سے منہ موڑلیا۔ایسےلوگوں کی زندگیاں بڑی قیمتی ہوتی ہیں اور بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں۔

اسی طرح ہمارے ملنے والے سردار اللہ یار اعراج صاحب ہیں جو آج کل وزیر ہیں اور وہ بھی بیمار ہیں۔ ان دونوں کے لئے آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحتِ کاملہ عطافرمائے۔لمبی عمرعطافرمائے اورمخلوقِ خدا کی خدمت کرنے کی توفیق عطافرمائے اورموقع عطافرمائے اورزندگی عطافرمائے۔

خادمینِ لنگر جودن رات اللہ کے مسافروں کی خدمت کے لئے کمر بستہ رہے جانی اور مالی خدمت کی۔ان سب کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کواجرعظیم عطافرمائے۔سب لوگوں کے لئے کھانا تیار ہے جنہوں نے کھانا نہیں کھایاوہ کھانا کھا کر جائیں۔اب صلوٰۃ وسلام ہوگا۔

☆

یا رسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام
ہیچو کاہے عاجزم کوہِ گُنہ آوردہ ام

(مولانا جامیؒ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ مجلس کبریٰ

عرس مبارک 7 جون 1996ء

الحمد للہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مالک الملک نے اپنی یاد کی توفیق اور موقع عطا فرمایا۔ لاکھوں اور کروڑوں درود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جن کے طفیل خدا نے یہ مہربانی فرمائی۔

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

اَعُوۡذُ بِااللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

وَمَنۡ يَّرۡغَبُ عَنۡ مِّلَّةِ اِبۡرٰهٖمَ اِلَّا مَنۡ سَفِهَ نَفۡسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصۡطَفَيۡنٰهُ فِى الدُّنۡيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ۝ اِذۡ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسۡلِمۡ ۙ قَالَ اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿البقرة : 131-130﴾

''اور ابراہیمؑ کے دین سے کون منہ پھیرے سوا اس کے جو دل کا احمق ہے اور بیشک ضرور ہم نے دنیا میں اسے چن لیا اور بیشک وہ آخرت میں ہمارے خاص قرب کی قابلیت والوں میں ہے جبکہ اس سے اس کے رب نے فرمایا گردن رکھ عرض کی میں نے گردن رکھی اس کے لئے جو رب ہے سارے جہانوں کا''

اللہ تعالیٰ جو مالک، خالق اور رحمان الرحیم ہے وہ رب العالمین بھی ہے۔ وہ اپنی ہر چیز کی ربوبیت اس طرح فرما رہا ہے کہ کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ انسان کی تخلیق کے لئے مالک الملک نے اسے پیدا فرمایا۔ پیدا فرما کر اس کی ربوبیت کا فرض بھی اپنے ذمہ رکھا۔ اگر انسان کی تاریخ کو اٹھا کر دیکھا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ کس طرح رب العالمین ہر انسان کی ربوبیت فرماتا ہے۔ کائنات کا اگر مشاہدہ کیا جائے تو کائنات کی ہر چیز انسان کی خدمت کے لئے کمر بستہ ہے۔ سورج کو دیکھیں کس طرح صبح ہوتے ہی طلوع ہوتا ہے اور انسان کی خدمت انجام دینے کے بعد

غروب ہوتا ہے۔ اپنی یہ خدمت کروڑوں سال سے کر رہا ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس نے غفلت نہیں برتی۔ اسی طرح چاند کو دیکھیں کہ کس طرح وہ انسان کی خدمت کر رہا ہے۔ آپ کو سائنسدان بتائیں گے کہ اس چاند کے ذریعے مالک الملک اپنی مخلوق کی ربوبیت کس طرح فرما رہا ہے۔ ستارے جہاں آسمان کی زینت بن کر بزمِ دنیا کو سجاتے ہیں وہاں مسافروں کے لئے رہنمائی بھی کرتے ہیں اور نہ جانے کیا کیا مخلوقِ خدا کی وہ اپنے مالک کے حکم سے خدمت انجام دیتے ہیں۔ وہ مالک، وہ رب العالمین جو اپنی مخلوق کی ربوبیت اس طرح فرماتا ہے کہ ہر انسان کی ربوبیت اس کی ماں کے پیٹ سے لیکر قبر کے پیٹ تک فرماتا ہے۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ انسان کی جو سب سے بڑی ضرورت ہے اس کا انتظام نہ فرماتا۔ انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہدایت ہے۔ کیونکہ ہدایت کے بغیر وہ انسان نہیں حیوان ہے بلکہ حیوان سے بھی بدتر ہے۔ خدا نے خود ارشاد فرمایا ان لوگوں کے لئے جو بے ہدایت ہیں۔

اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ ط ﴿الاعراف : 179﴾

''یہ جانور ہیں بلکہ جانوروں سے بھی بدتر''

مالک الملک نے یہ ضرورت اس طرح پوری فرمائی کہ آدم علیہ السلام سے لیکر نبی پاکﷺ تک تمام رسولوں کی جماعت اس انتظام کے لئے پیدا فرمائی کہ انہیں کتبِ سماوی دے کر، نورِ نبوت دے کر، مختلف اوقات میں بوقت ضرورت انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے بھیجتا رہا۔ اس ہدایت کا آخری روشنی کا مینار نبی پاکﷺ ہیں جو مخلوق کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن پاک لیکر تشریف لائے۔ اس قرآن پاک میں تاریخ کا ایک بہت بڑا حصہ رکھا گیا۔ انبیاء اور امم کی تاریخ رکھی گئی کیونکہ اللہ تعالیٰ ترہیب اور ترغیب کے ذریعے مخلوق کو اپنے راستے پر بلاتا ہے۔ انبیاء کی تاریخ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تاریخ بڑی شان سے بے مثال طریقے سے جگمگاتی ہے۔ قرآن پاک میں یہ تاریخ اس لئے رکھی گئی کہ نبی پاکﷺ جب تشریف لائے تو آپ کی دعوت کا نشانہ سب سے پہلے وہ مشرکینِ مکہ اور یہود و نصاریٰ مدینہ والے تھے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وہ قدردان اور عزت کرتے تھے۔ آپ کی تعظیم کا اقرار کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تاریخ ہی بیان فرما کر ان کی ہدایت کا سامان فرمایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تاریخ مختصر طور پر بیان فرمائی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کیوں مخلوق کا امام چنا اور اپنا خلیل بنایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تاریخ سے کوئی شخص ایسا نہیں جو ناواقف ہو۔ اس لئے اگر اس تاریخ کو بیان کیا جائے تو خواہ مخواہ ایک بہت بڑا وقت خرچ ہوگا صرف اشارۃً میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں کہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب ہوش سنبھالا تو ان کو بڑی آزمائشوں سے گزرنا پڑا۔ بڑی مصیبتوں اور تکلیفوں سے گزرنا پڑا لیکن کوئی مصیبت، کوئی تکلیف، کوئی غم اور کوئی خوشی اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی اس چٹان کو اپنی جگہ سے سرکا نہ سکی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش بت تراشوں کے گھر میں ہوئی۔ لیکن جب اللہ نے حکم دیا اپنی طرف بلایا تو فوراً سر جھکا دیا اور دینِ اسلام کے داعی بن گئے اور اس طرح وہ بت جوان کے گھر میں خدا کی حیثیت سے تیار ہوتے تھے اور بڑی بڑی رقم سے فروخت کیے جاتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابتداء ہی ان سے کی کہ ان کے ٹخنوں میں رسیاں باندھ کر گلی کوچوں میں ان کو گھسیٹا اور مخلوق کو بتایا کہ ہے کوئی بے وقوف جوان بے جان چیزوں کو خرید کر اپنا خدا بنائے گا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ گھر میں بھی مخالفت، والدین کے ساتھ بھی مخالفت، قوم کے ساتھ بھی مخالفت حتیٰ کہ بادشاہ نمرود کے ساتھ بھی مخالفت ہوگئی اور پھر وہ نمرود جو پہلا تاج ور بادشاہ تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا تھا پھر اس کو بھی یہ کہہ کر لاجواب کر دیا کہ اگر تم رب بنتے ہو تو پھر تم سورج کو مغرب سے طلوع کرو اور مشرق میں غروب کرو۔ اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حق کا نعرہ لگا کر تمام باطل قوتوں کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان ساری آزمائشوں میں اللہ تعالیٰ کے تعلق کو فوقیت دی اور اسی ذات پر بھروسہ رکھا۔ نمرود اس قسم کے جوابات سن کر آتش زیر پا ہو گیا تو قوم بھی مخالف ہوگئی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی چٹان کے لئے آگ تجویز کی کہ آگ جلائی جائے۔ آگ سلگائی گئی جس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ اتنا خوفناک منظر بھی اس نورِ نبوت رکھنے والے کے دل کو نہ ہلا سکا، نہ خوف زدہ کر سکا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کو یہ کہہ کر واپس بھیج دیا کہ مجھے اگر اللہ جلانا چاہتا ہے تو میں آمین کہتا ہوں اگر وہ مجھے بچانا چاہتا ہے تو وہ مجھے بچالے گا، مجھے آپ کی امداد کی کوئی ضرورت نہیں۔ مالک الملک نے وہ آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے باغ وگلزار بنا دی لیکن آزمائش یہاں بھی ختم نہ ہوئی۔

جب مصر کا سفر ہوا وہاں مصر کے بادشاہ کا ظلم ایک نئی کہانی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیاب فرمایا پھر آزمائش یہ آئی کہ نوّے سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے ایک بچہ دیا تھا حکم ہوا کہ اس کو اور اس کی ماں کو لے کر آپ وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ آئیں۔ فوراً حکم بجالائے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو مکہ معظّمہ لے آئے جہاں نہ پانی تھا نہ کھانے کا سامان تھا سوائے خدا کے اور کوئی آسرا اور سہارا نہیں تھا پھر بھی آزمائش ختم نہ ہوئی۔ پھر آزمائش آئی۔ حکم ہوا کہ جو سب سے عزیز چیز ہے اس کو میرے راستے پر قربان کرو۔ پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو جنہیں اس وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ کر چلے گئے تھے قربان کرنے کے لئے فلسطین سے مکہ معظّمہ میں آ گئے اور آ کر اپنے بیٹے کو

اللہ کا حکم بتایا۔ عظیم باپ کے عظیم بیٹے نے کہا کہ اگر خدا نے آپ کو حکم دیا ہے تو فوراً حکم کی تعمیل کریں کہیں دیر نہ ہو جائے اور ہاں جب مجھے آپ ذبح کریں گے تو آنکھوں پر پٹی باندھ لیں کہ کہیں مجھے ذبح کرتے ہوئے آپ کو ترس نہ آ جائے اور خدا کے حکم میں غفلت نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آزمائش میں بھی کامیاب فرمایا سب جانتے ہیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ جنت سے ایک مینڈھا ذبح ہوا۔

جب ساری آزمائشیں پوری ہوگئیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس بندے کو اپنا خلیل بنایا اور مخلوق کے لئے امام بنا دیا اور حکم دیا کہ اب کعبہ بناؤ جو قیامت تک کے لئے مخلوق کا قبلہ ہوگا۔ چنانچہ اس کی تعمیر کی۔ جب کعبہ کی تعمیر ہو چکی تو حکم ہوا کہ اب پہاڑی پر کھڑے ہو کر مخلوق کو آواز دو۔ عرض کی یا اللہ اس پہاڑی پر کھڑے ہو کر میں آواز دوں گا میری آواز کون سنے گا؟ حکم ہوا آواز تم دو لوگوں کے کانوں تک میں پہنچاؤں گا۔ چنانچہ جو ارواح ابھی پیدا نہیں ہوئی تھیں ان کے کانوں تک بھی اللہ نے وہ آواز پہنچائی اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے ایک دفعہ لبیک کہا اس کی قسمت میں ایک دفعہ حج لکھا گیا جس نے جتنی دفعہ لبیک کہا اس کی قسمت میں اتنی دفعہ حج لکھا گیا اور یہ ایک ایسی چیز قرار پائی کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے استطاعت عطا فرمائی اور باوجود استطاعت کے اس نے حج نہیں کیا اور وہ مر گیا تو یہ شک ہے کہ وہ یہودی مرا ہے یا نصرانی مرا ہے۔ صحیح بخاری کی یہ حدیث ہے۔

جب سب لوگوں کے پاس آواز بھی پہنچ گئی، کعبہ شریف بھی تیار ہو گیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے سامنے دعا کی کہ یا اللہ اس جگہ کو جو ساری دنیا کے لئے مرکز بنایا ہے اس شہر کو آباد بھی فرما۔ چنانچہ مکہ معظّمہ کو آباد فرما دیا گیا۔ پھر عرض کی کہ یا اللہ یہ تو ایک عظیم مرکز ہے اور ساری مخلوق کے لئے ہے اسے امن بھی عطا فرما کہ یہاں مخلوق آئے گی قیامت تک یہاں امن رہے۔ چنانچہ ایسا امن عطا فرمایا گیا کہ آج تک کوئی دشمن کسی کے خلاف تلوار نہ اٹھا سکا وہاں ایک مچھر کو مارنا بھی منع ہے گھاس کے تنکے کو کاٹنا بھی منع ہے۔ پھر یہ بہت بڑی ضرورت تھی کہ جو مخلوق جائے گی اس وادی غیر ذی زرع میں کیا کھائے گی وہاں رزق کی ضرورت تھی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کہ کہ اے اللہ یہاں آنے والے اپنے مسافروں کے لئے رزق کا بھی سامان فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا سامان فرمایا کہ دنیا کے کونے کونے میں ہر موسم میں پیدا ہونے والی چیزوں کا مکہ معظّمہ میں انبار لگا دیا گیا۔ آج بھی اس نعمت کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ ساری چیزیں مل گئیں، شہر آباد ہو گیا، امن ہو گیا اور رزق ہو گیا تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہر ضرورت پوری کرنے کے لئے ایک خاص ضرورت رہ گئی تھی تو دعا کی اے اللہ! یہ سب کچھ تو نے عبادت کے لئے بنایا ہے اب ہمیں عبادت کا طریقہ بھی سکھا چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو لے کر طواف کیا۔ صفا مروہ کیا، منیٰ گئے، مزدلفہ گئے، عرفات گئے، عرفات سے مزدلفہ پھر منیٰ اور پھر طوافِ زیارت کے

لئے مکہ معظّمہ اوراس طرح تمام مناسک حج بھی سکھادیے۔

اب ایک عام آدمی کی نظر میں انسان کی ساری ضرورتیں پوری ہوگئیں لیکن نورِنبوت رکھنے والے انسان کی نظر میں سب سے اہم ضرورت جوتھی وہ اب بھی باقی تھی جس کے بغیر نہ عبادت ہوسکتی تھی نہ عبادت سمجھ آسکتی تھی نہ عبادت کا فائدہ ہوسکتا تھااوراس کے لئے دعا کی۔

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِکَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ ‌ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ﴿البقرة : 129﴾

''اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اورانہیں کتاب اور پختہ علم سکھائے اورانہیں خوب ستھرا فرمادے۔بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا''

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نورِنبوت سے یہ معلوم کرلیا تھا کہ اگران کا ایساہادی نہ ہوجوان کے دل ودماغ کو منور کردے،شیطان اورنفس جودل ودماغ کوسیاہ کردیتے ہیں ان کی کوششوں کوناکام نہ بنادے،اُس وقت تک یہ لوگ نہ کعبہ سے فائدہ اٹھاسکیں گے،نہ طواف سےاورنہ حج سے۔اس لئے اللہ کی بارگاہ میں یہ عرض کی کہ یاباری تعالیٰ توحکیم ہے توعلیم ہےتو جاننے والا ہے یہ لوگ سمجھیں یانہ سمجھیں کہ جب تک تیری طرف سےنورِہدایت نہ آئے جوان لوگوں کے دل ودماغ کوروشن رکھے اُس وقت تک یہ کعبے کے آداب سے فائدہ نہیں اٹھاسکیں گے نہ یہ انجام دےسکیں گے نہ یہ عبادت سے فائدہ اٹھاسکیں گے نہ یہ سمجھ سکیں گے۔گویا یہ ثابت ہوگیا کہ نبی پاکﷺ کے بغیر،حضورﷺ سے تعلق کے بغیر،نہ حج سے فائدہ ہے نہ روزہ رکھنے سے فائدہ ہے نہ عبادت سے فائدہ ہے۔اگران چیزوں سے فائدہ ہوسکتا ہےتو اسی وقت ہوسکتا ہے جب نبی پاکﷺ سے تعلق رکھ کر انسان اپنے دل و دماغ کواس نور سے منور فرمائے یعنی نسبت رسولﷺ ہرانسان کے لئےصراطِ مستقیم پر رہنے کے لئے ازحد ضروری ہے۔

نبی پاکﷺ کواللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا قبول کرکے بھیجا اورایسے وقت میں بھیجا جب ساری دنیا گمراہی کے سمندر میں غرق تھی۔ تاریخ اٹھا کر دیکھیں،خواہ چین کی تاریخ اٹھائیں خواہ روم کی تاریخ اٹھائیں خواہ ہندوستان کی تاریخ اٹھائیں خواہ خوداہل عرب کی تاریخ اٹھائیں آپ کومعلوم ہوگا کہ ظلم اور بے حیائی بدرجہ اتم تھی انسانیت چیخ وپکاررہی تھی کوئی ملجا وماویٰ نہیں تھا۔وہی رب العٰلمین جواپنی مخلوق کی ربوبیت فرماتا ہےاس نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا کےمطابق **رحمۃ للعٰلمِیۡنَ** کوبھیجا جنہوں نے ساری مخلوق کواللہ کی نشانیاں دکھا کراللہ کے

راستے پر بلایا، عقل عطا فرمائی اور اپنے نورِ نبوت سے ان کے تن من پاک کر کے مالک کی طرف متوجہ کیا۔ لیکن یہ فیضان صرف وہی لوگ حاصل کر سکے جو نبی پاکﷺ پر ایمان لائے۔ ایمان کیا چیز ہے؟ نبی پاکﷺ سے ایسی محبت کہ ماں، باپ، اولاد، جائیداد ہر چیز سے زیادہ حضورﷺ کو سمجھنا اور حضورﷺ سے محبت رکھنا اور ایسا تعلق رکھنا کہ اس محبت میں اور کوئی محبت باقی نہ ہو۔ دوسرے لفظوں میں نبی پاکﷺ سے ایسا تعلق رکھنا جیسا بلب کا پاور ہاؤس سے ہوتا ہے۔ اگر صحیح تعلق ہو جائے تو بلب روشن ہو جاتا ہے خود بھی روشن ہوتا ہے ماحول کو بھی روشن کر دیتا ہے اسی طرح نسبت رسولﷺ رکھنے والے لوگوں کے دل و دماغ روشن ہوتے ہیں۔ انہیں ہر چیز کی تمیز ہوتی ہے۔ وہ اچھائی اور برائی کو سمجھتے ہیں، برائی سے نفرت ہوتی ہے اور اچھائی سے ان کو محبت ہوتی ہے اور ان کی ساری کوششیں اللہ کے راستے کے لئے ہوتی ہیں۔ اگر یہ نورِ نبوت نہ ہو، اگر نسبت رسولﷺ حاصل نہ ہو تو بیشک کعبہ بھی موجود ہو، عبادتیں بھی موجود ہوں، کتب سماوی بھی موجود ہوں، انسان کبھی ہدایت کے راستے پر نہیں آ سکتا اور اس کا سب سے بڑا ثبوت یہود اور نصاریٰ کی تاریخ ہے۔ یہ تاریخ آپ اٹھا کر دیکھیں ان کے پاس کعبہ بھی تھا، ان کے پاس کتب سماوی بھی ساری موجود تھیں، ان میں حاجی بھی تھے، ان میں عابد بھی تھے، عالم بھی تھے لیکن وہ شیطان کے پنجے میں اس طرح جکڑے ہوئے تھے ان کے دل و دماغ اس طرح سیاہ ہو چکے تھے کہ وہ آخری نجات دہندہ جسے اللہ تعالیٰ نے **رحمةً للعٰلَمِيْنَ** بنا کر بھیجا اور جو ان کے دادا کی دعا کے مطابق آیا تھا اور جو ان کی کتابوں میں بھی مذکور تھا، اس کی بعثت سے انکار کر دیا اور گمراہی پر وہ ایسے اڑے رہے کہ انہیں یہ معلوم ہی نہ ہو سکا۔ تاریخ میں پڑھتے تھے توریت میں بھی پڑھتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضورﷺ کی خوشخبری سنائی، ساری نشانیاں بتائیں لیکن اس کو سمجھنے سے وہ قاصر تھے۔ ﴿استثناء (توریت) باب18 آیت18﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب توریت ملی تو آپ نے اس کی پہلی تختی اٹھائی تو اللہ کی بارگاہ میں عرض کی یا باری تعالیٰ اس تختی میں میں دیکھتا ہوں کہ ایک ایسی امت ہے جو سب سے بہترین امت ہوگی جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے گی برائی سے منع کرے گی۔ یا اللہ! اس کو میری امت بنا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ احمد مصطفیٰﷺ کی امت ہو گی۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ! میں اس توریت میں دیکھتا ہوں کہ ایسی امت ہوگی جو سب سے بعد آئے گی اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی یا اللہ! اس کو میری امت کر دے۔ حکم ہوا یہ محمد مصطفیٰﷺ کی امت ہو گی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے توریت کو دیکھا تو پھر عرض کیا کہ یا اللہ! میں اس تختی میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک ایسی امت ہو گی جن کی آنکھیں ان کے سینوں میں ہوں گی وہ جس چیز کو پڑھیں گے ان کو وہ حفظ ہو جائے گی وہ اگر ان کی آنکھوں سے ہٹ بھی جائے تو ان کو یاد رہے گی۔ یا اللہ! اس کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد مصطفیٰﷺ کی امت ہو

گی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ! میں اس میں ایک ایسی امت دیکھتا ہوں جو سارے پہلے اور آخری نبیوں پر ایمان لائے گی جو کفار کے ساتھ جہاد کرے گی! اس کو میری امت بنا دے! اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد مصطفیٰ ﷺ کی امت ہوگی۔ پھر توریت کی تختی اٹھائی تو پھر دیکھا اور عرض کی یا اللہ! میں ایسی امت دیکھتا ہوں کہ وہ اگر نیکی کا ارادہ کریں گے تو ایک نیکی ان کے حساب میں لکھ دی جائے گی اور اگر نیکی پر عمل کریں گے تو ان کے حساب میں سات سو تک نیکیاں لکھی جائیں گیں یا اللہ! اس کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد مصطفیٰ ﷺ کی امت ہوگی۔ پھر عرض کی کہ یا اللہ! میں اس توریت میں ایک ایسی امت دیکھتا ہوں جس میں شفاعت کرنے والے لوگ ہوں گے اور ان کی شفاعت بھی قبول ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت ہوگی۔ اُس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہایت عاجزی سے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ یا اللہ اگر تیری بارگاہ میں محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتنی قدر اور قیمت ہے تو مجھے بھی ان کا امتی بنا دے۔

سامعین کرام! یہ فتویٰ ہے موسیٰ کلیم اللہ کا، ابراہیم خلیل اللہ کا کہ نبی پاک ﷺ کے متعلق ان کے کیا ارشاد تھے یہ سارے کے سارے ارشاد وہ لوگ جانتے تھے روز پڑھتے تھے لیکن پھر بھی شیطان اور نفس نے جس نے ان کے دل و دماغ کو سیاہ کیا ہوا تھا ان کو سمجھ سے محروم کر رکھا تھا وہ نہیں سمجھتے تھے اور وہ گمراہی کا شکار ہو رہے تھے۔ گویا نسبت رسول ﷺ کے بغیر کوئی شخص بے شک حاجی ہو، عابد ہو، عالم ہو اپنے ایمان کو سلامت نہیں رکھ سکتا شیطان کسی نہ کسی مقام پر اسے ضرور گمراہ کر کے گمراہی کے گڑھے میں ڈال دے گا اور وہ دونوں جہان میں ذلیل و خوار ہوگا۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ دونوں جہاں کی خوشیاں حاصل کرے دونوں جہان کے غموں سے نجات حاصل کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ نسبت رسول ﷺ حاصل کرے اور نسبت رسول ﷺ حاصل کرنے کے لئے سینوں کی صفائی کی ضرورت ہے اور سینوں کی صفائی یادِ الٰہی سے ہوتی ہے اور یادِ الٰہی اس محفل کی اور اس عرس کی غرض و غایت ہے کہ وہ سارے لوگ جو اللہ اور رسول ﷺ کی محبت چاہتے ہیں، جو دونوں جہاں کی خوشیاں چاہتے ہیں، دونوں جہاں کے غموں سے نجات چاہتے ہیں انہیں اس عرس میں دعوت دی جاتی ہے کہ آؤ! اس محفل میں آ کر اللہ تعالیٰ کی یاد اس کثرت سے کرو کہ شیطان اور نفس نے جو تمہارے دلوں کو سیاہ کر کے دنیا کی محبت کے جو طوفان پیدا کر دیئے ہیں اس سے تمہیں نجات مل جائے، تمہارے دل صاف ہو جائیں، نسبت رسول ﷺ سے منور ہو جائیں اور پھر تمہیں معلوم ہو جائے کہ آخرت کی کیا قیمت ہے اور دنیا کی کیا قیمت ہے۔ وہ خوش نصیب ہیں جو اپنی ضرورتوں کو اپنی دنیاوی مصروفیتوں کو قربان کر کے اس خدائی محفل میں آتے ہیں اور اللہ کی یاد میں مشغول ہو کر اپنے سینے کی صفائی کا عمل کر کے نسبت رسول ﷺ کے ملتجی ہوتے ہیں۔

یادرکھو! یہ دنیا عارضی ہے۔ایک وقت ایسا آنے والا ہے جس پر ایمان ہمارا مذہب ہے جسے قیامت کہا جاتا ہے۔جب ساری مخلوق اللہ کے سامنے کھڑی ہوگی اور سب کو اپنے اعمال کا حساب دینا پڑے گا۔اُس وقت انسان کو معلوم ہوگا کہ یہ دنیا کی جتنی تگ ودو تھی یہ کتنی عارضی چیز تھی اور عارضی چیز کے لئے کتنی بے فائدہ کوششیں اور کتنی تکلیفیں اٹھائی گئیں۔لیکن ہمیشہ ہمیشہ کی جو زندگی ہے اس سے کتنی غفلت برتی گئی۔ وہ وقت ایسا ہوگا کہ جب انسان دوبارہ عمل نہیں کرسکے گا، دنیا میں نہیں آسکے گا، اسے اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور خدا کے سامنے وہ کوئی جواب نہیں دے سکے گا۔

حضرت امام رازیؒ سے روایت ہے نبی پاکﷺ نے فرمایا ہے کہ جب قیامت ہوگی تو اللہ تعالیٰ سب سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلا کر اپنے پاس کھڑا کرے گا۔ اس کے بعد دنیا میں جو غلام نہایت ہی مجبور اور قید تھا تکلیفوں اور مصیبتوں میں تھا اسے بلائے گا۔ بلا کر بولے گا کہ اے شخص تو نے دنیا میں مجھے کیوں یاد نہیں کیا؟ میں نے دنیا میں تمہیں اپنی یاد کے لئے بھیجا تھا۔وہ غلام بولے گا کہ یا اللہ تو نے مجھے انسان کا غلام بنایا تھا میں ہر وقت کام کرتا رہا ہوں میں تجھے کس طرح یاد کرتا؟ اللہ تعالیٰ یوسف علیہ السلام کو سامنے کر کے بولے گا کہ اس شخص کو دیکھو یہ بچپن میں فروخت ہوا، یہ قید ہوا، اس نے ہر قسم کی مصیبتیں جھیلیں، اس کے مقابلے میں کوئی شخص مجبور غلام نہیں تھا، کوئی مجبور قیدی نہیں تھا لیکن میری یاد سے یہ ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہوا۔تم کیسے کہتے ہو کہ تم مجبور تھے۔تمہارا بہانہ فضول ہے جاؤ! تم دوزخ میں۔ پھر دنیا میں جو بیمار انسان بڑا تکلیف زدہ انسان ہوگا پھر اسے بلائے گا اور بلا کر پوچھے گا کہ اے انسان تو دنیا میں تھا تم نے میرا حکم سن لیا تھا کہ میں نے تمہیں اپنی یاد کے لئے پیدا کیا تھا تم نے مجھے کیوں نہیں یاد کیا؟ وہ انسان بولے گا یا اللہ! میں بیمار تھا مجھے بڑی مصیبتیں تھیں میں اتنا بیمار تھا کہ میں ہل جل نہیں سکتا تھا میں تجھے کس طرح یاد کرتا؟ اللہ تعالیٰ حضرت ایوب علیہ السلام کو سامنے کرے گا کیا تو اس سے زیادہ بیمار تھا؟ اس کا وجود اس کا گوشت تو ہڈیوں سے گل کر گر گیا تھا اس کے گوشت میں کیڑے پڑ گئے تھے لیکن ایک لمحہ کے لئے بھی میری یاد سے غافل نہیں رہا۔تم کس طرح کہتے ہو کہ بیماری نے میری یاد سے غافل کر دیا؟ جاؤ! جہنم میں جاؤ۔ پھر دنیا میں جو سب سے طاقتور بادشاہ گزرا ہے اسے بلائے گا کہ بتا تجھے میں نے کتنی نعمتیں عطا فرمائیں، تجھے میں نے سلطنت عطا فرمائی، بادشاہت عطا فرمائی، دنیا میں تجھے خوشحال کیا اور تو میری یاد سے غافل ہوگیا کیوں میری یاد سے غافل ہوگیا؟ وہ عرض کرے گا یا اللہ! تو نے مجھے شہنشاہ بنایا تھا، میں دن رات لوگوں کے کاموں میں مصروف تھا، مجھے تو ایک لمحہ کے لئے بھی فرصت نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ حضرت سلیمان علیہ السلام کو آگے کرے گا اور فرمائے گا کہ اس شخص کو دیکھو اس شخص کی بادشاہت ہوا پر تھی، دنیا پر تھی، سمندر پر تھی، انسانوں، جنوں اور پرندوں پر بھی تھی یہ تو میری یاد سے ایک

لمحہ کے لئے بھی غافل نہیں رہا۔تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ تمہیں دنیاوی کاموں نے مصروف رکھا ہے اور تم غافل اس لئے رہے ہو تم جھوٹ بولتے ہو یہ بہانے غلط ہیں تم جہنم میں جاؤ۔

سامعین کرام! یہ سب کچھ آپ کے سامنے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ دنیا عارضی ہے۔جتنی بھی مستقل ہم کو معلوم ہوتی ہے یہ شیطان کی طرف سے ایک دھوکا ہے۔حضرت نوح علیہ السلام کی روح قبض کرنے کے لئے جب عزرائیل علیہ السلام آئے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! آپ تو دنیا سے تنگ آ گئے ہوں گے ساڑھے نوسو سال آپ دنیا میں رہے۔انہوں نے فرمایا کہ اگر سچ پوچھتے ہو تو ایک دروازے سے میں داخل ہوا ہوں اور دوسرے دروازے سے نکل رہا ہوں۔ساڑھے نوسو سال کی زندگی کا یہ عالم ہے تو ہماری زندگیوں کا کیا عالم ہے؟ آپ خود ذرا اپنی زندگیوں کا امتحان لے لیں۔اگر پچاس، ساٹھ، بیس، تیس، چالیس سال جتنی زندگی جتنی بھی گزری ہے پانچ منٹ میں وہ ساری فلم ختم ہو جائے گی۔تو وہ زندگی جو ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہے اگر اس کے لئے انسان غافل رہے اور دنیاوی زندگی میں ہی وہ اتنا مصروف رہے تو آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا وہ انسان عقل کی بات کر رہا ہے؟ کوئی اچھی بات کر رہا ہے؟ نہیں۔وہ بہت بری بات کر رہا ہے۔وہ یہ غلطی کس کے لئے کر رہا ہے وہ یہ ساری غلطی اپنے لئے کر رہا ہے۔یہ ظلم وہ اپنے آپ پر کر رہا ہے۔یہ ظلم وہ اپنے آپ پر کیوں کر رہا ہے؟ انسان تو معمولی معمولی بات میں پھنس جاتا ہے اس لئے کہ اس کے دل و دماغ پر پردہ چھا گیا ہے۔شیطان نے اس کو نفسانی خواہشات میں غرق کر کے، اللہ سے غافل کر کے، گنہگار کر کے اس کے دل کو ایسا سیاہ کر دیا ہے کہ نہ اس کی سوچ کام کرتی ہے، نہ اس کا دل کام کرتا ہے، نہ اس کا دماغ کام کرتا ہے اور اسے دنیا ہی دنیا دکھائی دیتی ہے اور کوئی چیز دکھائی ہی نہیں دیتی۔اگر وہ نسبت رسولﷺ کو حاصل کر لے تو اس کے سامنے سے سارے پردے ہٹ جائیں گے اور ہر چیز کی حقیقت اس کے سامنے آ جائے گی۔اسے معلوم ہو جائے گا وہ ساری تاریخ اسے یاد آ جائے گی کہ اللہ کے جن بندوں کی تاریخ قرآن پاک میں موجود ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کی یاد کو اپنایا اور دنیا کو ٹھوکر یں مار کر اللہ کی یاد کو فوقیت دی اور اس میں مصروف رہے دنیا بھی ان کی ہوئی اور آخرت بھی ان کی ہوئی۔جن لوگوں نے دنیا کے لئے آخرت کو چھوڑا اور آخرت کے لئے غفلت برتی دنیا بھی ان کے ہاتھ سے نکل گئی اور آخرت میں تو وہ خود شرمندہ ہوں گے۔

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ کا یہ ہم پر بہت بڑا احسان ہے اور آپ پر بھی بہت بڑا احسان ہے کہ مالک الملک نے ہمیں یہ موقع عطا فرمایا ہے کہ ہم مل کر اللہ تعالیٰ کی یاد کریں اور اس یاد سے اپنے سینوں کو صاف کریں اور سینے صاف کرنے کے بعد نسبت رسولﷺ حاصل کریں۔جب بھی آپ کو یہ دعوت نامہ جائے آپ کو یہ سمجھ ہونی چاہیے کہ ہم اس اللہ کی طرف جا رہے ہیں جو قادرِ مطلق ہے، جس کے ہاتھ میں سب چیز ہے، جس کے اختیار میں سب چیز ہے، جس

کے سامنے ہر چیز موجود ہے، جو آپ کا ہر کام کرنے والا ہے جس کے حکم کے بغیر ایک پتا نہیں ہل سکتا۔ ہم کو فوراً اس کی یاد کے لئے جانا چاہیے۔ ہم اس کی یاد کریں گے وہ ہمیں یاد کرے گا ہم اس کی یاد میں بیٹھیں گے وہ ہماری بگڑی بنائے گا۔ اگر دنیاوی مصروفتیں آپ کے راستے میں سدّ راہ بن رہی ہیں تو معلوم کر لیں کہ یہ شیطان کی طرف سے دھوکا ہے اور ہمارے دلوں پر شیطان چھایا ہوا ہے فوراً استغفار کا وظیفہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ سمجھ عطا فرما دے گا۔

اب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات پاک کے طفیل، اپنی پاک کلام قرآن مجید کے طفیل، اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل ہم کو گزشتہ گناہوں کی معافی عطا فرمائے۔ ہماری توبہ اپنی جناب میں قبول فرمائے۔ ہمارے دل کی تاریکی دور فرما کر نورِ معرفت سے ہمارے قلوب کو منور فرمائے۔ ہماری موت، ہماری حیات، ہماری جان، ہمارا مال، ہمارا ہر قول، ہر فعل اپنی رضا کی خاطر رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی جناب سے اپنی غلامی، اپنی بندگی، اپنی رضا اور اپنا عشق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ حاضرینِ مجلس کی تمام آرزوئیں پوری فرمائے۔ اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفا عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ بے اولادوں کو اولاد عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ محتاجوں کو غنی کرے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام آرزوئیں اور التجائیں پوری فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اور ہماری یہ محبت اپنی رضا کی خاطر قبول رکھے اور ہمیشہ قائم رکھے۔ گورنر صاحب اور سردار اللہ یار خان صاحب ان کی طبیعت خراب تھی مصروف بھی تھے لیکن اس کے باوجود یہاں اللہ کی یاد کے لئے آئے ہیں ان کے لئے خصوصی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو کامل صحت عطا فرمائے۔ خادمین لنگر کے لئے دعا کریں جنہوں نے دن رات لنگر کی جانی و مالی خدمت کی۔ بہت سے لوگ جو پچھلے عرس سے اس عرس تک ہمارے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ فوت ہو گئے ہیں خاص طور پر بریگیڈیر یوسف صاحب جنہوں نے سڑک کے لئے کافی کوشش کی، تکلیف کی، وہ بھی فوت ہو گئے ہیں۔ جہلم کے خلیفہ صاحب صوفی غلام محیّ الدین صاحب وہ فوت ہو گئے ہیں، پھلکوٹ کے خلیفہ صوفی عبدل صاحب تھے وہ فوت ہو گئے ہیں، قریشی صاحب کی بیگم صاحبہ بڑی خدمت گزار تھیں وہ فوت ہو گئیں اور آپ کو معلوم بھی ہو گا کہ میری ہمشیرہ بھی فوت ہو گئیں۔ سب کے لئے دعا کریں۔ خاص طور پر عطا اللہ خان چارسدہ والے کے والد صاحب فوت ہو گئے ہیں ان کے لئے بھی دعا کریں اور دوسرے لوگ اس علاقے کے اور باہر کے سب کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔

اب صلوٰۃ وسلام ہو گا۔ لنگر تیار ہے سب اصحاب لنگر کھا کر جائیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ مجلس کبریٰ

مجلس قرآن خوانی 23 جولائی 1996ء

الحمد لله اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مالک الملک نے اپنی یاد کی توفیق اور موقع عطا فرمایا۔ لاکھوں اور کروڑوں درود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جن کے طفیل مالک الملک نے یہ مہربانی فرمائی۔

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

اَعُوۡذُ بِااللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۚ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡن ﴿آل عمران : 164﴾

''بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھا تا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے''

آپ کو ضرور یاد ہوگا کہ جون کے عرس میں میں نے آپ کے سامنے یہ بیان کیا تھا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ شریف کی تعمیر مکمل کر دی اور اللہ سے ساری نعمتیں مانگ لیں حتیٰ کہ عبادت کے طریقے بھی سیکھ لئے جو ان کی درخواست پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر سکھائے تو اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی کہ

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿البقرة : 129﴾

''اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انھیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت
فرمائے اور انہیں کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرما دے بے شک تو ہی ہے
غالب حکمت والا''

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا سے ایک طرف تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کعبہ بھی موجود ہے، عبادتیں بھی موجود ہیں، سارے جہاں کی نعمتیں بھی موجود ہیں پھر بھی کوئی چیز ضروری ہے جس کی کمی باقی ہے جس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا کر رہے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بغیر سب کچھ نامکمل ہے۔ وہ کیا ہے؟ وہ وہ ہستی ہے جس کے پاس اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت ہو جو شیطان اور نفس کی چالاکیوں سے پاک کر کے سینے اور دل و دماغ کو روشن کر دے، اللہ تعالیٰ کی انفسی اور آفاقی جو نشانیاں ہیں ان سے متعارف کرا دے اور نورِ نبوت سے سینوں کو اس طرح پاک کر دے کہ وہ غبار اور آلودگی جو دنیاوی خواہشات کی وجہ سے اور نفس اور شیطان کی وجہ سے ان کے اندر پیدا ہوتی ہے وہ دور ہو جائے۔ یہ بات تو روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ شروع سے ہی اور ابتدائے آفرینش سے ہی شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اور اتنا قوی دشمن ہے کہ وہ خون کے ساتھ رگوں میں دوڑتا ہے۔ اتنی اس میں طاقت ہے کہ وہ سب سے پہلا حملہ ہی انسان کے نفس پر کرتا ہے اور اسے قابو کر کے اپنی طرف راغب کر لیتا ہے اور جونہی انسان اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو پھر انسان کے دل و دماغ اس طرح سیاہ ہو جاتے ہیں کہ اس میں سوچنے کی طاقت ختم ہو جاتی ہے اور برائی کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔ بری چیز اسے اچھی لگتی ہے ایسا انسان خدا سے غافل ہو جاتا ہے، آداب سے غافل ہو جاتا ہے، عبادات سے متنفر ہو جاتا ہے کاہل اور سست ہو جاتا ہے اور اسے ہر وہ چیز اچھی لگتی ہے جو اللہ سے دور اور گمراہی کی طرف لے جانے والی ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں ایسی طاقت کی ضرورت ہے کہ جو شیطان کی طاقتوں سے ٹکرا کر ان کو پاش پاش کر دے۔ زنگ اور غبار اور ان دنیاوی خواہشات کو جسم سے نکال کر اس کو وہ مکمل انسان بنا دے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کا درجہ عطا فرمایا ہے اور وہ انسان بنا دے جو ہزاروں سجدوں کو چھوڑ کر ایک مالک کے سامنے سجدہ کرے۔ اس مالک کو پہچان لے کہ یہی میرا مالک ہے جو سب کا خالق ہے، یہی مالک ہے جو سب کا رب ہے، یہ رب العلمین ہے جس کی قدرتِ کاملہ کے اختیار میں سب چیز ہے، جو سب کا بادشاہ ہے اور جو سب کچھ کرتا ہے۔

وہ انسان جو اپنے مالک کو اس طرح پہچان لیتا ہے وہی انسان ہوتا ہے پھر اس کی نظر صرف اپنے مالک کی طرف ہوتی ہے اسی مالک الملک کے سامنے سربسجود ہوتا ہے نہ دنیا کا خوف اسے ڈرا سکتا ہے نہ دنیا کا اسے غم ہوتا ہے۔ دنیا کی کوئی خواہش اور دنیا کی کوئی محبت اسے اپنی طرف راغب نہیں کر سکتی۔ یہ مکمل انسان ہوتا ہے جو اپنے مالک کی محبت میں زندگی گزارتا ہے۔ تقویٰ اس کا شعار ہوتا ہے۔ وہ نورِ ہدایت کی مشعل لے کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہوتا ہے۔ اسی طرح زندگی

کا سفر طے کر کے مالک الملک کی رضا حاصل کرتا ہے اور وہاں مالک کی نعمتوں سے مستفیض ہوتا ہے۔

سامعین کرام! دوسرا پہلو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ مالک الملک نے یہ ساری کائنات بنائی ہی اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے ہے یعنی حضور ﷺ کو بھیجنے سے پہلے ہی مالک الملک نے ساری کائنات بنادی۔ زمین کا فرش بنادیا آسمان کی چھت بنادی آسمان کو سورج چاند ستاروں سے مزین کردیا۔ زمین کو تمام ضرورتوں سے مزین کردیا اور مخلوقِ خدا کے لئے ہر ایک چیز کو پورا کردیا۔ ہر کمی کو دور کر کے رکھ دیا اور پھر جب یہ سب تیاری مکمل ہوگئی تو نبی پاک ﷺ کو اس دنیا میں بھیجا اور جب نبی پاک ﷺ کی ذات پاک اس دنیا میں تشریف لائی تو اُس وقت اس ہستیِ پاک نے اس ظلمت کدہ کو اپنے نور سے روشن کردیا، اللہ کے گھر کو صاف کردیا اور مخلوق خدا کے دلوں کو صاف کردیا۔ اس طرح انہیں اپنے مالک وخالق سے ملادیا۔ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ جب میں نے اپنا رسول بھیجا اس سے پہلے یہ سارے لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔ لوگوں کا کیا حال تھا؟ اس مخلوق کا کیا حال تھا؟ وہ شیطان وہ ظالم دشمن اس نے انسان کو اتنا گمراہ کردیا تھا کہ اس کا دل سیاہ، دماغ سیاہ کردیا تھا اور اس کو اتنا ذلیل کردیا تھا کہ باوجود عقل اور شعور رکھنے کے خود اپنے ہاتھوں سے مٹی اور پتھر کے بت بنا کر ان کے سامنے سجدہ کرتا تھا۔ اس کی انا اور غیرت ختم ہوگئی تھی۔ شرم وحیا کے نام کی کوئی چیز باقی نہ تھی۔ رحم وکرم جیسی کوئی چیز نہ تھی۔ محبت کا کوئی نام ونشان نہ تھا۔ نہ خدا سے رشتہ تھا نہ انسان سے رشتہ تھا۔ انسان اپنی خواہشات کے اس قدر شکار تھے کہ اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے دوسرے انسانوں کو کاٹ کھاتے تھے۔ اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے جب بھی انہیں طاقت ملتی تو دوسروں کی آنکھیں نکال لیتے۔ ان کی چمڑیاں ادھیڑ دیتے۔ نبی پاک ﷺ کے آنے سے پہلے انکی بے رحمی اور گمراہی کی یہ حالت تھی۔

اللہ کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ اگر دنیا میں انصاف ہے، اگر دنیا میں شرم وحیا ہے، اگر دنیا میں محبت ہے، اگر دنیا میں انسانیت ہے، اگر دنیا میں کوئی رشتہ ہے، اگر دنیا میں کوئی سچائی ہے تو وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا صدقہ سے ہے۔ حضور ﷺ کے بغیر ساری دنیا گمراہ اور ان ساری نعمتوں سے محروم تھی اور اگر حضور ﷺ کی آمد نہ ہوتی تو یہ دنیا اسی طرح ضلالت اور گمراہی میں رہ کر جنت سے دور ہو کر جہنم میں داخل ہوجاتی۔

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ نے جب اپنے رسول پاک ﷺ کو بھیجا تو کائنات کی ہر چیز خوشی سے جھوم اٹھی، ذرہ ذرہ جھوم اٹھا۔ حتیٰ کہ اللہ کا گھر بھی اس اللہ کے نور کی طرف جھک گیا۔ فارس کے سارے آتش کدے بجھ گئے جہاں شرک ہوتا تھا۔ وہ اڈے جہاں خدا کے بغیر آگ کی پرستش کی جاتی تھی وہ سارے کے سارے بجھ گئے اور ختم ہوگئے۔ کِسریٰ کے محلوں کے کنگرے جو تکبر اور غرور کے علم بردار تھے وہ بھی گر گئے۔ کیا ہوگیا؟ مالک الملک کے رحم وکرم اور

اس کی مہربانیوں کے خزانے اس کی مخلوق کے سامنے کھل گئے اور ساری مخلوق ہدایت کے راستے پر آ گئی تو کیا ہوا؟ کس کو فائدہ پہنچا؟ نبی پاکﷺ کی آمد سارے عالمین کے لئے رحمت تھی لیکن فائدہ صرف ان کو پہنچا جنہوں نے اس رحمت سے اس سراجِ منیر سے نسبت قائم کی۔ کون نہیں سمجھتا کہ اگر پاور ہاؤس اپنی پوری آب وتاب سے چلتا رہے بلب میں روشنی نہیں آئے گی جب تک بلب کا کنکشن اس پاور ہاؤس سے صحیح طور پر قائم نہ ہو۔

نبی پاکﷺ کی رحمت سارے جہان کے لئے تھی لیکن صرف انہی کو فائدہ ہوا جنہوں نے نسبت قائم کی اور اس نسبت کی ہی تعلیم وہ نبی پاکﷺ کے غلام ہمیشہ حضور سے لیکر آج تک مخلوق کو دیتے آ رہے ہیں۔ غور سے سمجھو کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اس مخلوق کو پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ اس مخلوق کا رب ہے اس مخلوق کی ربوبیت فرماتا ہے اور ایسی ربوبیت فرماتا ہے کہ ہر ضرورت کو پورا فرماتا ہے۔ اس لئے انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہدایت ہے اس کا بھی مالک الملک نے پورا انتظام فرمایا۔ وہ انتظام اس کے رسولوں کی جماعت ہے جو آدم علیہ السلام سے لیکر نبی پاکﷺ تک نوری مشعلیں ہدایت کی مشعلیں لے کر مخلوق کے پاس آتی رہیں۔ وہ کیا روشنی لے کر آئیں؟ وہ کیا مشعل لے کر آئیں؟ صرف ایک ہی تعلیم تھی وہ کیا تھی؟ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** خدا کے بغیر کوئی معبود نہیں۔ خدا کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ خدا کے بغیر کوئی سجدے کے قابل نہیں۔ وہی ایک ہی معبود ہے۔ وہی ایک وحدہ لاشریک ہے جو سب کا مالک ہے، جو سب کا خالق ہے، جو سب کا رب ہے، جس نے پیدا کیا، جو زندہ کرے گا اور جس کے سامنے سب نے پیش ہونا ہے۔ یہی ایک تعلیم تھی جو آدم صفی اللہ علیہ السلام لیکر آئے اور یہی وہ تعلیم تھی جسے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بتایا۔ جسے موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے بتایا۔ جسے عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے بتایا۔ یہی وہ تعلیم ہے جسے حضرت محمد مصطفیﷺ نے مکمل کیا۔

اب چونکہ نبی پاکﷺ کے بعد نبوت ختم ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کو جاری رکھنے کے لئے حضورﷺ کے غلاموں کو اس کام کے لئے مامور فرمایا کہ وہ اپنی اس ہدایت کو جو حضورﷺ لے کر آئے اور مخلوق خدا کو دیتے رہے۔ انہوں نے کیا ہدایت دی؟ انہوں نے ایک ہی ہدایت دی جو حضورﷺ کے غلامان دیتے چلے آئے ہیں۔ دیکھو اگر اللہ کا دین سمجھنا چاہتے ہو، اگر اللہ کے دین پر قائم رہنا چاہتے ہو تو اللہ کے اس روشن کرنے والے چراغ سے نسبت قائم کرو جس سے تمہارے دل ودماغ روشن ہو جائیں اور تم شیطان اور نفس کی چالاکیوں سے بچ کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہوسکو۔ یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اس دنیا میں آئے تو صرف ایک ہی تعلیم دیتے رہے کہ نسبت رسولﷺ حاصل کرو۔ حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ اس دنیا میں آئے تو ایک ہی تعلیم دیتے رہے کہ نسبت رسولﷺ قائم کرو۔ اگر خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ اس دنیا میں آئے تو ایک ہی تعلیم دیتے رہے کہ

نسبت رسولﷺ قائم کرو۔ اگر حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ اس دنیا میں آئے تو ایک ہی تعلیم دیتے رہے کہ نسبت رسولﷺ قائم کرو۔ لوگو! نسبت رسولﷺ قائم کرو گے تو تب تمہارا دل و دماغ روشن ہو گا۔ کیونکہ خدا نے اعلان فرما دیا ہے کہ جہاں رسول خداﷺ کو ترغیب و ترہیب سے اللہ کے راستے پر بلانے کے لئے بھیجا گیا ہے وہاں روشن کرنے والا چراغ بھی بنا کر بھیجا گیا ہے تو کیا ہوا جنہوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ذریعے نسبت رسولﷺ حاصل کی انہوں نے قادری کہلانا شروع کر دیا، جنہوں نے حضرت بہاؤ الدین نقشبندؒ کے ذریعے نسبت رسولﷺ حاصل کی انہوں نے نقشبندی کہلانا شروع کر دیا، جنہوں نے حضرت خواجہ معین الدینؒ کے ذریعے نسبت رسولﷺ حاصل کی انہوں نے چشتی کہلانا شروع کر دیا اور جنہوں نے حضرت شہاب الدینؒ کے ذریعے نسبت رسولﷺ حاصل کی انہوں نے اپنے آپ کو سہروردی کہلانا شروع کر دیا یعنی سب کے سب انہی حضرات سے نسبت رسولﷺ حاصل کر کے اسی راہ پر گامزن تھے۔ لیکن شیطان جو شروع سے اپنے کام میں مصروف ہے وہ اب بھی غافل نہیں تھا وہ اب بھی مصروف تھا اس نے لوگوں کے دلوں میں یہ بات بٹھا دی جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی توحید بتانے کے لئے آئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا ہی بنا دیا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو موسیٰ نے بتایا کہ اللہ وحدہ لاشریک، مالک و خالق ہے لیکن اس قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا دیا اور وہ یہودی ہو گئے اور وہ عیسائی ہو گئے۔ سب الگ الگ مذہب ہو گئے حالانکہ جس طرح میں نے پہلے کہا کہ صرف ایک ہی مذہب ہے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** لیکن شیطان نے ان کے دلوں میں ایسا تفرقہ ڈالا کہ وہ کئی قسم کے مذاہب اپنی مرضی سے بنا کر بیٹھ گئے اور گمراہ ہو گئے اور حقیقت سے دور ہو گئے۔ اسی طرح وہ لوگ وہ رسول اللہﷺ کے غلام جنہوں نے نبی پاکﷺ کی نسبت کی تعلیم دی ان کے ماننے والوں کے دلوں پر بھی شیطان نے قبضہ کر لیا اور انہیں یہ بات بھلا دی کہ یہ طریقہ تو نسبت حاصل کرنے کے لئے ہے جو اصل منزل ہے اور اصلی مقصود تو نسبت رسولﷺ ہے۔ نسبت رسولﷺ تو ان کو یاد ہی نہ رہی کوئی چشتی بن بیٹھا، کوئی نقشبندی بن بیٹھا، کوئی قادری بن بیٹھا، کوئی سہروردی بن بیٹھا اور اسی کو مقصودِ بالذات سمجھ لیا۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ وہ ایک دوسرے کے مخالف بن بیٹھے۔ اپنے اپنے مذاہب بنا لئے اور اس طرح لوگوں کے دماغ میں شیطان نے باہمی مغائرت کا ایک مرض پیدا کر دیا۔

ہمارے مرشد غوث المعظم حضرت پیر **نظیر احمد** رحمتہ اللہ علیہ نے مخلوق کی اس بیماری کی تشخیص کر لی اور ساری مخلوق کو گواہ کر کے بتایا کہ لوگو! اگر اللہ کے راستے پر رہنا چاہتے ہو، اگر صراطِ مستقیم کو سمجھنا چاہتے ہو اور اس پر چلنا چاہتے ہو تو نسبت رسولﷺ حاصل کرو، نسبت رسولﷺ قائم کرو اور اپنے آپ کو سن گیارہ ہجری میں سمجھو اور

رسول اللہ ﷺ سے اپنا تعلق رکھو تا کہ شیطان کے ان حملوں اور امراض سے بچ کر اپنا سفر سلامتی سے جاری رکھ سکو اور خدا سے جا کر مل سکو۔

حضرت **پیر نظیر احمد** ؒ نے لاکھوں انسانوں کے قلوب منور فرمائے اور راہِ حق پر بلایا اور سلامتی سے صراطِ مستقیم پر چلایا۔ لیکن اعلیٰ حضرتؒ کو بھی وہی سمجھ سکا ان کی شان کو بھی وہی سمجھ سکا جس نے نسبت رسول ﷺ حاصل کی۔ جس نے نسبت رسول ﷺ حاصل نہ کی وہ اعلیٰ حضرتؒ کے پاس بیٹھا بھی رہا، رشتہ دار بھی رہا، تعلقات بھی رہے، پڑوسی بھی رہا لیکن اعلیٰ حضرتؒ کی تعلیم سے ناواقف ہو کر گمراہی کے گڑھے میں گرتا گیا اور اپنی بدبختی میں اضافہ ہی کرتا گیا۔ جن لوگوں نے حضورؒ سے نسبت قائم کی ان کو یہ معلوم ہوا کہ حضورؒ کو اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کی بدولت کتنا بلند مرتبہ عطا فرمایا۔ میں آپ کو ان کے ایک مخلص خادم کا ایک چھوٹا سا واقعہ سناتا ہوں۔ جس سے آپ یہ معلوم کریں گے کہ حضورؒ کی کیا شان تھی اور حضورؒ سے تعلق رکھنے والوں کو کیا فیض حاصل ہوا۔

حضرت پیر احسن الدینؒ کا واقعہ کئی دفعہ آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں۔ ایک دفعہ یہاں ہی ایک مجمع تھا سارا علاقہ بھرا ہوا تھا۔ حضرت پیر صاحبؒ یہاں موجود تھے۔ ان کی خدمت میں یہاں کھڑے ہو کر پیر احسن الدین نے اپنا واقعہ سنایا کہ میں کس طرح موہڑہ شریف آیا۔ انہوں نے بتایا کہ مجھے شروع ہی سے خواہش تھی کہ میں کسی اللہ والے سے ملوں جو مجھے اللہ کا راستہ دکھائے۔ لیکن جس کے پاس میں جاتا تھا وہ مجھے اللہ کا راستہ نہیں دکھاتا تھا بلکہ دنیا کا راستہ دکھاتا تھا۔ میں مایوس ہو کر پھر دوسرے کے پاس جاتا تھا۔ اسی طرح جب میں حصار میں ڈپٹی کمشنر تھا تو میں ایک مجذوب کے پاس گیا۔ اس نے مجھے کہا بھائی تم جگہ جگہ نہ پھرو۔ آرام سے اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ۔ جب تمہاری عمر 42 سال ہو گی تو تمہاری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہو گی جو ولیوں کا بادشاہ ہو گا اور اس کا ثبوت یہ ہو گا کہ جب تم اس سے ملو گے تو تمہیں رسول اللہ ﷺ کا دیدار ہو گا اور صحابہ کرام کا بھی دیدار ہو گا۔

چنانچہ پیر احسن الدین صاحب کہتے ہیں کہ میں خاموش ہو گیا۔ پھر میں کمشنر بن کر ڈھاکے چلا گیا۔ ایک روز وہاں ایک دعوت تھی۔ اس دعوت میں حضرت پیر سرفراز خاں صاحب جو اعلیٰ حضرت پیر صاحب کے رئیس الخلفا تھے ان کو دیکھا۔ جو بڑے ہی خوبصورت اور ان کے چہرے سے نور ٹپک رہا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد میں ان کے پاس گیا اور جا کر میں نے انہیں اپنی پریشانی کے متعلق بتایا کہ مجھے اللہ کے راستے کی تلاش ہے آپ کے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ضرور کسی اللہ والے سے تعلق رکھتے ہیں کیا آپ میری رہنمائی کر سکتے ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ ضرور کر سکتا ہوں اور میں خود بھی بہت پریشان رہا اور بڑا عرصہ پریشان رہا اور سارے ہندوستان اور پاکستان سے مایوس ہو کر میں اُس جگہ چلا گیا جو شفا خانہ ہے یعنی مدینہ شریف چلا گیا۔ ریاض الجنۃ میں رو کر میں نے عرض کی کہ اے باری تعالیٰ تیرا کون سا راستہ ہے

جس پر چل کر میں تیری رضا حاصل کروں میرے دل میں تڑپ ہے لیکن جسے میں رہبر سمجھتا ہوں وہی مجھے رہزن دکھائی دیتا ہے۔ وہاں روتے روتے میری آنکھ لگ گئی اور میں نے سامنے دیوار پر لکھا دیکھا ''پیر **نظیر احمد** کے پاس موہڑہ شریف جاؤ''۔ تین دن تک میں روتا رہا۔ تین دن تک مجھے یہی دکھائی دیتا رہا۔ چنانچہ میں موہڑہ شریف حاضر ہوا اور موہڑہ شریف حاضر ہو کر میری پیاس بجھ گئی۔ میں اعلیٰ حضرت پیر صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے نسبت رسولﷺ سے منور فرمایا۔ پیر صاحب کی ایک لمبی داستان ہے جسے میں کسی اور موقع پر بیان کروں گا اب وقت نہیں۔ تو حاجی صاحب نے پیر احسن الدین صاحب کو کہا کہ اگر چاہتے ہو سیدھے راستے پر چلنا تو سیدھا موہڑہ شریف چلے جاؤ۔ پیر احسن الدین صاحب نے وہاں سے چھٹی لی اور سیدھا موہڑہ شریف آ گئے۔

پیر احسن الدین صاحب کہتے ہیں کہ کلڈنہ سے راستے میں ہی تھا کہ راستے میں ایک شخص مجھے ملا کہ آپ ڈھاکہ بنگال سے آئے ہیں؟ انہوں نے کہا، ہاں۔ اس شخص نے بتایا کہ پیر صاحب نے فرمایا ہے کہ جاؤ ایک نازک جیسا آدمی ڈھاکہ سے آ رہا ہے اسے کوئی تکلیف نہ ہو۔ اس وقت کلڈنے سے چھ سات میل پیدل آنا ہوتا تھا۔ چنانچہ وہ شخص میرے ساتھ ہو گیا اور جا کر حضرت پیر صاحب کے سامنے پیش کیا۔ حضرت پیر صاحب کے سامنے میں بیٹھا۔ حضرت پیر صاحب نے پوچھا کیوں آئے ہو؟ میں نے اپنی سرگزشت عرض کی۔ حضرت پیر صاحب نے کچھ ملفوظات فرمائے۔ اس دوران میں بے ہوش ہو گیا اور اس بے ہوشی میں میں نے دیکھا کہ دربار رسولﷺ ہے حضورﷺ تشریف فرما ہیں اور چاروں طرف صحابہ کرامؓ بیٹھے ہوئے ہیں۔ دیدار کے مزے لیتا رہا۔ اس بے ہوشی میں رہا۔ حضرت پیر صاحب ملفوظات فرماتے رہے۔ پھر مجھے حکم دیا کہ جاؤ اس کمرے میں جا کر کھانا کھاؤ۔ آواز سن کر مجھے ہوش آیا تو دیکھتا ہوں کہ دربار شریف میں حضرت پیر صاحب بیٹھے ہیں اور کوئی آدمی نہیں۔ میں اُٹھ کر ساتھ والے کمرے میں جا کر بیٹھا۔ خادم آیا اس نے کھانا چنا۔ میں اپنے اسی خیال میں تھا جو عجیب قسم کا تھا۔ مجھے اس درویش کی بات یاد آ گئی چنانچہ میں نے اپنی عمر کا حساب کیا تو پورے 42 سال اور وہی ثبوت ہوا کہ حضورﷺ کا بھی دیدار ہوا اور صحابہ کرامؓ کا بھی دیدار ہوا۔

یہ نسبت رسولﷺ کی برکتیں ہیں۔ جو نسبت رسولﷺ چاہنے والا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کبھی گمراہ نہیں ہونے دیتا اور اسے ضرور اپنے رستے پر لاتا ہے وہ کہیں بھی ہو مشرق میں ہو مغرب میں ہو جہاں کہیں بھی ہو اسے اللہ تعالیٰ ضرور اپنے رستے پر لاتا ہے اور جو لوگ نسبت رسولﷺ حاصل کر لیتے ہیں اس نعمت کی عظمت کو صرف وہی لوگ پہچان سکتے ہیں۔ زبان سے آدمی پہچان نہیں سکتا بیان نہیں کر سکتا۔ پیر احسن الدین صاحب کا آخری خط میرے پاس موجود ہے جو بہت باتیں لکھنے کے بعد آخر میں انہوں نے ایک شعر لکھا اور وہ شعر یہ تھا کہ

جزاک اللہ چشمم باز کر دی
مرا بہ جانِ جہاں ہمراز کر دی

''خدا آپ کے رتبوں کو بہت بلند کرے کہ آپ نے نسبت رسولﷺ سے میرے دماغ کو روشن کر دیا اور جانِ جہاں سے میری نسبت قائم کر دی'' یعنی ان کو معلوم تھا کہ اس نسبت رسولﷺ کی بدولت ان کو کتنی بڑی عزت اور عظمت ملی۔

سامعین کرام! یہ اچھے طریقے سے سمجھ لیں کہ نسبت رسولﷺ ہی انسان کی سلامتی کی ضامن ہے اگر نسبت رسولﷺ نہ ہو تو یہ غلط خیال کوئی شخص دل میں نہ لائے کہ وہ حاجی ہے، وہ عابد ہے، وہ روزے رکھنے والا ہے، وہ بڑی محنتیں کرنے والا ہے۔ نہیں، نہیں، اس کا ایمان سلامت نہیں رہ سکتا جب تک نسبت رسولﷺ حاصل نہ ہو۔ کیونکہ انسان نہیں سمجھ سکتا کہ کونسی بات شیطان کی طرف سے ہے اور کونسا حملہ شیطان کی طرف سے ہے اور کونسی بات شیطان کے پیروکاروں کی طرف سے ہے۔ اگر صحیح راستہ معلوم کر سکتا ہے تو صرف نسبت رسولﷺ سے، جب دماغ روشن ہو جائے۔ حضرت شافی بن مالکؒ راوی ہیں کہ میں مدینہ پاک گیا۔ میں نے دیکھا کہ مسجدِ نبوی میں ایک کونے میں کوئی آدمی وعظ کر رہا ہے۔ بہت سے لوگ جمع ہیں۔ میں نزدیک چلا گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت ابو ہریرہؓ درسِ حدیث دے رہے ہیں اور بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے سن رہے ہیں اور مستفیض ہو رہے ہیں۔ میں بھی بیٹھ گیا جب انہوں نے حدیث کا درس ختم کیا اور سب لوگ چلے گئے تو میں ان کے پاس گیا اور میں نے کہا ابو ہریرہؓ! آپ کو اُس اللہ کی قسم جس نے آپ کو پیدا فرمایا ہے جس کے قبضۂ قدرت میں آپ کی جان ہے آپ صرف مجھے ایک حدیث وہ سنائیں جو رسول اللہﷺ کے منہ مبارک سے آپ نے خود سنی ہو۔ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ آؤ میں تمہیں ضرور وہ حدیث سناؤں گا جو میں نے رسول پاکﷺ سے سنی اور رسول پاکﷺ کے گھر میں سنی اور صرف میں اور رسول پاکﷺ تھے۔ یہ فرما کر حضرت ابو ہریرہؓ بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو پھر فرمایا کہ قیامت کا دن ہو گا اللہ تعالیٰ عرش اعظم سے اس دنیا پر جلوہ افروز ہوں گے ساری مخلوق گھٹنوں کے بل متوجہ ہو گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کو طلب فرمائے گا۔ ایک قرآن کا عالم، ایک شہید اور ایک سخی جو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والا ہے۔ ان کو اپنے پاس بلا کر جو عالم ہو گا جو قاری قرآن ہو گا اس کو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے قرآن پاک جو بہت بڑی عظمت والی کتاب ہے جس کے متعلق میں نے یہ فرما دیا تھا کہ اگر اسے پہاڑوں پر نازل فرمایا جائے تو پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں اس کتاب کا علم میں نے تم کو دیا بتاؤ تم نے کیا کام کیا؟ تو وہ عرض کرے گا یا اللہ میں نے قرآن کو حفظ کیا، میں نے قرآن کو سمجھا اور پڑھا اور میں نے ہزاروں لوگوں کو قرآن پڑھایا ہے اور اس طرح میں نے قرآنی حق ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے اور تو جھوٹ بولتا ہے

فرشتوں کی ایک جماعت بولے گی کہ تو جھوٹا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے تو قرآن پاک اس لئے پڑھا اور یہ علم اس لئے حاصل کیا کہ لوگ تجھے بہت بڑا عالم کہیں اور تیری بہت بڑی عزت ہو اور تو بڑا آدمی بن جائے۔ چنانچہ لوگوں نے تیری عزت بھی کر لی تو معتبر آدمی بھی ہو گیا اور تجھے دنیاوی فائدہ بھی ہو گیا۔ تو نے میری رضا کے لئے یہ علم نہیں پڑھا اور نہ میری رضا کے لئے تو نے کسی کو پڑھایا۔ پھر اللہ تعالیٰ شہید کو بلائے گا۔ تو نے اپنی جان کیوں دی؟ وہ شہید عرض کرے گا یا باری تعالیٰ! تیرا حکم تھا کہ میرے راستے میں شہادت اختیار کرو۔ تیرے راستے میں میں نے جہاد کیا تیرے راستے میں میں نے لوگوں کو قتل کیا اور تیرے راستے میں میں نے آخر اپنی جان بھی دے دی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے اور تو جھوٹ بولتا ہے فرشتوں کی ایک جماعت بولے گی تو جھوٹا ہے اور تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے جہاد تو اس لئے کیا کہ لوگ تجھے بہت بڑا بہادر سمجھیں تیری بہت بڑی عزت ہو جائے۔ چنانچہ تو اسی راستے میں مر گیا تیری بہت بڑی عزت بھی ہو گئی لوگوں نے تجھے بہادر بھی کہہ دیا لوگوں نے تجھے شہید بھی کہہ دیا تیرا حصہ ختم ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو بلائے گا جو دنیا میں دولت مند گزرا ہے کہ تم کو میں نے اتنی دولت دی تم نے کیا کیا؟ وہ بولے گا یا اللہ تو نے مجھے دولت عطا فرمائی تیرے راستے میں میں نے لاکھوں لوگوں پر بڑی فیاضی اور بڑی سخاوت سے خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے اور تو جھوٹ بولتا ہے۔ فرشتوں کی جماعت بولے گی تو جھوٹا ہے اور تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے دولت اس لئے خرچ نہیں کی کہ میں راضی ہو جاؤں تو نے دولت اس لئے خرچ کی کہ لوگ تجھے سخی بولیں تیری عزت کریں تیرا احترام کریں۔ لوگوں نے تجھے سخی بھی بولا، تیرا احترام اور عزت بھی ہو گئی تو اس قابل نہیں کہ آج تجھے حصہ دیا جائے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ یہ فرمانے کے بعد نبی پاک ﷺ نے میرے گھٹنے پر زور سے ہاتھ مارا اور فرمایا ابو ہریرہ! سمجھو سب سے پہلے یہی تین آدمی جہنم میں جائیں گے۔

سامعین کرام! اس بات کا اندازہ لگائیں دنیا میں سب سے بڑے اور اچھے جو کام ہیں آپ نے علماء سے سنے ہیں یا اب سن لیں یا علماء سے پوچھ لیں یہی تینوں کام سب سے بڑے کام ہیں۔ سب سے پہلا کام یہی ہے کہ علم کا پڑھنا اور علم کا پڑھانا قرآن کریم کا پڑھنا اور قرآن کریم کا پڑھانا، دوسرا سب سے بڑا کام یہی ہے کہ جہاد کرنا، اللہ کے راستے میں لوگوں کو قتل کرنا اور خود قتل ہو جانا اور شہید ہو جانا اور تیسرا سب سے بڑا بھی یہی کام ہے کہ اللہ کے راستے میں سخاوت کرنا اور اپنی دولت کو خرچ کر دینا۔ یہی تین آدمی ہیں جو حدیث پاک کی رو سے تینوں کے تینوں سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے۔ تو پھر کیا بات ہے کیا چیز ہے جو ان کو جہنم میں لے گئی اور جہنم سے بچا کر راہِ راست پر نہ لا سکی۔ اگر سوچیں تو یہی ایک بات ہے کہ نسبت رسولی ﷺ ان میں نہیں تھی۔ اگر نسبت رسولی ﷺ سے ان کے دل و دماغ روشن ہوتے تو ان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ دنیا کی عزت کوئی چیز نہیں عزت وہ ہے جو مالک الملک سے خلوصِ نیت سے حاصل ہوتی ہے اگر وہ

اپنے مالک کی رضا کے لئے وہ یہ کام کرتے تو اللہ کے پاس بہت بڑا اجر پاتے۔ وہ اس دنیا سے بھی کامیاب ہو کر جاتے اور وہاں بھی سرخرو اور سرفراز ہوتے۔

آج آپ کو یہاں اس لئے بلایا گیا ہے کہ آج ہمارے اس محسنِ اعظم کے وصال کا دن ہے جس نے ہمیں نسبت رسولﷺ کی یہ عظیم تعلیم دی اور یہ عظیم سبق سکھایا۔ **الحمد لله** اس بار بھی بیس ہزار قرآن پاک کے قریب پڑھے گئے اور یہ قرآن پاک ہم اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ بے شمار کئی کروڑ دفعہ درود شریف اور دوسری سورتیں بھی پڑھی گئی ہیں اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ قبول فرمائے۔

اللہ تعالیٰ اپنی ذات پاک کے طفیل، اپنے پاک کلام قرآن مجید کے طفیل، اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل، اپنے اس غلام اور اس بندے کے طفیل جس نے ساری مخلوق کو نسبت رسولﷺ کی تعلیم دی اور ان کو خالق سے ملایا۔ ہمیں گزشتہ گناہوں سے معافی عطا فرمائے۔ ہماری توبہ اپنی جناب میں قبول فرمائے۔ ہمارے دل کی تاریکی کو دور فرما کر نورِ معرفت سے ہمارے قلوب کو منور فرمائے۔ ہماری موت، ہماری حیات، ہماری جان، ہمارا مال، ہمارا ہر قول، ہر فعل اپنی رضا کی خاطر ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی جناب سے اپنی غلامی، اپنی بندگی، اپنی رضا اور اپنا عشق عطا فرمائے۔ نبی پاکﷺ کا صحیح اور سچا غلام بنائے۔ نسبت رسولﷺ میں قائم رکھے نسبت رسولﷺ میں مارے اور نسبت رسولﷺ کے ٹولے میں ہی قیامت کے دن اٹھائے۔ اللہ تعالیٰ حاضرینِ مجلس کی تمام آرزوئیں پوری فرمائے۔ اللہ تعالیٰ بے اولادوں کو اولاد عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفا عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ محتاجوں کو غنی کرے۔ اللہ تعالیٰ حاضرین مجلس کی تمام آرزوئیں پوری فرمائے۔ بہت سے لوگ جو اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے ہیں ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے۔ حضرت پیر صاحب کے ایسے عاشق اور اس سلسلے سے ایسے تعلق رکھنے والے جنہوں نے اس لنگر کی جانی و مالی اپنی طاقت سے زیادہ خدمت کی ان کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔

☆

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

(مولانا رومؒ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ مجلس کبریٰ

عرس شریف 8 نومبر 1996ء

الحمد لله اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مالک الملک نے اپنی یاد کی توفیق اور موقع عطا فرمایا۔ لاکھوں اور کروڑوں درود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جن کے طفیل مالک الملک نے یہ مہربانی فرمائی۔

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

اَعُوۡذُ بِااللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا ۙ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیۡرًا ○ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ بِاَنَّ لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ فَضۡلًا کَبِیۡرًا ○ وَلَا تُطِعِ الۡکٰفِرِیۡنَ وَالۡمُنٰفِقِیۡنَ وَدَعۡ اَذٰىهُمۡ وَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰهِ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰهِ وَکِیۡلًا

﴿الاحزاب : 48-45﴾

''اے غیب کی خبریں بتانیوالے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔ اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے اور کافروں اور منافقوں کی خوشی نہ کرو اور ان کی ایذا پر درگزر فرماؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ بس ہے کارساز''

آپ کو یاد ہوگا کہ جون کے عرس میں میں نے آپ کے سامنے اللہ کی طرف سے مخلوق کے لئے جو ہدایت ہے اس کا ذکر کیا تھا کیونکہ انسان کی سب سے بڑی ضرورت جو ہے وہ ہدایت ہے اور اللہ تعالیٰ رب العٰلمین ہے اس نے انسان کی ہر ضرورت کو پورا کرنا اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ مالک الملک نے یہ ہدایت پوری کرنے کے لئے انبیاء کو بھیجا اور انہیں کتب سماوی اور نور دے کر بھیجا۔ کتب سماوی سے انہوں نے مخلوق خدا کو احکام اور قانون بتائے اور نورِ الٰہی سے انہوں نے وہ

گندگی، وہ سیاہی اور وہ زنگ جو انسان اور شیطانی خواہشات کے اندر پیدا ہو گیا تھا اور اس نے حقیقت سے جو انہیں بہرا، گونگا اور اندھا کر دیا تھا اس کو دور کیا۔ نبیوں کی یہ جماعت اپنا فرض ادا کرتی رہی اور جس نے اللہ کے رسول کے ساتھ نسبت قائم کی اللہ کے رسول کی غلامی اختیار کی ان کے دل کی سیاہی دور ہو گئی کیونکہ روشن کرنے والے چراغ سے انہیں نور حاصل ہو گیا اور برائی اور اچھائی کے چراغ ان کے سینوں میں روشن ہو گئے۔ پھر نہ انہیں شیطان گمراہ کر سکا نہ انہیں ان کا نفس گمراہ کر سکا اور ہدایت پر چل کر ہی اپنی زندگی کا یہ سفر طے کر کے آقا و مولیٰ سے جا ملے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق ہم اللہ کی بارگاہ میں دن میں پانچ بار یہ دعا کرتے ہیں کہ الہٰ العالمین ہمیں ان لوگوں کا راستہ دکھا جن پر تو نے انعام فرمایا ہے وہ انعام نسبت رسولﷺ ہے جس سے ان کے دل و دماغ روشن ہوئے اور دونوں جہان کے غموں سے وہ آزاد ہوئے اور گمراہی سے وہ محفوظ ہوئے۔ الٰہی ہمیں ان سے بچا جن پر تیرا غضب ہوا اور جو اس نسبت رسولﷺ سے اور رسولوں کے فیض سے محروم ہو کر گمراہ ہوئے اور تیرے عذاب کے حقدار بنے۔

یہ سلسلۂ ہدایت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا۔ انبیاء کرامؑ سے ہوتا ہوا نبی پاکﷺ تک آیا جو روشنی کے آخری مینار ہیں جن کی تعلیم کی روشنی میں تمام راہروان زیست اپنی زندگیاں گزار کر سفر طے کر گئے۔

نبی پاکﷺ نے آ کر دین کو مکمل کیا اور اللہ کے وہ سارے قانون جو انسانیت کے لئے ہیں ان کو مکمل کر دیا۔ جن لوگوں نے حضورﷺ کی غلامی اختیار کی اور نسبت رسولﷺ حاصل کی وہ شیطان اور نفس کی چالاکیوں، ہتھکنڈوں سے بچ کر کامیابی سے زندگی گزار کر اللہ سے جا ملے۔ نبی پاکﷺ کی آمد کوئی خفیہ بات نہ تھی۔ کوئی نئی بات نہ تھی۔ بلکہ ازل سے ہی ساری مخلوق اس سے واقف تھی۔ انسان تھے، جن تھے، ملائک تھے، ہر ایک مخلوق اس حقیقت سے آگاہ تھی۔ آدم علیہ السلام کو جب پیدا فرمایا گیا اور آپ میں روح پھونکی گئی۔ جب پہلی مرتبہ ہی آپ نے آنکھ کھولی تو عرشِ معلّٰی پر آپ نے لکھا ہوا دیکھا **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ** خدا کی بارگاہ میں عرض کی کہ باری تعالیٰ یہ کون سی شخصیت ہیں جس سے تیری اتنی محبت ہے جسے تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا لیا ہے اور اپنے عرشِ عظیم پر لکھ دیا ہے؟ حکم ہوا کہ یہ محمدﷺ ہیں جو آخری رسول ہیں اور آپ کی اولاد سے ہوں گے۔ وقت گزر گیا اور جب آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی اور ندامت سے روتے رہے۔ تین سو سال تک روتے رہے۔ روایت میں ہے کہ ساری دنیا کے آنسو ایک طرف اور حضرت آدم علیہ السلام کے آنسو ایک طرف پھر بھی زیادہ تھے اور آنکھوں سے گڑھے پڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ کو رحم آیا تو مالک الملک نے گزشتہ جو یہ واقعہ تھا یاد کرا دیا۔ یہ یاد ان کو آ گئی تو فوراً اللہ کی بارگاہ میں حضرت محمدﷺ کے طفیل دعا کی کہ الٰہی مجھے اسی پیارے کے طفیل معافی عطا فرما۔ حضرت آدم علیہ السلام کو معافی بھی مل گئی، ابوالبشر بھی بن گئے، ہادیِ اوّل بھی بن گئے، معمارِ کعبہ بھی بن گئے اور اس طرح ساری مخلوق کے لئے ہادی بن کر

ہمارے لئے ہمیشہ کے لئے ہدایت اور رہنما بن گئے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد انبیاء علیہما لسلام کا سلسلہ اسی طرح چلا آ تا رہا ہے اور انبیاء علیہم السلام جتنے بھی تھے وہ مخلوق خدا کو ہدایت دیتے رہے۔ چونکہ شیطان بھی ساتھ ساتھ لگا رہا آدم علیہ السلام سے لیکر مخلوق خدا کو گمراہ کرتا رہا اور انبیاء علیہم السلام مخلوق خدا کو اس گمراہی سے پاک کرتے رہے۔ لیکن ساتھ یہ تعلیم بھی دیتے رہے کہ دیکھو اللہ کا ایک محبوب ہے جو آنے والا ہے اور جس کے طفیل ابوالبشر کو بھی معافی ملی۔ یہ دیکھنا اور یہ احتیاط رکھنا کہ جب بھی وہ آئے، تمہاری زندگی میں آئے تو اس کے فیض سے محروم نہ ہو جانا۔ فوراً اس کے قدموں سے لپٹ کر نسبت رسولﷺ حاصل کر لینا تا کہ تم اللہ کے نور سے اس قابل ہو جاؤ کہ برائی اور اچھائی میں تمیز کر سکو۔ تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ شیطان کیا کہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کیا کہتا ہے اور تمہیں شیطان کی تعلیم سے نفرت اور اللہ کی طرف محبت پیدا ہو جائے۔ یہی انبیائے کرام اپنی امتوں کو سبق دیتے رہے یہاں تک کہ یہ فرض حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب انسانیت کا امام بنایا گیا، معمار کعبہ بنایا گیا، تمام قوانین عطا فرمائے گئے تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تاریخ انسانی پر غور کیا تو آپ کو تقدیر انسانی سامنے دکھائی گئی کہ انسان کتنا کمزور ہے اور اس کا دشمن شیطان کتنا قوی ہے۔ تو اس وقت اللہ کی بارگاہ میں التجا کی کہ باری تعالیٰ جہاں تو نے اپنے کرم سے سب کچھ عطا فرمایا ہے وہاں وہ طاقت بھی عطا فرما کہ جس کی بدولت یہ شیطان تیری اس مخلوق پر کوئی اپنا اثر نہ ڈال سکے اور یہ تیری مخلوق ہدایت کے ساتھ اس زندگی کا سفر طے کر سکے۔

اس معلمِ انسانیت، اس حکیم انسانیت اور اس امامِ انسانیت نے اس غرض کے لئے جو اللہ تعالیٰ سے دعا کی وہ دعا یہ تھی:

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِکَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ ط اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ﴿ البقرة : 129﴾

''اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انھیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرما دے بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا''

یہ وہ دعا تھی جس کا میں نے جون کے عرس میں آپ کے سامنے ذکر کیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل و کرم سے موقع عطا فرمایا تو میں نے آپ کے سامنے جولائی میں یہ بات بیان کی تھی کہ مالک الملک نے،

رحمٰن الرحیم نے، رب العٰلمین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سن لی اور وہ مطلوبہ شخصیت جو انسان کی رہنمائی کے لئے از حد ضروری ہے جس کے نور سے ہی انسان برائی سے بچ کر ہدایت کی راہ پر چل سکتا ہے وہ عطا فرمائی۔ وہ نبی پاکﷺ کی ذات ہے اور ساتھ ہی اعلان فرما دیا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴿آل عمران : 164﴾

''بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے''

نبی پاکﷺ کی آمد سے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا مخلوقِ خدا گمراہی سے بچ گئی جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا شیطان بھی اپنا کام ساتھ ساتھ کر رہا تھا اور حضورﷺ کی بعثت کے وقت انسانیت کا یہ حال تھا کہ آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے تھے نسبت رسولﷺ سے محروم ہو چکے تھے۔ ایک بات یاد رکھیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو سزا دینا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اس کی عقل کو ختم کر دیتا ہے اگر عقل قائم رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہوتا چنانچہ ان کی عقل پر اتنے پردے پڑ گئے تھے اگر چہ ان میں حکیم بھی تھے، عالم بھی تھے، حاکم بھی تھے، بڑے بڑے لوگ بھی تھے اور ایسے لوگ بھی تھے کہ ان کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے تھے وہ حقیقت کو بھول کر اپنے ہاتھوں سے تانبے، پتھر اور مٹی کے بت بنا کر ان کے سامنے سجدے کرتے تھے اور اس خالق و مالک کو بھول گئے تھے جس نے سب کچھ عطا فرمایا تھا۔

اس گمراہی کی وجہ سے آنکھوں اور عقل پر پردے پڑنے کی وجہ سے ان کی حالت اتنی ذلیل ہو گئی تھی کہ انسانیت کو اتنا ذلیل کر دیا تھا کہ غیرت اور حمیت نام کی کوئی چیز نہ رہی تھی۔ ہر طرف ظلم اور تعدی کا دور دورہ تھا، بے حیائی ہی بے حیائی تھی، گندگی اور برائی کے سمندر میں لوگ ڈوبے ہوئے تھے۔

نبی پاکﷺ تشریف لائے تو آپﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ صفتیں عطا فرما کر مبعوث فرمایا اور مخلوق خدا کو ہدایت فرمائی۔ جو میں نے آپ کے سامنے اس موقع پر اللہ کا ارشاد بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پاکﷺ کو اپنی مخلوق کی طرف بھیجا تو نبی پاکﷺ کی ذمہ داریاں بھی گنوا دیں۔ کہ اے نبیﷺ میں نے آپ کو اپنی مخلوق کی طرف بھیجا ہے ایسے وقت میں اور ایسے ماحول میں آپ کو خالی نہیں بھیج دیا آپ کے ذمے کچھ فرائض ہیں۔ آپ کو گواہ بنا کر بھیجا ہے،

آپ کو خوشخبری سنانے والا بنا کر بھیجا ہے، ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، اپنے راستے پر بلانے والا بنا کر بھیجا ہے اور روشن کرنے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

تھی تو یہ ذمہ داریاں جو اللہ تعالیٰ نے گنوائیں لیکن دراصل حضور ﷺ کی صفات تھیں جو مخلوق کی عقل اور آنکھوں کو کھولنے کے لئے تھیں۔ مثال کے طور پر ''شاہد'' کی ذمہ داری لے لیں۔ گواہ، دنیا کا ہر قانون گواہ اسی کو تسلیم کرتا ہے جو مقدمے سے اچھی طرح واقف ہو۔ اب گواہ کس وقت کے لئے؟ کس کا گواہ بنا کر بھیجا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر حضور ﷺ کی اس طاقت کو محدود نہیں فرمایا ہمیشہ کے لئے شاہد بنا کر بھیجا ہے۔ ازل سے ابد تک۔ انبیاء پر بھی گواہ، قوموں پر بھی گواہ، اپنی امت پر بھی گواہ، سارے ملائک پر بھی گواہ، ساری مخلوق پر بھی گواہ یعنی معلوم ہوا کہ تمام کائنات ازل سے ابد تک جو ہے وہ کفِ دست کی طرح حضور ﷺ کے سامنے موجود ہے۔ ایسی شخصیت کے زورِ بازو کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ وہ نامعقول جو اپنی جیب سے بھی بے خبر ہیں کہ ان کی جیب میں کیا ہے؟ اندازہ تو لگائیں۔

دوسری ذمہ داری دوسری صفت کا اندازہ لگائیں کہ آپ کو ''خوشخبری سنانے والا'' بنا کر بھیجا گیا ہے۔ کس بات کی خوشخبری؟ کس کو خوشخبری؟ یعنی دنیا میں جتنی بھی مالک کی عطا ہے وہ آپ کے ذریعہ سے ہے۔ آپ نے ہی خوشخبری دینی ہے۔ آپ نے ہی حکم عطا فرمانا ہے۔ خواہ وہ آدم علیہ السلام کا وقت ہے خواہ وہ موجودہ وقت ہے یا قیامت تک کا وقت ہے۔ جو خوشی کی بات مالک کی طرف سے ہے، جو عطا مالک کی طرف سے ہے، اس کی خبر نبی پاک ﷺ نے ہی دینی ہے۔ کسی اَور نے نہیں دینی۔ کسی کو نہیں پتا۔

اب تیسری بات پر آ جائیں یعنی ''ڈرانے والا''۔ کیوں ڈرانے والا؟ کس وقت ڈرانے والا؟ معلوم یہ ہوا کہ جس کو بھی اللہ کی طرف سے سزا ہو گی یہ حضور ﷺ کے حکم سے ہو گی اور حضور ﷺ کے علم سے ہو گی۔ جسے معافی عطا فرما دیں گے اسے کوئی سزا نہیں ہو گی۔ سزا اسی کو ہو گی جسے حضور ﷺ فرمائیں گے کہ تمہارے لئے یہ سزا ہے۔ یہ تو قرآن کہتا ہے۔

اب چوتھی صفت کی طرف آئیں ''اللہ کی طرف بلانے والا''۔ کس کو بلانے والا؟ کب بلانے والا؟ ہمیشہ کے لئے بلانے والا، اللہ کی طرف بلانے والا۔ بلانے والے تو اللہ کے سارے رسول بھی آئے، بلانے والے تو رسول ﷺ کے غلام بھی آئے۔ معلوم ہوا کہ جو بھی اللہ کی طرف بلائے گا اس کے دل و دماغ میں محمد ﷺ کا نورِ ہدایت ودیعت کیا جاتا رہا ہے اور وہی نور ازل سے ابد تک حاوی رہے گا۔

پانچویں بات کہ آپ کو ''روشنی کا چراغ'' بنا کر بھیجا گیا ہے تو معلوم یہ ہوا کہ روشنی ہے ہی آپ کی وجہ سے۔

خواہ مخلوق کے سینے کی ہے، خواہ آفتاب کی ہے یعنی اگر آفتاب عالم تاب ہے تو حضورﷺ کے نور کی وجہ سے، اگر بدر مستنیر ہے تو یہ بھی حضورﷺ کے نور کی وجہ سے اور اگر سیارے مستنیر ہیں تو بھی حضورﷺ کے نور کی وجہ سے۔ اگر کوئی روشنی دنیا میں ہے تو وہ بھی حضورﷺ کے نور کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرما دیا کہ سارا نور ہی حضورﷺ کے سینے میں رکھ دیا گیا۔ انبیاء بھی یہیں سے نور لیتے رہے، امم بھی یہیں سے نور لیتی رہیں اور آخری امت بھی یہیں سے نور لیتی رہے گی۔ وہ نور ہے جسے حاصل کرنے کے بعد انسان صحیح راستے پر چل سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضورﷺ کی یہ صفات گنوانے کے بعد اب مخلوق کو مخاطب فرما رہا ہے کہ مخلوق کو کیا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ احسان فرما دیا کہ اپنے محبوب کو اتنی بڑی صفتیں عطا فرما کر، اتنی بڑی دولتیں عطا فرما کر، دنیا میں اپنی مخلوق کی طرف بھیج دیا۔ اب مخلوق کو کیا کرنا چاہیے؟ حکم ہوا نبی پاکﷺ کو یہ یاد رکھیں کہ اللہ جو کچھ بھی عطا کرتا ہے، جو کچھ بھی فرماتا ہے وہ اپنے محبوب کی زبان سے ہی فرماتا ہے۔ خود براہِ راست کسی کو نہیں فرماتا۔ اور فرما رہا ہے کہ ان لوگوں کو جو آپﷺ کی غلامی میں ہیں جنہوں نے نسبت رسولﷺ حاصل کر لی ہے، جو مومن بن گئے ہیں، انہیں آپ خوشخبری سنائیں کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا فضل، بڑی مہربانی اتنی کہ انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں۔ اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے محدود نہیں کیا۔ حضورﷺ کے غلام جسے نسبت رسولﷺ حاصل ہوتی ہے سارے فضائل، ساری مہربانیاں، اللہ تعالیٰ کی ساری عطائیں اس کے لئے ہیں۔ پھر اس کو کیا کرنا چاہیے؟ اللہ تعالیٰ اس کو تنبیہہ کر رہا ہے کہ اے وہ شخص جو میرے محبوب کا غلام بن گیا ہے جسے میں نے سب کچھ عطا کر دیا ہے اب ہوش سنبھالو عقل سے کام لو۔ اب تو دنیاداروں سے ڈرتا ہے۔ اب تو کافروں سے ڈرتا ہے۔ اب تو منافقوں سے ڈرتا ہے۔ اب کوئی تکلیف ہے تو گھبراتا ہے۔ خبردار تیرا کارساز تو میں بن گیا ہوں۔ تیرا مالک تو میں ہوں، تیری ساری ضرورتیں تو میں پوری کرتا ہوں۔ میں نے تمہیں دنیا بھی عطا کر دی۔ میں نے تمہیں آخرت بھی عطا کر دی۔ میں نے تمہیں فتح بھی عطا کر دی۔ میں نے تمہیں سب کچھ عطا کر دیا۔ اب تو اسی بات پر قائم رہے۔ مگر ایک بات قائم رکھ کہ پورا توکل اللہ پر رکھ تا کہ حضورﷺ کی غلامی قائم رہے۔

سامعین کرام! اگر دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھی جائے تو یہ بات سمجھنے کیلئے بہت وقت چاہیے۔ ایک بات کو بھی اگر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ حضورﷺ کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر کتنا کرم، کتنی مہربانیاں کیں۔ کسی وقت بھی اپنے محبوب کے غلام کی اداسی، غم کو کبھی برداشت نہیں کیا۔ تاریخی واقعہ ہے کہ نبی پاکﷺ ایک دفعہ تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس صحابہ کرامؓ بیٹھے ہوئے تھے، اکثریت غرباء کی تھی، جن کو کئی کئی دن تک روٹی نہیں ملتی تھی۔ پھٹے ہوئے کپڑے تھے ان کے پاس صرف ایک ہی چادر تن ڈھانپنے کے لئے تھی۔ کافر دیکھ رہے تھے۔

سامنے سے ابوجہل کا قافلہ آیا جو سات گروہ پر مشتمل تھا۔قافلہ شام سے آ رہا تھا اور غلہ سے لدا ہوا تھا۔صحابہ کرامؓ کے دل میں ان کو دیکھ کر اداسی پیدا ہوئی کہ ہمارا کیا حال ہے اور ان لوگوں کا جو خدا کے منکر ہیں کیا حال ہے؟ نبی پاکﷺ نے اپنے غلاموں کے چہرے سے یہ بات معلوم کر لی۔قدرے افسوس ہوا اپنے غلاموں پر کہ یہ اللہ کے ماننے والے کس حالت میں ہیں اور پھر بھی اللہ کی یاد،خوشی اور محبت میں ہیں۔اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے، سات ہزار فرشتے ساتھ لائے اور مومنین کے لئے بہت بڑا تحفہ لیکر آئے کونسا تحفہ لے کر آئے ''سورۃ الفاتحہ'' وہ سورۃ الفاتحہ جس کے متعلق حکم آیا ہے کہ اس کے پڑھنے سے انسان کے کفر اور گمراہی کے تمام قفل اندر سے ٹوٹ جاتے ہیں۔وہ سورۃ الفاتحہ جو پڑھنے سے ہی انسان کو اپنے مالک کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔اپنی کم مائیگی کا احساس دور ہو جاتا ہے۔وہ سورۃ جس کے پڑھنے سے ایسی دعا ہوتی ہے کہ اللہ کی رحمت کی بارش اس پر شروع ہو جاتی ہے۔نبی پاکﷺ نے فرمایا یہ وہ سورت ہے جس کے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام سات ہزار فرشتوں کو ساتھ لائے اور فرمایا کہ آپ کو ابوجہل کے ہر قافلے کے ہر گروہ کے مقابلے میں سات گنا زیادہ دیا گیا ہے۔خبردار کوئی غم نہ کریں۔آپ کو تو دنیا کے خزانے دے دیئے گئے ہیں۔تم اس قافلے کو دیکھ رہے ہو اور افسوس کر رہے ہو۔فرمایا اس سورت کو جو ایک مرتبہ پڑھے گا اسے پورے قرآن پاک کا ثواب ہوگا۔اسے سارے مومنین پر صدقہ اور خیرات کا ثواب ہوگا۔حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی پاکﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب کا ارادہ کرتا ہے تو اس قوم کے بچے جب مکتب میں بیٹھ کر الحمدللہ پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ وہ عذاب 40 سال تک مؤخر کر دیتا ہے۔اتنا بڑا افضل ہے۔فرمایا اس سورت میں سات حرف نہیں ہیں۔

1۔''ث''ثبور کا،بربادی کا	2۔''ز''زقوم کا	3۔''ج''جہنم کا
4۔''خ''خوف کا	5۔''ف''فراق کا	6۔''ش''شقاوت کا
	7۔''ب''بدبختی کا	

اس سورت میں یہ سات حروف نہیں۔جو شخص بھی اس کو تعظیم سے پڑھے گا وہ ایسے سارے احوال سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگا۔

سامعین کرام! یہ اللہ کا ایک فضل ہے جو میں نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوبﷺ ان غلاموں کو بتا دو کہ تم نے اچھا راستہ اختیار کر لیا،میرے محبوب کی غلامی اختیار کر لی،ان سے نسبت قائم کر لی،میرا سارا فضل،میری ساری مہربانیاں تمہارے لئے ہیں۔اس لئے مومنو! نسبت رسولﷺ رکھنے والو! اپنے

گھروں کو چھوڑ کر آنے والو! ان پتھروں اور کانٹوں پر اللہ کو یاد کرنے والو! اپنی تمام ضروریات کو اللہ کے حوالے کر کے یہاں آنے والو! یہ سن لو کہ یہ ساری خوشخبری تمہارے لئے ہے۔ یہ سن لو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے۔ نسبت رسولﷺ حاصل کر چکے ہوتو خدا کے سارے خزانے تمہارے لئے ہیں۔ اگر نسبت رسولﷺ حاصل کر چکے ہو تو یہ دنیا بھی تمہاری ہے اور آخرت بھی تمہاری ہے۔ نسبت رسولﷺ حاصل کر چکے ہو تو اللہ تعالیٰ نے کوئی کمی نہیں کی تمہارے دامن بھر دیئے ہیں دنیا اور آخرت کے، اور یہ حکم ہو گیا ہے اللہ کی طرف سے کہ خبردار کسی تکلیف کی کسی نقصان کی پرواہ مت کرو۔ سینے میں اللہ اور رسول کی نسبت رکھنے والو! یہ سمجھ لو کہ اللہ اور رسولﷺ تمہارے ساتھ ہیں تو کائنات کا ہر ذرہ تمہارے ساتھ ہے۔ یہ آپ کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق بخشی اور آپ کو اس موقع پر اس جگہ میں لایا۔ بظاہر تو آپ سمجھتے ہوں گے کہ آپ نے بہت بڑی قربانی کی۔ تکلیف اٹھائی۔

اللہ کی مشیت یہی ہے کہ اس کی زمین میں نیکیاں اور اچھائیاں پھیلیں اور پھولیں، خیر وفلاح کا دور دورہ ہو، امن وراحت عام ہو، شرافت وانسانیت کا بول بالا ہو، دیانت وامانت کا چلن ہو، برائیاں سر نہ اٹھانے پائیں، ظلم وزیادتی کا نام نہ ہو، ناانصافی اور بیدردی مغلوب ہو اور کذب و بہتان کی گنجائش نہ ہو، اسلام ایسا ہی معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے جس میں نیکی کرنا آسان ہو اور برائی کرنا نہایت مشکل۔

اسلام محض وعظ ونصیحت اور اخلاقی ترغیب پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ وہ مجموعی طور پر نظامِ حیات کو اس طرح ڈھالنا چاہتا ہے کہ انسان کے لئے سیدھے راستے پر چلنا سہل ہو اور صراطِ مستقیم سے بھٹکنا دشوار۔ اس مقصد کے لئے وہ اخلاق وعبادات کے ساتھ معاملات میں بھی رہنمائی کرتا ہے۔ عبادات بھی انسان کو خیر پر قائم رکھنے اور برائیوں سے بچانے کا ذریعہ ہیں۔ عبادت انسان کو مقامِ عبدیت پر قائم رکھتی ہے اور اس کو معبود سے قریب رکھ کر احکامِ الٰہی کا پابند بناتی ہے۔ یہ پابندی انسان کو تمام برائیوں سے روکتی اور محفوظ رکھتی ہے۔ نماز کے لئے فرمایا **اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرْ﴿العنکبوت:45﴾** یعنی نماز بے حیائی اور برائیوں سے باز رکھتی ہے۔

دراصل عبادات بھی مقصود بالذات نہیں ہیں، یہ بھی ایک برتر مقصد کا ذریعہ ہیں، اور وہ مقصد ہے انسان کو اپنے معبود کی رضا کے آگے سرِ تسلیم خم کر دینے کی تربیت دینا۔ جو کام اللہ کی نظر میں پسندیدہ ہیں ان کو اختیار کرنا اور جو اعمال خالق حقیقی کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں ان سے دور رہنا۔ لیکن اگر اللہ کے فضل وکرم کا اندازہ لگاؤ اور اس سے موازنہ کرو تو معلوم ہو جائے گا کہ آپ نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرما دیا۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ نہایت ہی توجہ اور عاجزی سے، خلوص سے، اس مالک سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ توفیق عطا فرمائی ہے اس پر

آپ کو قائم رکھے۔

اللہ تعالیٰ اپنی ذات پاک کے طفیل، اپنی پاک کلام قرآن مجید کے طفیل، اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیﷺ کے طفیل ہم کو گزشتہ گناہوں سے معافی عطا فرمائے۔ ہماری توبہ اپنی جناب میں قبول فرمائے۔ ہمارے دلوں کی تاریکی کو دور فرما کر نورِ معرفت سے ہمارے قلوب کو منور فرمائے۔ ہماری موت، ہماری حیات، ہماری جان، ہمارا مال، ہر قول ہر فعل اپنی رضا کی خاطر ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے ہمیں اپنی رضا اور اپنی غلامی عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ حاضرینِ مجلس کی تمام آرزوئیں پوری فرمائے۔ اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفا عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ محتاجوں کو غنی کرے۔ اللہ تعالیٰ بے اولادوں کو اولاد عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ حاضرین مجلس کی تمام آرزوئیں قبول فرما کر اپنا صحیح اور سچا غلام بنا کر واپس فرمائے۔ بہت سے حضرات جو ہمارے ساتھ محبت اور تعلق رکھنے والے تھے اس دوران فوت ہو گئے ہیں سب کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے۔

خادمین لنگر جنہوں نے دن رات جسمانی و مالی خدمت کی ان سب کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ سب لوگوں کے لئے کھانا تیار ہے۔ کھا کر جائیں۔ اب صلوٰۃ وسلام ہوگا۔

☆

چشمِ اقوامِ عالم یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ رفعنا لک ذکرک دیکھے

(اقبال)

☆

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

(اقبال)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ مجلس کبریٰ

عرس شریف 8 جون 1997ء

الحمد للہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مالک الملک نے اپنی یاد کی توفیق اور موقع عطا فرمایا۔ لاکھوں اور کروڑوں درود حضرت محمد مصطفیٰﷺ پر جن کے طفیل مالک الملک نے یہ مہربانی فرمائی۔

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

اَعُوۡذُ بِااللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ﴿الانبیاء : 107﴾

''اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لئے''

یہ ارشاد پاک رب العالمین کا ہے جو سارے عالمین کا خالق، سارے عالمین کا مالک اور سارے عالمین کا رب ہے۔ یہ ارشادِ پاک اس نے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰﷺ کے لئے فرمایا یعنی کہ جن سارے عالمین کا رب اللہ تعالیٰ ہے ان سارے عالمین کے لئے اللہ کا محبوب محمد مصطفیٰﷺ رحمت ہے۔

سامعین کرام! آپ کو یاد ہوگا کہ گزشتہ اجتماع میں جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہاں جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی تھی تو میں نے آپ کے سامنے یہ بیان کیا تھا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کا رب ہے اس لئے ربوبیت کا تقاضا ہے کہ وہ ساری مخلوق کی ہر ضرورت پوری فرمائے اور انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہدایت ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت بھی انسان کے لئے بھیجی۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو انسان ہدایت کے بغیر انسان نہیں حیوان ہوتا ہے۔ انسان اور درندوں، چرندوں میں امتیازی فرق صرف ہدایت کی وجہ سے ہے اور اگر ہدایت نہ ہو تو سچ تو یہ ہے کہ انسان کی زندگی ہی ناممکن ہے۔ یہ ایک لمبی تفصیل ہے جس کے بیان کا وقت نہیں۔ صرف یہ دیکھ لیں کہ ماں کے پیٹ سے قبر کے پیٹ تک انسان کو ہدایت کی کتنی ضرورت ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح انسان کو عطا فرمائی۔ جونہی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسے

ہدایت ملتی ہے کہ اس نے اپنی ضرورت کا اظہار کس طرح کرنا ہے اور اس ضرورت کو اس نے کس طرح پورا کرنا ہے۔ اسی طرح مالک الملک نے ہر چیز کے لئے ہدایت پیدا فرمائی جس کی تفصیل کے بیان کا وقت نہیں۔ میں صرف وہ بات آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں جو ضروری ہے۔

میں نے آپ کے سامنے یہ بیان کیا تھا کہ ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے قوانین انسان کو عطا فرمائے کہ جن کی پابندی سے انسان سلامتیِ ایمان سے زندگی کا سفر طے کرسکتا ہے، غموں سے، ذلت سے اور رسوائی سے نجات حاصل کر کے سرخرو اور سرفراز رہ سکتا ہے اور اسی طرح سرخرو اور سرفراز اللہ سے واپس جا کر مل سکتا ہے۔ یہ قوانین اللہ تعالیٰ نے اپنی کتبِ سماوی اور صحیفوں کے ذریعے اپنے رسولوں کو عطا کر کے بھیجے۔ آدم علیہ السلام سے لیکر نبی پاک ﷺ تک سارے رسول اللہ کی اس ہدایت کو اللہ کی مخلوق کو پڑھاتے، سکھاتے اور سمجھاتے رہے اور اس نورِ نبوت سے جو انہیں اس مقصد کے لئے عطا فرمایا گیا تھا مخلوق کے باطن کو صاف کر کے اپنے خالق سے ملاتے رہے۔ جن لوگوں نے وقت کے رسول کے ساتھ نسبت، تعلق اور غلامی قائم کی انہوں نے فیضانِ رسالت کو حاصل کر لیا، اس طرح ان کے باطن روشن ہو گئے اور وہ دنیا سے سلامتیِ ایمان سے سفر طے کر کے اپنے مالک سے جا ملے۔ جو لوگ وقت کے رسول کے گستاخ رہے اور جنہوں نے نسبت رسولی حاصل نہ کی وہ عالم بھی رہے، وہ عابد بھی رہے، کتابیں بھی پڑھتے رہے، صحیفے بھی پڑھتے رہے لیکن زندگی کا سفر اس اندھیرے میں گزارتے رہے جس میں گڑھے، دیواریں اور کانٹے تھے اور وہ ان گڑھوں میں گرتے رہے، کانٹوں سے اُلجھتے رہے، دیواروں سے ٹکراتے رہے اور اسی طرح گمراہی کے عمیق سمندر میں غرق ہو گئے۔

سامعین کرام! اِس ہدایت کا سلسلہ جو رسولوں کا تھا جو روشنی کے مینار کی حیثیت سے دنیا میں آئے ان میں خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام نامی بہت مشہور ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اللہ سے ہدایت پائی تو گمراہوں اور منکرین سے جہاد کیا، اللہ کے دین کی اشاعت کی، کعبہ کی تعمیر کی اور عبادت کے طریقے مخلوقِ خدا کو سکھائے۔ لیکن اپنے نورِ نبوت سے وہ یہ سمجھ گئے کہ جس طرح آدم علیہ السلام سے لیکر اُن تک نبی آتے رہے، ہدایت لاتے رہے، لوگ ہدایت پر بھی آتے رہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ گمراہ بھی ہوتے رہے۔ اسی طرح آنے والی نسل میں بھی جب تک اللہ تعالیٰ ایسا ہادی نہ بھیجے جو ان کے باطنوں کو صاف کر دے تو یہ پھر گمراہ ہو جائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس خطرے کو دیکھ کر اللہ کی بارگاہ میں دعا کی:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿البقرۃ :129﴾

''اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انھیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور پختہ علم سکھائے اور ان کے دلوں کو پاک صاف کیا کرے بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا''

نبی پاک ﷺ جب تشریف لائے حضور ﷺ کی بعثت ہوئی تو اس وقت سارا عالم گمراہی کے سمندر میں غرق تھا ظلم، بے حیائی اور جہالت کا دور دورہ تھا لیکن نبی پاک ﷺ کی آمد سے لوگ اندھیرے سے نکل کر روشنی میں آئے اور اللہ سے ملے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کا یوں اظہار فرمایا کہ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿آل عمران : 164﴾

''بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے''

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے شک اس سے پہلے یہ ساری مخلوق گمراہ تھی۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ نبی پاک ﷺ سے پہلے مخلوق کا کیا حال تھا۔ خواہ وہ چین تھا یا یورپ تھا، یا ہندوستان تھا یا عرب تھا لیکن نبی پاک ﷺ کی آمد سے مخلوق خدا کی حالت ہی بدل گئی کیونکہ اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کے عمل سے ظاہر فرمایا جو میں نے گزشتہ عرس میں آپ کے سامنے اللہ کا ارشاد پڑھ کر سنایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ○ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿الاحزاب : 48-45﴾

''اے غیب کی خبریں بتانیوالے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔ اور ایمان والوں کو خوشخبری

دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے اور کافروں اور منافقوں کا کہا نہ ماننا اور ان کی ایذا پر درگزر فرماؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ ہی بس کارساز کافی ہے''

اس ارشاد پاک میں اللہ تعالیٰ نے نبی پاکﷺ کے وہ سارے فرائض بیان فرما دیئے جو اللہ کی طرف سے حضورﷺ کو تفویض کئے گئے تھے اور ساتھ ہی یہ بیان کر دیا گیا کہ جن لوگوں نے نبی پاکﷺ کی غلامی اختیار کی اور حضورﷺ سے نسبت قائم کی وہ دونوں جہان کے غموں سے بے خوف ہو گئے، دونوں جہان میں اللہ تعالیٰ نے انہیں سرخرو اور سرفراز کر دیا اور دونوں جہان کے غموں سے اللہ تعالیٰ نے انہیں نجات عطا فرما دی۔

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک جس کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے: **وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ** ﴿الانبیاء : 107﴾ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی گئی تمام گزشتہ عنایات کا خلاصہ ہے اور اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے کہ اس نے جو مہربانیاں کیں جن کو کوئی گن نہیں سکتا، جسکا کوئی حساب نہیں کر سکتا اور جن کو کوئی شمار نہیں کر سکتا، وہ ساری حضرت محمد مصطفیٰﷺ کی ذات پاک کی وجہ سے ہیں اور اسی حقیقت کو نبی پاکﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ وَکُلُّ شَیْءٍ مِنْ نُوْرِیْ

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا اور تمام اشیاء میرے نور سے پیدا فرمائیں۔ جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ روئے زمین پر جو چیز بھی ہے اس کی زندگی نبی پاکﷺ کے نور سے ہے۔ اگر اس میں یہ نور نہیں تو دنیا کی ہر چیز مردہ ہے۔ اگر یہ نور نہ ہوتو نہ سورج کی روشنی رہے گی، نہ چاند کی چاندنی رہے گی، نہ ستاروں کی جھلملاہٹ رہے گی اور نہ کسی چیز میں کوئی زندگی یا کوئی دلربائی رہے گی، نہ پھولوں میں مہک رہے گی، نہ ندیوں میں نغمہ رہے گا اور نہ دریاؤں کی روانی رہے گی غرض ہر چیز مردہ ہو جائے گی۔ گویا ثابت یہ ہوا کہ ہر چیز کی زندگی نبی پاکﷺ کے تعلق سے ہے۔ حضورﷺ کا نور ہی ان کی روح ہے اور انسانوں کے لئے وہ رحمت اس طرح سے ہیں کہ (سائنس اس بات کی گواہ ہے) یہ ساری کائنات انسان کی خدمت کے لئے دن رات کوشاں ہے۔

سامعین کرام! نبی پاکﷺ کی یہ رحمت جو سارے عالمین پر ہے اس پر منکرین نے اعتراض کیا کہ کفار پر یہ کس طرح رحمت ہے؟ مشرکین پر کس طرح رحمت ہے؟ منکرین پر کس طرح رحمت ہے؟ تو یہ بات صاف واضح ہے کہ جب نبی پاکﷺ تشریف لائے اور حضورﷺ کی بعثت ہوئی تو مشرکینِ مکہ نے آ کر کہا کہ آپ اگر اللہ کے رسول ہیں تو آپ مکہ کے ان خشک پہاڑوں کو ہمارے لئے سونے اور چاندی کا بنا دیں اور اس ریت اور خشکی کو سبزے اور دریا میں تبدیل فرما دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کوئی مشکل بات نہیں اگر آپﷺ چاہیں تو یہ سب کچھ ہو جائے گا لیکن

گزشتہ انبیاء کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں کہ گزشتہ امتوں نے انبیاء سے معجزات طلب کئے اور اللہ تعالیٰ نے وہ معجزات عطا بھی فرمائے۔لیکن وہ لوگ پھر اسی طرح گمراہ ہوئے۔جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہوا، اللہ کا غضب نازل ہوا، آسمان سے پتھر اور آگ اِن پر برسائی گئی، اِن کی بستیوں کو آسمان تک اٹھا کر اُلٹا پھینکا گیا، اِن کی شکلوں کو مسخ کر کے بندر اور سؤر بنا دیا گیا۔لیکن اے محمدﷺ چونکہ آپ ان لوگوں میں رہتے ہیں اس لئے ہم ان پر ایسا عذاب نازل نہیں کریں گے۔اس لئے ان کا مطالبہ ہم پورا نہیں کریں گے کیونکہ اگر یہ مطالبہ ہم نے پورا کیا تو یہ پھر انکار کریں گے اور پھر ہمیں ان پر وہی عذاب بھیجنا پڑے گا جو ہم آپ کی موجودگی میں ان پر نہیں بھیجنا چاہتے۔ثابت یہ ہوا کہ حضورﷺ کی موجودگی کفار، مشرکین اور منکرین سب کے لئے رحمت ہے۔

نبی پاکﷺ نے جب تبلیغ اِسلام شروع کی اور مشرکین مکہ اور منکرین نے بدسلوکی کی اور کافی تنگ کیا تو حضورﷺ اس خیال سے طائف میں تشریف لے گئے کہ شاید وہاں کے لوگ دینِ اسلام قبول کرلیں اور ان کی زندگی بہتر ہو جائے۔مگر جب حضورﷺ اس بستی میں گئے تو وہ ان سے بھی زیادہ ظالم اور سخت نکلے۔اور انہوں نے ایسی بدسلوکی کی کہ صرف گالیوں پر اکتفا نہیں کیا بلکہ پتھر مارے اور اوباش اور بدمعاشوں کو حضورﷺ کے پیچھے لگا دیا۔ یہاں تک کہ حضورﷺ تھک کر ایک دیوار کے سائے میں بیٹھے۔قدم مبارک خون سے بھرے ہوئے تھے۔ نعلین مبارک لہولہان تھیں تو حضرت زیدؓ نے عرض کی کہ یارسول اللہﷺ آپ ان طائف کے رہنے والوں کے لئے بددعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اِن پر بہاروں کی بجائے آگ برسائے جنہوں نے اللہ کے محبوب اور رسولﷺ سے یہ سلوک کیا۔ نبیِ رحمت نے جواب دیا کہ میں بددعا کے لئے نہیں آیا میں دعا کے لئے آیا ہوں۔یہ منکرین، مشرکین اور کفار کے لئے کتنی بڑی رحمت تھی۔حضورﷺ نے ہدایت کے لئے انہیں سمجھایا ان سے جہاد بھی کیا تا کہ ان کو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لایا جائے۔

مومنین کے لئے حضورﷺ رحمت اس طرح ثابت ہوئے کہ حضورﷺ سے جنہوں نے نسبت قائم کی ان کے باطن اور دل و دماغ روشن ہو گئے اور انہوں نے زندگی کا سفر سلامتیِ ایمان سے طے کیا اور دونوں جہان میں وہ معزز اور مکرم بن گئے۔

سامعین کرام! نبی پاکﷺ کی رحمت ہر شخص کے لئے اور ہر جگہ کے لئے ہے اور اس رحمت کی خصوصیت مومنین کے لئے ہے جو حضورﷺ کے غلام ہیں۔ نبی پاکﷺ کی حدیث ہے کہ میری شفاعت کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔حضورﷺ کی حدیث ہے۔حضرت انسؓ سے روایت ہے نبی پاکﷺ نے فرمایا کہ میری شفاعت برحق

ہے اور جو اس کی تکذیب کرے گا وہ قیامت میں میری شفاعت سے محروم ہو جائے گا۔ حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے نبی پاکﷺ نے فرمایا کہ میری شفاعت قیامت میں برحق ہے اور گنہگاروں کے لئے میری شفاعت کام آئے گی اور میری اُمت کے گنہگار بھی اچھے لوگ ہیں کیوں کہ میری شفاعت سے وہ بھی جنت میں چلے جائیں گے اور جو نیک ہیں وہ تو خود اپنے عمل کی وجہ سے جائیں گے۔ حضورﷺ نے فرمایا جو میری شفاعت پر ایمان نہیں رکھے گا وہ قیامت کے دن میری شفاعت کا مستحق نہیں ہوگا۔ یہ شفاعت سب سے بڑی رحمت ہے۔ اس کا اندازہ اس وقت ہوگا جس وقت انسان کی جان نکلے گی جس وقت اس اندھیری قبر میں انسان جائے گا اور جب اللہ کے سامنے پیش ہوگا۔ یہاں تک تو سب متفق ہیں کہ کسی شخص نے اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا یہاں سے بہرصورت جانا ہے اور ہر آدمی کے لئے موت ہے۔ آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک کوئی شخص زندہ نہ رہا یعنی موت یقیناً ہے اور اس موت کے مشکل وقت میں جو چیز دستگیری کرے گی وہ حضورﷺ کی رحمت ہے۔

نبی پاکﷺ کی حدیث پاک ہے کہ جب قیامت کا میدان ہوگا لوگ کانوں تک پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ باپ بیٹے کے کام نہیں آئے گا بیٹا باپ کے کام نہیں آئے گا۔ بیٹا اپنے باپ کے پاس جائے گا کہ ابا جان! آپ زندگی میں مجھ پر بڑے مہربان تھے میرے لئے سب کچھ کرتے تھے آج میرا حساب ہوا میری صرف ایک نیکی کم ہے اگر وہ نیکی آپ مجھے دے دیں تو میں جنت میں جا سکتا ہوں۔ باپ بولے گا کہ آج خود مجھے اپنی بہت فکر ہے میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اسی طرح باپ بیٹے کے پاس جائے گا کہ میں نے تمہیں پالا پوسا بڑا کیا سب کچھ تمہارے لئے کیا آج صرف ایک نیکی تمہاری مجھے چاہیے جو مجھے جہنم سے جنت میں لے جا سکتی ہے۔ تو بیٹا انکار کر دے گا۔ اسی طرح بیوی خاوند کے سامنے انکار کر دے گی۔ خاوند بیوی کے سامنے انکار کر دے گا۔ جب اتنا سخت پریشانی کا عالم ہوگا تو لوگ یہ بولیں گے کہ چلو ابوالبشر علیہ السلام کے پاس جائیں کہ وہ خدا کے سامنے عرض کریں تاکہ ہمیں معافی ہو جائے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جا کر عرض کریں گے کہ آپ ہمارے باپ ہیں، آپ ہمارے لئے عرض کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے۔ تو وہ بولیں گے کہ میری لب کشائی کی مجال نہیں۔ لوگ مایوس ہو جائیں گے اور مایوس ہو کر حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے کہ آپ نجی اللہ ہیں آپ ہمیں اس تکلیف سے نجات دلائیں۔ تو حضرت نوح علیہ السلام بولیں گے کہ میری مجال نہیں کہ میں لب کشائی کر سکوں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے کہ آپ خلیل اللہ ہیں آپ ہمارے لئے دعا کریں آپ کی وجہ سے ہم پر اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے۔ تو وہ بولیں گے کہ ہماری مجال نہیں کہ ہم اللہ کے سامنے بول سکیں۔ پھر لوگ حضرت موسیٰ کے پاس جائیں گے کہ آپ کلیم اللہ ہیں آپ ہمارے لئے دعا کریں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی انکار کر دیں گے۔ مایوس ہو کر لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بولیں گے کہ اگر نجات چاہتے ہو تو وہ صرف ایک ہی بارگاہ سے مل سکتی ہے کہ محمد عربیﷺ کے قدموں میں جاؤ۔ چنانچہ سارے لوگ اس وقت نبی پاکﷺ کے قدموں میں جائیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ شافعِ محشر ہیں آپ کی گواہی تمام انبیاء دے رہے ہیں آپ ہماری شفاعت فرمائیں۔ تو حضورﷺ فرمائیں گے کہ ہاں میں تمہاری شفاعت کروں گا۔ حضورﷺ خدا کے سامنے سجدہ ریز ہوں گے۔ اللہ پوچھے گا محمدﷺ سر اٹھاؤ کیا چاہتے ہو۔ حضورﷺ عرض کریں گے کہ یا اللہ میں اس مخلوق کی شفاعت چاہتا ہوں۔ حکم ہوگا کہ آپﷺ شفاعت کرتے جائیں میں معاف کرتا جاؤں گا اور آپ کو اُس وقت مقامِ محمود پر متمکن کیا جائے گا اور شفاعت و رحمت کا صحیح مفہوم روزِ محشر میں صحیح طور پر لوگوں کے سامنے عیاں اور آشکارا ہو جائے گا۔

سامعین کرام! نبی پاکﷺ کی اپنے غلاموں کے لئے بڑی مخصوص رحمت ہے۔ جو لوگ حضورﷺ سے تعلق رکھنے والے ہیں وہ دنیا میں بھی حضورﷺ کی رحمت سے مستفیض ہوں گے اور آخرت میں بھی اس رحمت سے مستفیض ہوں گے۔ یہ رحمت صرف حضورﷺ کی زندگی تک ہی نہیں کیونکہ حضورﷺ ہمیشہ زندہ ہیں۔ چونکہ حضورﷺ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا، اس لئے قیامت تک حضورﷺ کی رحمت مخلوق کی دستگیری اور یاوری کرتی رہے گی اور آخرت میں بھی شفاعت کا سبب بنے گی۔

مولانا محمد شفیع صاحب جو دیوبندی عالم تھے انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت یاسین نے بڑی قوی اسناد سے لکھا ہے کہ ایک شیخ ابن ضاعب یمن کے رہنے والے تھے وہ ہمیشہ حج کے لئے آتے اور حج کے بعد نبی پاکﷺ کے سامنے سلام عرض کرتے اور قصیدہ بردہ شریف پڑھتے اور اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ پر بھی قصیدہ پڑھتے۔ ایک مرتبہ حسبِ عادت وہ اسی طرح آئے اور انہوں نے قصیدہ پڑھا۔ جب ختم کر چکے تو ایک آدمی نے کہا کہ آپ مہربانی کریں میری دعوت قبول کریں۔ آپ نے از راہِ شفقت وہ دعوت قبول کر لی اور اس کے ساتھ اس کے گھر چلے گئے۔ جب گھر پہنچے تو اس نے اشارہ کیا تو دو حبشی غلاموں نے آپ کو پکڑ لیا اور آپ کی زبان کاٹ دی۔ اس نے کہا کہ یہ زبان لو اور جا کر ابوبکرؓ اور عمرؓ کو بولو کہ تمہاری زبان ٹھیک کریں جن کی شان میں تم قصیدے پڑھتے تھے۔ آپ کو معلوم نہیں تھا کہ وہ شخص رافضی تھا۔ حضرت نے وہ زبان ہاتھ میں لی اور بھاگ کر حضور پاکﷺ کے مواجہ شریف پر حاضر ہوئے اور بہت روئے اور روتے روتے آپ سو گئے۔ خواب میں دیکھتے ہیں کہ نبی پاکﷺ تشریف لائے۔ ساتھ دونوں غلام حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ بھی ہیں اور حضورﷺ نے پوچھا کیا ہوا تو عرض میں زبان پیش کی۔ نبی پاکﷺ نے وہ زبان پکڑ کر ان کے منہ میں رکھی۔ جب وہ جاگے تو دیکھا کہ نہ خون ہے نہ درد ہے اور زبان صحیح و سلامت ہے۔

آپ اپنے گھر یمن چلے گئے دوسری دفعہ پھر حج کے لئے تشریف لائے۔ پھر مواجہ شریف کے سامنے قصیدہ پڑھا پھر صحابہ کرامؓ پر قصیدہ پڑھا تو ایک آدمی نے کہا کہ آپ میری دعوت قبول کریں۔ آپ نے کہا ٹھیک ہے۔ اس کے گھر چلے گئے تو پہچان لیا کہ یہ تو وہی گھر ہے جہاں میری زبان کاٹی گئی تھی لیکن توکّل علی اللہ اندر چلے گئے۔ جا کر دیکھا کہ دسترخوان پر کئی کھانے چنے ہوئے ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد اس آدمی نے کہا کہ میرے ساتھ تشریف لائیے۔ اندر ایک کوٹھڑی میں لے گیا۔ دروازہ کھولا تو اندر ایک سیاہ بندر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا کہ آپ نے اس کو پہچانا؟ کہا نہیں۔ اس نے عرض کی کہ یہ وہی شخص ہے جس نے آپ کی زبان کاٹ لی تھی اور یہ میرا باپ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ سزا دی ہے۔

سامعین کرام! یہ تاریخ اور یہ قصّے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک اور حدیث پاک آپ کے سامنے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہماری نجات، ہماری بہتری، ہماری اصلاح امریکہ اور یورپ کے مےَخانوں میں نہیں ہے۔ ہماری رسوائی اور مصیبتوں کا علاج محمد عربیﷺ کے قدموں میں ہے۔ میں ہمیشہ ہر محفل میں یہ بات بیان کرتا ہوں اور بار بار اسے دہراتا ہوں کہ اگر یہ چاہتے ہو کہ دونوں جہاں کے غموں سے نجات حاصل کرو، اگر یہ چاہتے ہو کہ دونوں جہان کی خوشیاں حاصل کرو، تو یورپ اور امریکہ کے مےَخانوں کی طرف نہ دوڑو، وہ مغضوب ہیں ان پر اللہ کا غضب ہے۔ ان کی یہ چمک دمک ان کی کامیابی کی نشاندہی نہیں کرتی بلکہ ان کی تباہی بیان کرتی ہے۔ ایسی حقیقت تاریخِ عالم نے اپنے سینے میں محفوظ رکھی ہوئی ہے۔ لیکن اس تاریخ سے عبرت وہی حاصل کرسکتا ہے جس کے دل و دماغ روشن ہوتے ہیں اور دل ودماغ روشن صرف نسبت رسولﷺ سے ہوسکتے ہیں۔

سامعین کرام! یہ عرس اسی غرض وغایت کے لئے منعقد کیا جاتا ہے کہ وہ سارے لوگ جو مختلف اوقات میں میرے پاس مختلف قسم کی تکلیفیں اور مصیبتیں لے کر آتے ہیں، جھولیاں بھر کر لاتے ہیں، انہیں ایک ایسے وقت پر بلایا جائے، ایک ایسی جگہ پر بلایا جائے، جہاں اللہ کی رحمت کی بارش ہوتی ہے اور جس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اُس وقت جوش میں ہوتی ہے جب اس کے بندے کا اس کے ساتھ وصال ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اس جگہ پر برستی ہے جہاں اس کے بندے کا مدفن ہوتا ہے۔ یہ عرس اس وقت کا نام ہے جب اللہ کے بندے کا وصال اپنے مالک حقیقی سے ہوتا ہے اور یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ کے بندے کا مدفن ہے۔ دونوں لحاظ سے آج اللہ کی رحمت جوش میں ہے۔ آپ کو اس لئے بلایا جاتا ہے کہ ایسے رحمت کے وقت میں اور ایسی رحمت والی جگہ میں آپ آ جائیں تا کہ آپ کی ساری مصیبتیں اور آپ کے سارے غم دور ہو جائیں اور آپ خوشیاں اور مرادیں لے کر یہاں سے لوٹیں۔ اس پاک مجلس میں حاضر ہونے والو! دن رات اپنے آنسوؤں سے رسول پاکﷺ کی مجلس کو سجانے والو! اور دن رات

بھو کے رہ کر اللہ اوراس کے رسول کو یاد کرنے والو! یہ یاد رکھو کہ تم نے بہت بڑا کام کیا ہے۔لیکن اس کے بدلے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر نعمت اور رحمت برسائی ہے اس کے مقابلے میں تمہاری یہ کوشش کوئی معنی نہیں رکھتی ۔تم اللہ کے پاس ایک بالشت آئے ہو لیکن اللہ تمہارے پاس ایک ہاتھ آیا ہے،تم اللہ کے پاس چل کر آئے ہو لیکن اللہ تعالیٰ تمہارے پاس دوڑ کر آیا ہے۔تم نے اپنے ساتھیوں میں بیٹھ کر اللہ کو یاد کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی جماعت میں تم کو یاد کیا ہے۔اللہ کا منادی کرنے والا یہ منادی کر رہا ہے کہ یہ ان خوش نصیبوں کی مجلس ہے کہ جن کے اللہ تعالیٰ نے اُٹھنے سے پہلے ہی سارے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔غموں، دکھوں، مرادوں اور تکلیفوں سے جھولیاں بھر کر آنے والو! یاد رکھو اس مالک الملک نے جو سب کا رب ہے، رحیم ہے، کریم ہے، آج اس نے آپ کی جھولیاں دکھوں، مصیبتوں اور ناکامیوں سے خالی کر کے خوشیوں اور مرادوں سے بھر دی ہیں۔اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو یہ رحمت برسائی ہے اس رحمت کی آپ حفاظت کریں۔جاؤ! خوشیوں سے یہ جھولیاں بھر کر اپنے گھر لے جاؤ اور ان خوشیوں اور مرادوں سے بھری جھولیوں کی حفاظت کرو کہ اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں تم کو سرخرو اور سرفراز رکھے۔

اب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذاتِ پاک کے طفیل، اپنی پاک کلام قرآن مجید کے طفیل، اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل ہم کو گزشتہ گناہوں کی معافی عطا فرمائے۔ ہماری توبہ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ ہمارے دل کی تاریکی دور فرما کر نورِ معرفت سے ہمارے قلوب کو منور فرمائے۔ ہماری موت، ہماری حیات، ہماری جان، ہمارا مال، ہمارا ہر قول ہر فعل اپنی رضا کی خاطر رکھے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی جناب سے اپنی غلامی، اپنی بندگی، اپنی رضا اور اپنا عشق عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ حاضرینِ مجلس کی تمام آرزوئیں پوری فرمائے۔اللہ تعالیٰ بے اولادوں کو اولاد عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفا عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ محتاجوں کو غنی کرے۔اللہ تعالیٰ حاضرین مجلس کی تمام آرزوئیں پوری فرمائے۔اللہ تعالیٰ آپ کا اور ہمارا تعلق صرف اپنی ذاتِ پاک کی خاطر قائم رکھے۔

بہت سے حضرات جو اس وقفے میں فوت ہو گئے ہیں عورتیں اور مرد خاص طور پر حکیم صاحب ہتھیان والے، خلیفہ مولوی عبدالرحمٰن مہاجر سرینگر اور حضرت پیر مبارک شاہ صاحب کے صاحبزادے سبحانی اور دوسرے حضرات جو فوت ہو گئے ہیں ان سب کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے۔

خادمین لنگر نے آپ کی دن رات خدمت کی ہے اور اپنی طاقت سے بڑھ کر جانی اور مالی خدمت کی ہے ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بہت عظیم بدلہ عطا فرمائے۔اب صلوٰۃ وسلام ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ مجلس کبریٰ

محفل قرآن خوانی 23 جولائی 1997ء

الحمد للہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مالک الملک نے اپنی یاد کی توفیق اور موقع عطا فرمایا۔ لاکھوں اور کروڑوں درود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جن کے طفیل مالک الملک نے یہ مہربانی فرمائی۔

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

اَعُوْذُ بِااللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿آل عمران: 31﴾

''اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے
فرمانبردار ہو جاؤ اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دیگا اور
اللہ بخشنے والا مہربان ہے''

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ نے پہلا کلمہ جو انسان کو سکھایا ہے وہ '' **الحمد للہ**'' ہے کہ ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ یہ اس کا شکر ہے۔ اس لئے کہ وہ رب العالمین ہے اور رحمان الرحیم ہے۔ اس نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا اور ہر ایک ذرّے کی ربوبیت فرمائی۔ مخلوقِ خدا کو پیدا فرما کر اسی طرح نہیں چھوڑ دیا بلکہ اس کی ہر ضرورت کو اللہ تعالیٰ نے پورا فرمایا اور ایسے طریقے سے ربوبیت فرما رہا ہے کہ جس کی کوئی مثال نہیں۔ یہ اسی وحدہٗ لاشریک کی قدرت ہے کہ انسان کو سمجھنے اور پہچان کے لئے دماغ کی ضرورت تھی تو اللہ تعالیٰ نے اسے دماغ عطا فرمایا، دیکھنے کے لئے آنکھوں کی ضرورت تھی تو اسے آنکھیں عطا فرما دیں، کسی چیز کو پکڑنے کے لئے ہاتھوں کی ضرورت تھی تو اسے ہاتھ عطا فرما دیئے، ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لئے پاؤں کی ضرورت تھی تو اسے پاؤں عطا فرما دیئے، پاؤں رکھنے کے لئے زمین کی

ضرورت تھی تو اسے زمین عطا فرمائی۔غرض انسان کے وجود کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح رب العالمین نے انسان کی ضروریات کو پورا فرمایا۔کوئی ایسی ضرورت نہیں کہ جس کو پورا نہ فرمایا ہو۔ ماں کے پیٹ سے لیکر قبر کے پیٹ تک ہر ضرورت کو پورا فرمایا ہر چیز کو مہیا فرمایا اور ساری کائنات کو اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے عمل کا حکم دیا۔

جس طرح میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہدایت ہے تو اس ہدایت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے لیکر نبی پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک رسولوں کی جماعت بھیجی اور انہیں صحیفوں اور کتابوں کی شکل میں قوانین وضوابط عطا فرمائے اور ساتھ نورِ نبوت بھی عطا فرمایا۔ اِس خدائی جماعت نے مخلوقِ خدا کو خدا کے قانون پڑھ کر سنائے، سمجھائے، پڑھائے اور نورِ نبوت سے ان کے باطن کو پاک کر کے اپنے خالق سے ملایا۔ یہ اس رب العالمین کا کتنا فضل، کتنا کرم اور کتنی بڑی مہربانی ہے اور یہ اس لئے ہے کہ وہ رحمان الرحیم ہے، بہت ہی مہربان ہے۔

سمجھنے والی بات یہ ہے کہ اس رب العالمین اور رحمان الرحیم نے یہ جو ربوبیت فرمائی، رحم وکرم فرمایا اور ساری کائنات بنائی تو یہ کیوں بنائی۔ نبی پاک ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنایا، حدیث قدسی ہے کہ

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ

''اگر میں آپ ﷺ کو پیدا نہ کرتا تو ساری کائنات کو پیدا نہ کرتا''

ساری کائنات کی تخلیق ہی حضور ﷺ کی خاطر ہوئی۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴿الانبیاء : 107﴾

''آپ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے''

جس جگہ بھی دیکھو جہاں بھی دیکھو نبی پاک ﷺ کی رحمت کارفرما ہے کیونکہ آپ ہی وجہِ تخلیق کائنات ہیں اور ہر چیز کی زندگی حضور ﷺ کے فیضان اور حضور ﷺ کی رحمت سے ہے کیونکہ حضور ﷺ کے نور سے ہی ہر چیز کو تخلیق فرمایا گیا ہے جس طرح پچھلی دفعہ حضور ﷺ کی حدیث مبارک آپ کو سنائی تھی کہ

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِی وَکُلُّ شَیْءٍ مِنْ نُّوْرِیْ

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا فرمائی وہ میرا نور ہے اور میرے نور سے سارے جہانوں کو پیدا فرمایا گیا۔ تو ثابت یہ ہوا کہ نبی پاک ﷺ کے طفیل ہی مالک الملک یہ ربوبیت اور یہ رحم وکرم فرما رہا ہے اور حضور ﷺ کی

یہ رحمت ازل سے ابد تک ہے۔

حضورﷺ نے ایک مرتبہ جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ جبرائیل آپ کی عمر کتنی ہے۔ جبرائیلؑ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہﷺ اس کا تو صحیح علم نہیں لیکن میں ایک ستارہ طلوع ہوتے دیکھتا ہوں جو ستر ہزار سال کے بعد طلوع ہوتا ہے اور میں نے اسے بہتر ہزار دفعہ طلوع ہوتے دیکھا ہے۔ حضورﷺ نے فرمایا وہ میرا نور تھا۔ نبی پاکﷺ کی اس نورانی کیفیت اور اس رحمت کی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے گواہی عطا فرمائی، اُن ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے جو مشرکین مکہ کے بھی جدِ امجد تھے اور یہود و نصاریٰ کے بھی جدِ امجد تھے، دنیا کا ہر انسان جنہیں ماننے والا، اور جن کی نبوت اور جن کی خدا کی بندگی کا ہر انسان قائل ہے، اُس انسانِ عظیم کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ گواہی دلوائی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی شکل میں ہے اور جسے میں نے آپ کے سامنے کئی اجتماعات میں پڑھا ہے کہ

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِکَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿البقرۃ : 129﴾

''اے ہمارے رب ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیج جو ان کو تیری پہچان کرائے تیری کتاب پڑھائے اور سکھائے اور جو ان کو پاک کرے بے شک تو غالب حکمت والا ہے''

گویا ابراہیم علیہ السلام نے یہ اعلان کر دیا کہ نبی پاک حضرت محمدﷺ کے بغیر نہ اللہ کی پہچان ہے نہ اللہ کے قانون کی پہچان ہے نہ اللہ کی شریعت کی پہچان ہے اور نہ ہی پاکیزگی ہے۔ انسان حیوان ہے بلکہ حیوان سے بھی بدتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کی خود تصدیق قرآن پاک میں فرمائی کہ

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۚ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿آل عمران :164﴾

''بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے''

جب نبی پاکﷺ کا ظہور ہوا تو اس وقت دنیا کا عجیب عالم تھا۔ ہر طرف ظلم اور بے حیائی کا دور دورہ تھا اور ساری دنیا جہالت میں غرق تھی۔ خواہ وہ ساسانیوں کے خسرو کی حکومت تھی یا چین کے خاقان کی حکومت تھی یا روم میں قیصر کی حکومت تھی جس طرف بھی دیکھو جنگل کے قانون سے بھی بھیانک قانون تھا اور ظلم ہی ظلم تھا۔ طاقتور کمزور کی آنکھ اُٹھنے سے اس کی آنکھ نکال دیتا تھا، ذرا سی گستاخی پر چمڑی ادھیڑ دیتا تھا اور بے حیائی کا یہ عالم تھا کہ اپنی ماؤں سے وہ لوگ شادی کرتے تھے اور والد کی طرف سے وراثت سمجھتے تھے۔ عورت کے کوئی حقوق نہیں تھے، وراثت کے حقوق سے عورت محروم تھی۔ عورت ایک کھلونا سمجھی جاتی تھی ایک آدمی تین تین سو چار چار سو سے شادیاں کرتا تھا اور ظلم یہ تھا کہ اپنی لڑکیوں کو اپنے ہاتھوں زندہ زمین میں دفن کر دیا جاتا تھا۔ پستی کا یہ عالم تھا کہ وہ انسان جسے اشرف المخلوقات کا تاج اللہ تعالیٰ نے پہنایا تھا وہ اپنے ہاتھ سے مٹی، تانبے اور پتھر کے بت بنا کر ان کے سامنے سجدہ کرتا تھا اور اس مالک وخالق وحدہ لاشریک جو دن رات اس کی ربوبیت فرما رہا ہے جس نے اس کی تخلیق فرمائی ہے اس سے غافل اور بے خبر ہو چکا تھا۔ ایسے ظلم اور ایسے بھیانک دور میں رحم وکرم کا آفتاب طلوع ہوا، نبی پاکﷺ تشریف لائے اور آپ نے آ کر انسان کی کایا ہی پلٹ کر رکھ دی۔ جو ظالم تھے وہ خلوص اور محبت کے پیکر بن گئے، جو جاہل تھے وہ عالم بن گئے اور عورت کو وہ مقام عطا فرمایا کہ اس کے پاؤں کے نیچے جنت کا اعلان فرمایا۔ بیٹی کو خدا کی نعمت کہا اور جگر کا ٹکڑا فرمایا۔ ہر انسان کو آدابِ انسانیت سکھائے اور انسان کو انسان بنایا۔ انسان کے سر کو تانبے، مٹی اور پتھر کے سامنے سے اٹھا کر اس وحدہٗ لاشریک کے سامنے سرنگوں کیا کہ جو ربوبیت فرماتا ہے، جو وحدہٗ لاشریک ہے، جو خالق ہے، جو مالک ہے، جو رب ہے اور جو رحمان الرحیم ہے۔ اس طرح انسان کو انسانیت کا مقام ملا۔ یہ مقام کس سے ملا؟ اُسی محسنِ اعظمﷺ سے جو رحمت اللعالمین ہے جس نے اپنی رحمت ہونے کو اپنی اس کرم فرمائی سے ثابت فرما دیا۔

سامعین کرام! اگر اس دور کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ رب العالمین اور رحمان الرحیم ہے۔ کیونکہ (تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ) انسان اللہ تعالیٰ کی اتنی مہربانیوں اور رحم وکرم کے باوجود پھر نافرمانی کرتا ہے اور غفلت برتتا ہے۔ لیکن وہ مالک الملک پھر انسان کو سزا کی بجائے اپنی طرف بلاتا ہے کہ میرا راستہ یہ ہے جس میں تمہاری نجات ہے، تمہاری فلاح ہے اور تمہارے لئے مہربانی ہے۔ ادھر میری طرف آؤ ساری نعمتیں میں نے تمہارے لئے رکھی ہوئی ہیں۔ یہ اس کے رحم وکرم کا تقاضا ہے۔ اس کا بدلہ یہ ہے کہ ہم ہر وقت اس کے سامنے سجدہ ریز رہیں اور اس کا شکر ادا کریں اور یہ سب کرم اور مہربانی جس رحمتِ عالمﷺ کے طفیل ہے ہم اس کی غلامی اختیار کریں۔ اس سے نسبت قائم کریں اور اس کی غلامی ایسی اختیار کریں کہ ہمارے دل میں اس کی محبت ماں باپ سے بھی زیادہ ہو، اولاد سے بھی زیادہ ہو، جائیداد، مال ومنال، ہر چیز سے زیادہ ہو۔ یہ وفا کا تقاضا ہے اور اسی

میں ہماری نجات ہے اور یہ صرف اُس نسبت رسولﷺ سے حاصل ہوسکتی ہے جو رسول پاکﷺ کی غلامی اختیار کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

نبی پاکﷺ جب تشریف لائے اور اللہ کی طرف سے یہ اعلان ہوا جو میں نے آپ کو ابھی سنایا ہے کہ اے لوگو جو میں نے یہ اپنا رسول بھیجا ہے یہی وہ رحمت ہے جو ازل سے ابد تک کارفرما رہے گی اور جس سے ازل سے ابد تک لوگ مستفیض ہوتے رہیں گے۔ اگر تم دنیا میں سلامتی سے زندگی کا سفر طے کرنا چاہتے ہو اور دونوں جہان میں سرخرو اور سرفراز رہنا چاہتے ہو تو میرے اس رسول کی غلامی اختیار کرو اور اس سے محبت کرو اور میں تمہارے ساتھ محبت کروں گا میں تمہارے سارے گناہ بھی معاف کر دوں گا کیوں کہ میں بخشنہار ہوں۔ لیکن یہود و نصاریٰ جو بدنصیب تھے انہوں نے انکار کر دیا اور انہوں نے کہا کہ ہم تو پیغمبر کی اولاد ہیں ہم تو پہلے ہی اللہ کے محبوب ہیں ہمیں کسی کی غلامی کرنے یا کسی نبی کی تابعداری کرنے کی کیا ضرورت ہے، ہم اللہ کو تو مانتے ہیں، ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں، اللہ کے رسول سے بھی محبت کرتے ہیں۔ اس لئے کسی نئے رسول کی اطاعت اور محبت کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تم لغو بکتے ہو۔ تاریخ اٹھا کر دیکھو اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھو کہ اس رسول سے پہلے تمہاری کیا حالت تھی اور تمہارے جدِّ امجد نے اس کے متعلق کیا گواہی دی تھی، کیا ابوالبشر نے اِسی رسول کے طفیل اللہ سے معافی نہیں مانگی تھی؟ کیا موسیٰ علیہ السلام نے اِسی رسول کی آمد کے متعلق اعلان نہیں کیا تھا اور کیا خود ان کا امتی بننے کی دعا اور تمنا نہیں کی تھی؟ کیا عیسیٰ علیہ السلام نے اِسی رسول کی آمد کے لئے خوشخبری نہیں سنائی تھی؟ یہی وہ رسول ہے۔ یاد رکھو کوئی انسان بھی ہو، جس جگہ پر بھی ہو، جس نسل کا بھی ہو، اگر وہ اللہ کی بندگی کرنا چاہتا ہے اگر وہ اللہ سے محبت کرنا چاہتا ہے تو اسے اِس رسول کی غلامی اختیار کرنی پڑے گی اِسی سے محبت کرنی پڑے گی تب جا کر وہ اللہ کا بندہ بنے گا۔

یاد رکھو کوئی گناہ گناہ نہیں اور کوئی عبادت عبادت نہیں۔ اس لئے کہ گناہ کتنا ہی بڑا ہو رسول اللہﷺ کی غلامی میں داخل ہونے سے وہ اس طرح مٹ کر ختم ہو جاتا ہے کہ گویا گناہ گناہ تھا ہی نہیں۔ آدم علیہ السلام کو کیوں کہتے ہو کہ وہ گنہگار ہیں۔ آدم علیہ السلام کو گنہگار کہنا سب سے بڑا گناہ ہے۔ یہ علماء کا فتویٰ ہے۔ صرف اس خاطر کہ انہوں نے ایسی معافی مانگی کہ اللہ تعالیٰ نے وہ معافی عطا فرمائی کہ اس گناہ کا نشان ہی مٹ گیا ورنہ وہ تو اللہ کی نافرمانی تھی اور سب سے بڑا گناہ تھا۔ لیکن وہ گناہ کیوں معاف ہو گیا؟ وہ صرف رسول اللہﷺ کی غلامی اور محبت کی وجہ سے معاف ہوا اور اِسی کا اعلان اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ میں تمہارے گناہ معاف کر دوں گا تمہارے دادا کا گناہ بھی اسی لئے معاف فرمایا تھا اب بھی تمہارے گناہ معاف فرما دوں گا۔ تمہارے دادا کو بھی میں نے اپنا محبوب بنایا تھا تم کو بھی میں اپنا محبوب بنا لوں گا اور تمہارے ساتھ بھی اسی طرح محبت شروع کر دوں گا اگر تم بھی اس پر عمل کرو۔

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پاک کہ نبی پاکﷺ کی غلامی کرو، نبی پاکﷺ سے محبت کرو، تو میں تمہارے ساتھ محبت کروں گا میں تمہیں اپنی بندگی میں داخل کرلوں گا۔اس فرمان کا نتیجہ نبی پاکﷺ کے غلاموں کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے۔اگر ہم نبی پاکﷺ کے غلاموں کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی سچائی جو واقعی سچائی ہوتی ہے ہمیشہ سچ ہوتا ہے وہ ہر انسان کے لئے اظہر من الشّمس ہو جاتا ہے۔

حضرت بلالؓ کو کون نہیں جانتا۔ نبی پاکﷺ کی غلامی میں جب داخل ہوئے تو کفار نے انہیں اذیتیں دیں۔ تپتی ریت پر لٹاتے، سینے پر پتھر رکھتے، یہاں تک کہ بدن کی چربی پگھل جانے سے ریت کے انگارے ٹھنڈے ہو جاتے تھے لیکن کیا مجال کہ انہوں نے اپنے عقیدے میں ایک بال برابر بھی فرق آنے دیا یعنی یہ غلامیِ رسول یہود و نصاریٰ کی طرح نہیں تھی جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی غلامی کا دعویٰ تو کرتے تھے لیکن تمام زبانی جمع خرچ ہوتا تھا اور عمل سے محروم تھے۔ رسول اللہﷺ کے غلاموں نے عملی طور پر یہ ثابت کیا کہ وہ رسول اللہﷺ کی غلامی اور تابعداری میں داخل ہو گئے ہیں اور انہوں نے ہر چیز رسول اللہﷺ پر قربان کردی ہے خواہ وہ جان ہے، خواہ وہ ماں باپ ہیں، خواہ وہ اولاد ہے اور خواہ وہ مال ہے۔انہیں کسی چیز کی کوئی فکر نہیں۔اس عشق اور غلامی میں جو اذیت آتی تھی اسی سے انہیں سرور اور کیف حاصل ہوتا تھا۔اس عملی غلامی کا ثبوت دینے کے بعد وہی بلالؓ جن کو رسی سے باندھ کر گلیوں میں گھسیٹا جاتا تھا وہ اسلام کے درخشندہ ستارے بن گئے۔ایک دفعہ انہوں نے صبح کی اذان نہیں دی سارے بیٹھے ہوئے ہیں صبح نہیں ہوئی حیران ہیں کہ صبح کیوں نہیں ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کی یارسول اللہﷺ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک میرا محبوب بلال اذان نہیں دے گا میں صبح نہیں کروں گا۔ بے شک کائنات کا ذرّہ ذرّہ اندھیرے میں تڑپ رہا ہے۔ چنانچہ حضورﷺ نے بلالؓ کو حکم دیا۔آپ نے اذان دی تو پھر سحر زندگی کی خوشخبری لے کر طلوع ہوئی۔

حضرت خبابؓ ایک امیر گھرانے سے تعلق رکھنے والے تھے۔بدقسمتی سے کسی نے ان کو اغوا کرلیا اور فروخت کردیا۔فروخت ہوتے ہوتے وہ اُمّ انمار کے پاس آ کر فروخت ہوئے جو مکہ معظّمہ میں رہتی تھی۔آپ کا پیشہ آہن گری تھا۔ نبی پاکﷺ کو آپ سے بہت زیادہ محبت تھی۔ ہر روز آپ کی دکان پر جا کر تشریف فرما ہوتے تھے۔جب وہ اسلام لے آئے تو ان کی مالکہ اُمِ انمار کو بہت غصہ آیا کہ میری اجازت کے بغیر میرا غلام اسلام لے آیا۔اس نے یہ کاروائی شروع کی کہ ہر روز ان کی لوہے کی بھٹی سے لوہے کی سلاخ کو گرم کرتی اور اس سلاخ کو حضرت خبابؓ کے سر پر رکھتی۔ اندازہ لگائیں کہ اگر آگ ذرا سی انگلی کو لگ جائے تو انسان کی کیا کیفیت ہوتی ہے کتنی تکلیف ہوتی ہے اور اس شخص کو کتنی اذیت ہوتی ہوگی جس کے سر پر لال سرخ لوہے کی سلاخ رکھی جاتی تھی لیکن غلامیِ رسول نے ایسے نشے میں داخل کیا ہوا تھا کہ نہ کوئی درد محسوس ہوتا تھا اور نہ ہی کوئی خوف محسوس ہوتا تھا بلکہ اسی میں سرور اور کیف معلوم ہوتا تھا۔

نبی پاک ﷺ کو دکھ ہوا آپ نے دعا فرمائی یا اللہ خباب کی مدد فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی حکمت فرمائی کہ اُمِّ انمار کو سر کا شدید درد ہو گیا اور ایسا درد ہوا کہ کتے کی طرح اس نے بھونکنا شروع کر دیا۔ حکماء کے پاس علاج کے لئے گئی تو انہوں نے کہا کہ اس کا ایک ہی علاج ہے کہ تم سنگھیاں لگواؤ۔ چنانچہ اسی بھٹی میں وہی لوہے کی سلاخ گرم کر کے جب حضرت خبابؓ اس کے سر پر رکھتے تھے تو اُسے آرام آتا، نہیں تو وہ کتے کی طرح بھونکتی رہتی اور تڑپتی رہتی۔ اسی حالت میں وہ مرگئی۔

سامعین کرام! آپ نے اندازہ لگایا کہ جن لوگوں نے عملی طور پر یہ ثابت کر دیا کہ خدا کا حکم انہوں نے مان لیا اور رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں انہوں نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کیا شان عطا فرمائی۔ آج ہم جس ہستی کی برسی کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں **رہبر اعظم طریقت نسبت رسولی اعلیٰ حضرت جناب پیر نظیر احمد رحمتہ اللہ علیہ** انہوں نے اپنی ساری زندگی عشقِ رسول ﷺ میں بالکل اِسی طرح گزاری۔ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس بات کا گواہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عشق کے بغیر کوئی بات نہیں بولی۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے بغیر کوئی عمل نہیں کیا اور ساری زندگی یہی تبلیغ کی کہ لوگو! اگر سلامتیِ ایمان سے زندگی کا سفر طے کرنا چاہتے ہو تو ایک ہی طریقہ ہے کہ نسبت رسولی ﷺ اختیار کرو۔ یہ جو تم جھمیلوں میں غرق ہو گئے ہو، فرقوں میں بٹ گئے ہو، کوئی نقشبندی بن گئے ہو، کوئی چشتی بن گئے ہو، کوئی سہروردی بن گئے ہو، کوئی قادری بن گئے ہو، یہ شیطان کی طرف سے تمہارے دماغ میں ایک تفرقہ پیدا ہو گیا ہے۔ غور سے دیکھو کہ بانیِ سلسلۂ نقشبندیہ، بانیِ سلسلۂ قادریہ، بانیِ سلسلۂ سہروردیہ اور بانیِ سلسلۂ چشتیہ نے کیا سبق دیا؟ کیا ہدایت دی؟ انہوں نے تو یہ ہدایت دی کہ نسبت رسولی ﷺ اختیار کرو۔ سارے سلسلوں کی روح نسبت رسولی ﷺ ہے۔ نبی پاک ﷺ سے تعلق اور غلامی ہے۔ اس منزل، اس تعلق سے تو تم بے خبر ہو اور کہنے کو تم جبے بھی پہنتے ہو، چشتی بنتے ہو، نقشبندی بنتے ہو، بڑی بڑی پگڑیاں پہنتے ہو اور بڑے بڑے علما بنتے ہو لیکن نسبت رسولی ﷺ جو اسلام کی روح ہے جو تمہاری روح کو زندہ کر سکتی ہے اس کا تمہیں علم ہی نہیں۔ اس سے تم محروم ہو، اس چیز کو تم حاصل کرو۔ آپؒ نے ساری زندگی اس بات کی تبلیغ کی اور پھر آپ کو یاد ہوگا کہ یہاں عظیم الشان اجتماع تھا اور آپ نے یہاں اسی نوعیت کا خطبہ عطا فرمایا اور خطبہ کے آخر میں فرمایا کہ لوگو تم کئی مرادیں لے کر یہاں آئے ہو، کئی مرادیں تم نے ظاہر کی ہیں اور کئی مرادیں تم نے ظاہر نہیں کیں یا ظاہر نہیں کر سکے، میں تمہارے لئے اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تمام مرادیں پوری فرمائے۔ لیکن میری بھی ایک مراد ہے تم بھی اس مراد کے لئے دعا کرو اور سنو وہ مراد کیا ہے؟ جب قیامت کا دن ہوگا نبی پاک ﷺ مقامِ محمود پر متمکن ہوں گے، اس وقت تم سارے لوگ ایک بڑے ہار میں پروئے ہوئے ہو اور وہ ہار میرے گلے میں ہو اور میرا سر رسول خدا ﷺ کے قدموں میں ہو۔ یہ ایک ایسا اعلان تھا، ایک ایسی خواہش تھی جو کسی کتاب میں نہیں دیکھی، نہ کسی پیر سے سنی، نہ کسی عالم سے سنی۔ یہ محبت طریقت اور اسلام کی وہ بلند شان تھی جو صرف اور صرف سنیں گے تو اسی غوث المعظم کی زبان سے

سنیں گےاور جس نے ساری زندگی اپنی اسی تبلیغ میں گزار دی۔

جس طرح صوفی صاحب نے فرمایا کہ حضورؒ دہلی تک تشریف لے گئے اور جا کر محمد علی جناح کو بھی یہی تاکید کی کہ اپنے اس خیال پر قائم رہنا خدا تمہیں کامیاب کرے گا۔ بات دراصل یہ تھی کہ آپ نبی پاکﷺ کی اُمت کی فلاح اور اچھائی چاہتے تھے اور دن رات مسلمانوں کے درد اور غم میں مبتلا رہتے تھے اور اسی سوچ و بچار میں اپنے دن اور رات گزارتے تھے۔ دراصل یہی اس پاکستان کا نظریہ ہے جس سے پاکستان بنا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سارے علماء نے سارے پیروں نے سارے مسلمانوں نے پاکستان کی تعمیر میں حتی المقدور کوششیں کیں لیکن اس کی بنیاد رکھنے والے حضرت غوث المعظم ہی ہیں۔ اس لئے کہ آپ نے ہی سب سے پہلے یہ بات معلوم کی تھی کہ اگر انگریز حکومت سے مقابلہ کرنا ہے، اگر اسلام کو بچانا ہے، اگر ہندوؤں کی سیاسی چالاکیوں اور گوروکل کی تنظیم کے ماتحت اسلام کے خلاف جو زبردست تعلیمی تربیت ان کو دی جاتی ہے اگر اس سے بچنا ہے اور آئندہ اسلام کو برصغیر میں محفوظ کرنا ہے تو اس کے لئے ایک ایسی جگہ چاہیے جہاں آزادی سے حکومت بنائی جائے اور اس حکومت میں مخلوقِ خدا کی علمی اور عملی طور پر تربیت کی جائے۔ اس غرض سے ہی آپ نے'' **نصرت اسلام** '' سلطنت بنائی تھی اور پھر انگریزوں سے اسی بات پر مقابلہ ہوا تھا کہ انگریزوں کا مطالبہ یہ تھا کہ آپ اس ریاست کا نظامِ تعلیم ہمارے سپرد کر دیں۔ تو آپ نے کہا کہ نظامِ تعلیم کے لئے ہی تو ہم یہ سب تکلیف کر رہے ہیں۔ اگر نظامِ تعلیم آپ کے حوالے کر دیں تو آپ مسلمانوں کے ذہنوں کو اور زیادہ خراب کریں گے۔ یہ ناممکن ہے۔ اِسی بات پر جھگڑا ہوا، لمبی کہانی ہے۔ جو صوفی مجاہد نے آپ کے سامنے قصیدہ پڑھا کہ حکومت برطانیہ کا تخت ہلا دیا اس کو غرق کر دیا۔ وہ اسی مجاہدے میں، اسی مقابلے میں، اسی جہاد میں، گورنر پیئرز کو بھی خدا نے غرق کیا جو سرحد کا گورنر تھا۔ جنرل وگرم ناردرن کمانڈ کا جرنیل تھا اسے بھی خدا نے نیست و نابود کیا۔

حضرت باباجیؒ نے حضرت پیر صاحبؒ کو موہڑہ شریف بلا لیا کہ اب میرا آخری وقت ہے اور آپ کو مجھے اس لئے دیا گیا ہے کہ یہ سلسلہ جو دلوں کی تربیت کرنے والا ہے یہ میں آپ کے سپرد کروں گا اس لئے آپ یہاں بیٹھ کر مخلوقِ خدا کی خدمت کریں اور نسبت رسولﷺ کے اس ہار میں لوگوں کو پروئیں اور مخلوقِ خدا کو اللہ اور رسول کی محبت سے سرشار کریں۔ آپؒ کی جب یہاں ڈیوٹی لگ گئی تو آپؒ نے''نصرتِ اسلام ریاست'' از خود ترک کر دی۔ آپؒ نے جب دیکھا کہ خدا نے اس مخلوق کا نجات دہندہ ایک اور شخص پیدا کر دیا ہے محمد علی جناح۔ تو یہ پیغام اس کو دیا اور فرمایا کہ میری خوابوں کی تعبیر یہ شخص ہوگا اور میں نے جتنی بھی کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے اس کو پورا کرے گا۔ اس کی تربیت بھی فرمائی۔ اس کیلئے دعا بھی فرمائی اور خدا نے انہیں کامیاب فرمایا۔

سامعین کرام! میں نے آپ کے سامنے یہ بیان کیا ہے کہ جب نبی پاکﷺ کے غلاموں نے حضورﷺ کی

غلامی عملی طور پر اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دونوں جہانوں کی بادشاہی عطا فرمائی اِسی طرح آج ہم جس اللہ کے بندے کی برسی منانے کے لئے جمع ہوئے ہیں اس پاک ہستی نے بھی نبی پاک ﷺ کی غلامی کی اور نبی پاک ﷺ کی غلامی اختیار کرنے کی تبلیغ کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضورؒ سے جولوگ وابستہ تھے انہوں نے حضورؒ سے فیض اس طرح حاصل کیا کہ معلوم ہو گیا کہ حضورؒ کے اشارے پر ساری کائنات کو موقوف کیا گیا ہے اور تمام سلسلہ تربیت نسبت رسولی ﷺ حضورؒ کے پاس رکھا گیا ہے۔

پیر احسن الدین صاحب جو I.C.S (انڈین سول سروس) کے آفیسر تھے اور حضرت پیر صاحبؒ کے خلیفہ خاص تھے۔ میں ان کا ایک چھوٹا سا واقعہ آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ پہلے بھی کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں شاید یاد نہ رہا ہو۔ اچھی باتیں جلدی بھول جاتی ہیں اور بری باتیں دیر تک یاد رہتی ہیں یہ دنیا کا وتیرہ ہے۔ پیر احسن الدین اُس وقت ڈھاکہ میں کمشنر تھے اور جویائے حق تھے، حق کی تلاش میں ہر وقت رہتے تھے۔ وہاں ایک دعوت میں گئے تو انہوں نے حضرت پیر صاحبؒ کے ایک خلیفہ حضرت پیر سرفراز خان صاحب جو وہاں ڈپٹی اکاؤنٹنٹ جنرل تھے ان کو دیکھا تو ان کے چہرے سے نور برس رہا تھا۔ کافی دیر تک ان کے چہرے کی طرف ہی دیکھتے رہے۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے ہاتھ دھونے کے لئے گئے تو پیر احسن الدین صاحب بھی ساتھ چلے گئے اور جا کر کہا کہ حاجی صاحب میں جس چیز کی تلاش میں ہوں اس کے آثار آپ کے چہرے سے دکھائی دے رہے ہیں۔ کیا آپ میری رہنمائی کر سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا ضرور کر سکتا ہوں اور حضرت پیر صاحبؒ کی طرف خط لکھ کر دیا کہ جاؤ فوراً چلے جاؤ۔ چنانچہ پیر احسن الدین صاحب چھٹی لے کر موہڑہ شریف آ گئے۔ موہڑہ شریف ابھی نہیں پہنچے تھے، نالے سے پار تھے کہ ایک آدمی انہیں ملا اور اس نے کہا کہ حضرت پیر صاحبؒ نے مجھے بھیجا ہے کہ ایک بڑا نازک مزاج مہمان آ رہا ہے اسے بڑے آرام سے لے آؤ اسے کوئی تکلیف نہ ہو۔ اس وقت راستہ کلڈنہ سے ہوتا تھا اور پیدل آتا تھا۔ آئے اور آ کر موہڑہ شریف میں دربار میں داخل ہوئے۔ حضرت پیر صاحبؒ کے سامنے پیش ہوئے۔ حضرت پیر صاحبؒ نے پوچھا کہ کیوں آئے ہو؟ عرض کی کہ ایک زمانے سے اللہ کی تلاش میں ہوں جدھر سنتا ہوں ادھر جاتا ہوں لیکن اب حاجی محمد سرفراز خاں صاحب کو دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ جس جگہ میں اب آیا ہوں یہاں سے اب خالی نہیں لوٹوں گا۔ حضرت پیر صاحبؒ نے ارشاد فرمانے شروع کیے۔ پیر احسن الدین صاحب فرماتے ہیں کہ ارشاد سن کر میں کسی اور عالم میں منتقل ہو گیا مجھے ہوش ہی نہیں رہا اور میں کیا دیکھتا ہوں کہ نبی پاک ﷺ سامنے تشریف فرما ہیں اور صحابہ کرام بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اسی دیدار میں محو تھا کہ حضرت پیر صاحبؒ نے اپنے ارشادات ختم کیے اور فرمایا کہ جاؤ ساتھ والے کمرے میں بیٹھ کر کھانا کھاؤ۔ مجھے ہوش آیا۔ دیکھا پیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور موہڑہ شریف ہے۔ اُٹھ کر میں ساتھ والے کمرے میں چلا گیا۔ خادم نے آ کر دسترخوان بچھایا، کھانا چنا۔ لیکن میں کسی اور طرف مصروف تھا۔ حیران تھا سوچ رہا تھا کہ کیا ہوا۔ فوراً مجھے ایک واقعہ یاد آ

گیا اور واقعہ یہ تھا کہ جب میں حصار میں ڈپٹی کمشنر تھا تو میں ایک مجذوب کے پاس گیا کیونکہ مجھے جہاں بھی اللہ کا کوئی بندہ معلوم ہوتا تھا اس کے پاس چلا جاتا تھا۔ میں اس کے پاس گیا تو اس نے کہا احسن الدین تم جگہ جگہ کیوں پھرتے ہو خاموش ہو کر ایک جگہ پر بیٹھ جاؤ جب تمہاری عمر بیالیس سال ہو گی تو تمہاری ملاقات اس شخص سے ہو گی جو ولیوں کا بادشاہ ہوگا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس ملاقات کے وقت تمہیں رسول اللہﷺ کا دیدار ہو گا اور صحابہ کرام کا بھی دیدار ہو گا۔ چنانچہ میں نے کاغذ قلم نکال کر اپنی عمر کا حساب لگایا تو پورے بیالیس سال تھے۔ کھانا ادھر ہی رہا۔ میں اُٹھ گیا، جا کر دربار میں پیش ہوا کہ سب سے پہلے مجھے غلامی میں قبول کیا جائے۔

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ کا آپ پر یہ فضل و کرم ہوا کہ آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے عملی طور رسول اللہﷺ کے غلام سے محبت کی توفیق عطا فرمائی۔ اِس برسی میں آپ اپنے سارے کام چھوڑ کر حاضر ہوئے اور یہاں برسی اس شان سے منائی کہ اللہ کی وہ کلام پاک کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اسے اگر پہاڑوں پر نازل کروں تو پہاڑ اس کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جائیں اس دفعہ اللہ کے فضل و کرم سے ایصال ثواب کے لئے 23 ہزار قرآن پاک پڑھے گئے ہیں۔ آج کا وقت دعا کا وقت ہے اور دعا کی قبولیت کا بہترین وقت ہے۔ جب دعا کی قبولیت کا بہترین وقت ہو تو کیا دعا کرنی چاہیے۔ یاد رکھو ایسے وقت میں صرف ایک ہی دعا کرنی چاہیے کہ وہ مالک الملک، وہ قادر مطلق، جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے وہ راضی ہو جائے اور وہ ہمارے گناہ معاف فرما دے۔ وہ بخشنہار ہے جو بھی اس کی بارگاہ میں جھولی پھیلاتا ہے خواہ کتنا ہی گنہگار ہو وہ معاف فرما دیتا ہے۔ وہ خود فرماتا ہے:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿الزمر : 53﴾

''تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے''

نبی پاکﷺ کی حدیث پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میرا بندہ اتنے گناہ کرے کہ ان گناہوں سے زمین و آسمان بھر جائیں اور وہ پھر میری طرف متوجہ ہو جائے تو میں اتنی ہی رحمت، اتنی ہی مہربانی سے اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

نبی پاکﷺ کی خدمت میں ایک بوڑھا شخص حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہﷺ میں اسلام لانا چاہتا ہوں لیکن میری بات کا پہلے جواب دیں کہ میں بہت گنہگار ہوں، میرے بے شمار گناہ ہیں، جن کا کوئی حساب نہیں، جن سے زمین و آسمان بھر جائیں اور ان سب گناہوں سے زیادہ گناہ جو مجھے اذیت دے رہا ہے وہ یہ ہے کہ جب میرے ہاں بچی پیدا

ہوئی تو میں گھر پرنہیں تھا۔کافی عرصے کے بعد جب گھر آیا تو وہ کافی سمجھدار ہوچکی تھی۔ میں نے بچی کو دیکھا تو مجھے غیرت محسوس ہوئی۔اسے پکڑ کرلے گیا۔میں نے اس کے لئے کھڈا (گڑھا) کھودا اور اس بچی کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر اس میں پھینک دیا اور اس پر مٹی پھینکنی شروع کی۔بچی پہلے محبت سے مٹی کو اِدھراُدھر اپنے ہاتھوں سے کرتی رہی پھر جب وہ دبتی چلی گئی تو اس نے چیخیں مارنا شروع کردیں کہ اے میرے باپ مجھے کس جرم میں قتل کررہا ہے؟ مجھے کیوں ماررہا ہے؟ یارسول اللہ اس کی وہ چیخیں میرے دماغ میں اب بھی اسی طرح موجود ہیں جنہوں نے مجھے بے چین کیا ہوا ہے، میرا یہ گناہ کس طرح معاف ہوگا؟ نبی پاکﷺ نے فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اور میں اس کا رسول ہوں تو اس نے کہا **اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ** آپ نے فرمایا کہ جاؤ! تمہارے سارے گناہ معاف ہوگئے۔

اللہ اور رسول سے محبت رکھنے والو، اللہ اور رسول کے لئے اپنے ضروری کاموں کو قربان کرنے والو، اپنی ہر چیز کو چھوڑ کر اس پہاڑ پر دُور دراز سے جمع ہونے والو، آنکھیں کھولو، عقل سے سمجھو، کانوں سے سنو کہ وہ غفور الرحیم اتنا مہربان ہے کہ وہ سارے گناہ معاف فرما دے گا۔ اس نے اپنا رسول اتنا رحیم و کریم بھیجا ہے جو ہمارے گناہوں پر، ہماری تکلیفوں پر، بہت ہی دُکھتا ہے تو پھر ہم کتنے بدنصیب ہیں کہ اس کی بارگاہ میں معافی کے لئے اپنا دامن نہ پھیلائیں۔ آؤمل کر اس کی بارگاہ میں اپنا دامن پھیلائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات پاک کے طفیل، اپنی پاک کلام قرآن مجید کے طفیل، اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰﷺ کے طفیل ہم کو گزشتہ گناہوں کی معافی فرمائے۔ ہماری توبہ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ ہماری موت، ہماری حیات، ہماری جان، ہمارا مال، ہمارا ہر قول ہر فعل اپنی رضا کی خاطر رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی جناب سے اپنی غلامی، اپنی بندگی، اپنی رضا اور اپنا عشق عطا فرمائے۔ اپنا سچا غلام اور حبیب پاکﷺ کا سچا غلام بنائے۔ اللہ تعالیٰ حاضرین مجلس کی تمام آرزوئیں پوری فرمائے۔ اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفا عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ بے اولادوں کو اولاد عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ محتاجوں کو غنی کرے۔ اللہ تعالیٰ حاضرین مجلس کی تمام آرزوئیں پوری فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اور ہماری محبت اپنی رضا کی خاطر قائم رکھے۔

بہت سے حضرات، عورتیں اور مرد جو اس عرصے میں فوت ہوگئے ہیں ایک ایک کا نام لینا مشکل ہے سب کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں جنت عطا فرمائے۔

خادمینِ لنگر جنہوں نے دن رات جانی اور مالی خدمت کی اور اپنی طاقت سے بڑھ کر خدمت کی ان کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں ان کو مالا مال کرے۔

لنگر تیار ہے کھانا کھا کر جائیں۔ اب صلوٰۃ وسلام ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ مجلس کبریٰ

عرس مبارک 9 نومبر 1997ء

الحمد للہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مالک الملک نے اپنی یاد کی توفیق اور موقع عطا فرمایا۔ لاکھوں اور کروڑوں درود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جن کے طفیل مالک الملک نے یہ مہربانی فرمائی۔

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

اَعُوْذُ بِااللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿النساء :64﴾

''اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے''

اللہ تعالیٰ جو مالک، خالق، رحمٰن الرحیم اور مالک یوم الدین ہے وہ رب العالمین بھی ہے۔ اس مالک الملک نے نبی پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور پیدا فرمایا، اس نور سے ساری کائنات پیدا فرمائی اور انسان کو اشرف المخلوقات کا شرف عطا فرمایا۔ مالک الملک نے اپنی ربوبیت ہمیشہ جاری رکھی اور ہمیشہ جاری و ساری رہے گی۔ وہ اپنی ربوبیت اس طرح فرماتا رہا ہے کہ اس نے انسان کی سب سے بڑی ضرورت یعنی ہدایت بھی عطا فرمائی اور سب سے بڑی ہدایت اس طرح ارشاد فرمائی کہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** خدا کے بغیر کوئی معبود نہیں کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہی پیدا کرنے والا، وہی مارنے والا، وہی عطا کرنے والا، وہی فریاد سننے والا اور وہی قیامت کے دن حساب لینے والا ہے۔

یہ وہ ہدایت ہے جس کو مالک الملک نے اپنی مخلوق کیلئے اپنے صحیفوں اور کتابوں میں عطا فرمایا اور جسے اللہ کے رسولوں کی جماعت لے کر آئی۔ اس ہدایت کی بدولت ہی اللہ تعالیٰ نے صحیفوں اور کتابوں کو عزت عطا فرمائی اور رسولوں کی جماعت کو عزت عطا فرمائی تا کہ اس ہدایت کی عزت اور عظمت کو لوگ سمجھ سکیں۔ سننے اور کہنے میں **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** ایک چھوٹا سا جملہ ہے لیکن اس کی اتنی عزت اور عظمت ہے کہ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ نوح علیہ السلام نے مرتے وقت اپنی اولاد کو یہ نصیحت فرمائی کہ یاد رکھو **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** گر میزان کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور ساری کائنات دوسرے پلڑے میں رکھ دی جائے تو پھر بھی **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کا پلڑا زیادہ وزنی ہوگا۔

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن جب مخلوق کے اعمال کا حساب ہوگا تو ایک شخص کے بہت سے نیک اعمال پیش ہوں گے۔ وہ اعمال نامہٗ اتنے لمبے کاغذوں پر مشتمل ہوگا کہ اگر اس کو پھیلایا جائے تو کوسوں دور تک چلا جائے لیکن وزن کرتے کرتے اس کے وہ سارے اعمال ختم ہو جائیں گے لیکن پھر بھی اس کی غفلت اور گناہ زیادہ ہوں گے۔ اس وقت وہ شخص گھبرا جائے گا اور اس کی دوزخ میں جانے کی تیاری ہوگی تو اللہ کی طرف سے حکم ہوگا کہ ٹھہرو آج یوم حساب ہے اور انصاف ہوگا۔ اس کا ایک عمل اور ہے جس کا وزن کرنا باقی ہے۔ چنانچہ ایک کاغذ کا چھوٹا سا پرزہ لایا جائے گا جس پر **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** لکھا ہوگا اور اس کو بھی میزان کے پلڑے میں لا کر اس کے اعمال میں رکھا جائے گا۔ وہ شخص سوچے گا کہ جہاں میرے اتنے زیادہ اعمال بے وزن ہو گئے وہاں مجھے یہ کاغذ کا چھوٹا سا ٹکڑا کیسے بچائے گا۔ لیکن جونہی اس کاغذ کے پرزے کو اس پر رکھا جائے گا تو ایک دم گناہوں کا پلڑا اوپر چلا جائے گا اور **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** والے پلڑے کا وزن زیادہ ہو جائے گا اور اس طرح اس شخص کی بخشش ہو جائے گی۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَدْ دَخَلَ الْجَنَّة

''جو شخص بھی **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا''

سامعین کرام! یہ کلمہ پاک اتنی عزت اور برکت والا ہے کہ قرآن پاک کو اس کلمہ میں رکھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن پاک اتنی عظمت اور عزت والا ہے کہ

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ

''اگر ہم قرآن کو پہاڑوں پر نازل کرتے تو پہاڑ بھی اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتے''

اس کلمے ہی کی بدولت اللہ کے رسولوں کو عزت ملی اور ایسی عزت ملی کہ قرآن کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جہاں بھی **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کہنے والا بندہ کھڑا ہوا تو ساری کائنات اس کے سامنے ہیچ ہوگئی۔نوحؑ کو دیکھ لیں، **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کی برکت تھی کہ ساری قوم اور ساری مخلوق مقابلہ نہ کرسکی اور آناً فاناً غرق ہوگئی۔ابراہیمؑ خلیل اللہ جب اللہ کی یہ ہدایت لے کرآئے تو مقابلے میں نمرود،اس کی ساری سپاہ اور ساری قوم پسپا ہوئی اور **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کہنے والا ہمیشہ کے لئے سرخرو ہوا۔موسیٰؑ کلیم اللہ کو اللہ کا حکم ہوا کہ فرعون تکبر اور غرور میں آکر اپنے آپ کو معبود کہتا اور کہلواتا ہے، جاؤ اسے بتاؤ کہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** خدا کے بغیر کوئی معبود نہیں تو موسیٰؑ تنِ تنہا ایک سوکھی ہوئی سوٹی لے کر گئے جسے عصا کہا جاتا ہے لیکن **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کی برکت سے نہ فرعون، نہ اس کی سپاہ، نہ اس کے جادوگر اور نہ ہی اس کی قوم **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کہنے والے کا مقابلہ کرسکی اور فتح انہی کو نصیب ہوئی۔عیسیٰؑ روح اللہ کو حکم ہوا کہ لوگوں کو بتاؤ کہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) اور جب عیسیٰؑ نے آکر یہ کہا اور منکرین نے مقابلہ کیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ منکر پھانسی پر چڑھ گئے اور **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کہنے والا آسمان پر چڑھ گیا۔ جب طغیان، ظلمت اور بغاوت کی انتہا ہوگئی اور ان کا طوفان آگیا تو پھر سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھیجا گیا اور حضور ﷺ نے فاران کی چوٹی پر کھڑے ہوکر اللہ کا یہ فرمان سنایا کہ

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا

''اے لوگو بولو کہ خدا کے بغیر کوئی معبود نہیں تو تمہاری نجات ہوجائے گی''

نبی پاک ﷺ کے اس ارشادِ پاک یعنی اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی عزت وعظمت کے اظہار کے لئے آپ ﷺ کو وہ شان عطا فرمائی گئی کہ اللہ تعالیٰ **الٓمّٓ** سے لیکر **وَالنَّاسِ** تک حضور کی شان ہی شان بیان فرمائی تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ یہ کتنی بڑی ہدایت ہے جس کو کتنا بڑا انسان دنیا پر لے کرآیا اور یہ کتنا بڑا سچ ہے اور اس پر عمل کرنا کتنا ضروری ہے۔ حضور ﷺ کی شان جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی وہ گزشتہ عرسوں میں کئی بار کئی طریقوں سے بیان کر چکا ہوں مثلاً حضرت ابراہیمؑ کی دعا کی شکل میں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا نقل فرمائی کہ انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی کہ

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ
وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْهِمْ ط اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ﴿البقرة : 129﴾

''اے ہمارے رب انہی میں سے ایک ایسا رسول بھیج جو انہیں تیری نشانیاں بتائے تیرا علم سکھائے تیری کتاب پڑھائے، ان کو پاک اور صاف کرے یقیناً تو غالب حکمت والا ہے''

پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول کی تو پھر ساری مخلوق کو اس رسول کی شان سمجھانے کیلئے فرمایا کہ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿آل عمران: 164﴾

''بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔''

اسکے ساتھ ہی حضورﷺ کی شان اتنی بلند فرمائی کہ لوگوں کو فرما دیا کہ اس دروازے کے بغیر تمہارا کوئی دروازہ نہیں۔ نہ تمہارے کوئی اعمال ہیں اور نہ اعمال کی قبولیت کا کوئی ذریعہ اور سبب ہے۔ نہ تمہیں کوئی ڈرانے والا ہے نہ تمہیں کوئی خوشخبری سنانے والا ہے اور نہ تمہیں ہدایت پر لانے والا ہے اور نہ ہی تمہیں اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے کر جانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کھلا ارشاد فرما دیا کہ

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿الاحزاب: 45,46﴾

''اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اسکے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب''

مطلب یہ ہے کہ جتنے بھی اعمال ہیں ان کی شفاعت اور قبولیت خدا کی بارگاہ میں نبی پاکﷺ کے طفیل ہی ہو گی اور حضور ہی خوشخبری سنانے والے، ڈر سنانے والے، اللہ کی طرف بلانے والے اور حضورﷺ ہی روشن کرنے والے چراغ ہیں کیونکہ جب تک روشنی نہ ہو انسان اپنا سفر سلامتی سے نہیں گزار سکتا۔

یہ سارے ارشادات سنائے اور پھر یہ ارشاد جو میں نے ابھی آپ کے سامنے پڑھا کہ اپنی مخلوق کو یہ بھی حکم دے دیا کہ تم میں سے کوئی کتنا بھی ظلم اور گناہ کر بیٹھے اگر میرے اس پیارے محبوب کے قدموں میں آ گیا اور اس پیارے محبوب کے طفیل اللہ کی بارگاہ میں عرض کی اور میرے محبوب نے بھی اس کے لئے معافی مانگی تو میں ضرور اس کو معاف کر دوں گا۔ یہ ایک بہت بڑا اعزاز اور شان تھی اور مخلوقِ خدا کیلئے ایک بہت بڑی پناہ بتائی گئی ہے اور یہ پناہ قیامت تک کیلئے ہے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی پاکﷺ کے وصال کے تین دن کے بعد ایک اعرابی آیا اور قبر شریف کے پاس بیٹھ گیا اور اس نے رونا شروع کر دیا اور مٹی اٹھا کر اپنے سر پر ڈالنی شروع کی اور اللہ کا یہی ارشاد پڑھنا شروع کیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہﷺ اب آپﷺ کے بغیر کوئی جائے پناہ نہیں ہے آپﷺ میرے لئے معافی مانگیں میں بہت گناہ دامن میں لے کر آیا ہوں تو قبر شریف سے آواز آئی کہ جاؤ تمہاری بخشش ہو گئی جاؤ تم معاف ہو گئے۔ یہ ساری عظمتیں اور عزتیں کلمہ شریف کے طفیل ہیں۔

سامعین کرام! یہاں ایک بہت باریک نکتہ سمجھنے والا ہے اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہﷺ کی جتنی عزت ہے اور جو شان حضورﷺ کو عطا فرمائی گئی ہے وہ اللہ کے اس کلمے کے طفیل ہے۔ اس لئے جو اس شان میں کمی کرے یا بے ادبی اور گستاخی کرے اس نے حضورﷺ کی گستاخی ہی نہیں کی اس کلمے کی بھی بے ادبی اور گستاخی کی اور جس نے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کی بے ادبی کی اس نے خدا کی بے ادبی کی اور دائرہ اسلام سے خارج ہو کر کفر میں چلا گیا۔

سامعین کرام! آج آپ جس ہستی کی یاد کے لئے یہاں آئے ہیں وہ حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑویؒ کی ہے۔ یہ وہ شخصیت اور ہستی ہے جس نے اللہ کو راضی کرنے کے لئے اس دور اُفتادہ جگہ میں ڈیرہ لگایا اور یہاں اس **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کے عمل سے اپنے باطن کو پاک کیا اور پھر ساری مخلوق کو یہی ہدایت فرمائی اور یہ اعلان فرما دیا کہ لوگو! اگر تم میرے پاس دینی و دنیاوی مصیبتوں کیلئے آتے ہو تو میں تمہیں ایک ہی نسخہ بتاتا ہوں **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه** اگر اس نسخہ کو دن میں بھی پکارو گے اور رات کو بھی پکارو گے تو تمہاری ساری مصیبتیں دور ہو جائیں گی، تمہارے باطن کی تاریکی دور ہو جائے گی، تمہیں نورانیت اور روشنی حاصل ہو جائے گی اور تم اللہ کی رضا حاصل کر لو گے۔ موہڑہ شریف کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اس **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کی برکت سے اس پاک ہستی کو وہ طاقت ملی تھی کہ جو زبان سے فرمایا وہ ضرور پورا ہوا اور جس نے بھی اس حکم کے ماتحت چل کر **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** پڑھا تو اس کی دینی و دنیاوی مصیبتیں دور ہو گئیں۔ ایسے ہزاروں واقعات ہیں جن کے بیان کرنے کا اب وقت نہیں۔ پھانسی پر چڑھنے والے اور ایسے کہ جن کے متعلق ججوں نے فیصلے لکھ دیئے، رات کو لکھے لیکن صبح اُٹھ کر دیکھا تو فیصلہ کچھ اور لکھا ہوا تھا۔ فیصلہ رات کو لکھ دیا لیکن جج کو سونے نہیں دیا اُٹھ کر کہا کہ فیصلہ بدلاؤ تم نے غلط لکھ دیا ہے۔ اتنے لمبے واقعات بیان کرنے کا وقت نہیں۔ میں آپ کے سامنے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کی برکت کا **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کہنے والے کی زبان کی برکت کا اور **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کہنے والوں اور **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** سننے والوں کی برکت کا ایک چھوٹا سا واقعہ بیان کرتا ہوں۔

حضرت خواجہ محمد قاسمؒ اپنی جگہ پر تشریف فرما تھے کہ آپ کی خدمت میں چند عورتیں آئیں اور آ کر رونا

شروع کر دیا اور عرض کی کہ جناب آپ کے فلاں خلیفہ کو مہاراجہ کشمیر نے قید کر لیا ہے اور بیگناہ قید کر لیا ہے۔ باباجی صاحبؒ کو بہت غصہ آیا۔ اس وقت ان کے پاس ایک سائیں کھڑا ہوا تھا جس کا نام پیپے ناڑ تھا۔ پیپے ناڑ آزاد کشمیر میں جگہ کا نام ہے جہاں کا وہ رہنے والا تھا اس وجہ سے اس کا نام ہی سائیں پیپے ناڑ پڑا ہوا تھا اور وہ ہمیشہ سر اور پاؤں سے ننگا رہتا تھا۔ وہ حضرت خواجہ محمد قاسمؒ کے لئے پنکھا جھل رہا تھا۔ حضرت باباجی صاحبؒ نے اسے فرمایا کہ سائیں پیپے ناڑ! جاؤ، مہاراجہ کشمیر کے پاس فوراً چلے جاؤ اور جا کر اسے کہو کہ میرے خلیفے کو چھوڑ دو تم پر خدا رحم فرمائے گا۔ سائیں پیپے ناڑ اسی وقت یہاں سے چل پڑا۔ پیدل گیا۔ سری نگر پہنچ گیا اور وہاں مہاراجہ کے محل کے پاس پہنچ گیا۔ مہاراجہ کے محل کے باہر سنتری تھے اور کسی طرف سے اندر جانے کا کوئی طریقہ نہیں تھا۔ وہ پچھلی طرف سے باورچی خانے سے کسی طرح اندر چلا گیا۔ کیچڑ میں بالکل لتھڑا ہوا اور کپڑے بھیگے ہوئے تھے کیونکہ راستے میں بارشیں تھیں اور وہ ننگے پاؤں تھا۔ اندر پہنچ چکا تو ملازموں نے دیکھا کہ یہ کون آدمی ہے جو اس حالت میں محل کے اندر آ گیا ہے، اسے پکڑ لیا، شور مچ گیا کہ تم کون ہو؟ کس طرح اندر آئے ہو؟ کیوں آئے ہو؟ مہاراجہ نے بھی آواز سن لی اور پوچھا کہ کیا بات ہے؟ عرض کی کہ ایک آدمی بغیر اجازت اندر آ گیا ہے۔ مہاراجہ نے کہا کہ فوراً اس کو لا کر میرے سامنے پیش کرو۔ پیش ہوا تو کہا کہ سائیں بیٹھ جاؤ، سائیں بیٹھ گیا تو پوچھا کہ تم اجازت کے بغیر اس محل میں کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا کہ جناب! میں اجازت کے بغیر نہیں آیا بلکہ اجازت لے کر آیا ہوں۔ پوچھا کہ تم کس کی اجازت لے کر آئے ہو؟ کہا کہ میں اپنے مرشد کی اجازت لے کر آیا ہوں، مجھے مرشد نے بھیجا ہے۔ پوچھا کہ کیوں بھیجا ہے؟ عرض کی کہ میرے مرشد نے حکم فرمایا ہے کہ میرے خلیفے کو چھوڑ دو، اللہ تم پر رحم کرے گا، بس یہ پیغام دے کر بھیجا ہے۔

مہاراجہ نے اپنے خادموں کو کہا کہ اسے لے جاؤ اور تین دن تک شاہی خانے میں رکھو اور تین دن کے بعد اسے پیش کرو۔ خادم اسے لے گئے۔ دوسرے دن مہاراجہ کشمیر نے فائل منگوائی اور اس خلیفے کو بری کر دیا۔ تیسرے دن جب سائیں پیش ہوا تو اسے کہا کہ جاؤ حضرت باباجی صاحبؒ کو میرا اسلام دو، یہ پچاس روپے بھی لے لو اور جا کر عرض کرنا کہ میں نے خلیفے کو چھوڑ دیا ہے۔ سائیں پیپے ناڑ نے کہا کہ جناب میں پیسے لینے کیلئے نہیں آیا ہوں، میں نے جناب کا ایک حکم سنانا تھا جو سنا دیا ہے۔ اب میں یہاں سے اپنے گھر جاؤں گا پھر وہاں سے موہڑہ شریف جاؤں گا۔ بادشاہ نے خادموں سے کہا کہ جاؤ سائیں کو لے جاؤ اور تین دن کے بعد پھر پیش کرو۔ تین دن کے بعد پھر پیش کیا تو تین سو روپے دیئے اور ساتھ گرم شالیں بھی دیں اور کہا کہ یہ تمہارے لئے نہیں ہیں، یہ حضرت باباجی صاحبؒ کا نذرانہ ہے اور یہ ان کو دے دینا اور ان کی خدمت میں عرض کرنا کہ ہم خالی آئے تھے اور خالی ہی یہاں سے جائیں گے۔ بات دراصل یہ تھی کہ مہاراجہ کشمیر کی کوئی اولاد نہ تھی اور ان دنوں مہاراجہ کے اولاد ہونے والی تھی۔ اس نے سارے ہندوستان سے ہندوؤں اور سکھوں کے

سادھواور گرو بلائے ہوئے تھے جو منتر پڑھ رہے تھے اور انہوں نے مہاراجہ کشمیر کو بتایا تھا کہ آج تمہارا لڑکا پیدا ہوگا لیکن اسی دن لڑکا نہیں لڑکی پیدا ہوئی اور وہ بھی مردہ پیدا ہوئی۔ اس نے یہ الفاظ کہہ کر سائیں کو بابا جی صاحبؒ کی خدمت میں بھیجا کہ جا کر کہنا کہ ہم خالی آئے ہیں اور خالی ہی جائیں گے، آپؒ نے حکم دیا تھا اور ہم نے مان لیا اب اللہ ہم پر رحم کرے۔

سائیں پیپے ناڑ حضرت بابا جی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت بابا جی صاحبؒ نے اسے دو تعویذ دیئے۔ اس نے وہ تعویذ واپس جا کر مہاراجہ کشمیر کو دیئے تو مہاراجہ کے ہاں دو لڑکے پیدا ہوئے۔ مہاراجہ بہت زیادہ معتقد ہو گیا۔ چنانچہ اس کے وزیر ہر ہفتے یہاں آ کر ان کی حالت بیان کرتے تھے اور ان کے لئے تعویذ لے کر جاتے تھے۔ اسی طرح کرتے کرتے بیس سال ہو گئے۔ لڑکے جوان ہو گئے تو مہاراجہ نے سوچا کہ اب ان کی شادی ہونی چاہیے۔ مہاراجہ نے کہا کہ یہ میرے لڑکے نہیں ہیں یہ حضرت بابا جی صاحبؒ موہڑہ شریف والوں کے لڑکے ہیں۔ وہ اجازت دیں گے تو شادی ہوگی اور وہ شامل ہوں گے تو شادی ہوگی۔ حضرت بابا جی صاحبؒ نے اسے فرمایا کہ میں تو نہیں آ سکتا لیکن حضرت پیر نظیر احمدؒ کے متعلق فرمایا کہ میں ان کو بھیجوں گا اور تم شادی کرو۔ چنانچہ شادی کا پروگرام بن گیا۔ غوث المعظم رہبر اعظم نسبت رسولﷺ اعلیٰ حضرت جناب پیر نظیر احمدؒ کو بلا بھیجا کہ میں نے مہاراجہ سے وعدہ کیا ہے تو کس طریقے سے وہاں جانا چاہیے۔ حضرت پیر نظیر احمد صاحبؒ نے عرض کی کہ جناب وہاں تمام ہندوؤں اور سکھوں کے پیر بھی جمع ہوں گے اور تمام راجے اور مہاراجے بھی جمع ہوں گے چونکہ آپ کی جماعت خدائی جماعت ہے اس لئے ایسے طریقے سے جانا چاہیے کہ اس خدائی جماعت کا رعب سب جماعتوں پر غالب ہو اور سب سے اعلیٰ طریقے سے جانا چاہیے۔ حضرت بابا جی صاحبؒ نے یہ رائے پسند فرمائی اور فرمایا کہ اچھا اسی طرح کرو اور کیا ہونا چاہیے۔ فرمایا کہ ایک سو گھوڑوں پر سوار نیزہ بردار ایک ہی وردی میں ہونے چاہئیں، ساتھ سات سو خلیفہ حضرات ہونے چاہئیں، اس کے علاوہ جتنے بھی لوگ ہو سکیں وہ سب ہونے چاہئیں۔ چنانچہ جہلم کے گکھڑوں کی ایک پلٹن اپنے گھر چھٹی پر آئی ہوئی تھی اس کا صوبیدار یہاں آیا ہوا تھا۔ اس کو حکم دیا گیا تو وہ سو حضرات نیزوں والے لیکر یہاں پہنچ گیا۔ چنانچہ ساری جماعت تیار ہو کر کشمیر گئی۔

مہاراجہ کشمیر نے سات ہاتھی استقبال کے لئے بھیجے اور دونوں طرف مخلوق کھڑی کی اور یہ اعلان کر دیا کہ جس راستے سے پیر صاحب آئیں گے ان کی بیگار بھی معاف، ان کے قیدی بھی رہا اور ہر قسم کی قانونی رعایت بھی ان کو دی جائے گی۔ یہ جماعت جب یہاں سے گئی تو بابا جی صاحبؒ کے حکم کے مطابق ذکر جہر **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** پڑھتے ہوئے گئی۔ چنانچہ وہاں کے سارے ہندو اور سکھ ملازم مخالف ہو گئے اور ان کو یہ ڈر اور خوف پیدا ہو گیا کہ شاید مہاراجہ مسلمان ہو گیا ہے۔ اس لئے انہوں نے ہر قسم کی رکاوٹیں پیدا کرنا شروع کیں۔ لیکن جب مہاراجہ نے اس ذکر کی آواز سنی تو کہا کہ اس

جکر (ذکر) والی محفل کو اندر لے آؤ۔ چنانچہ ساری جماعت حضرت پیر صاحبؒ کے ساتھ اندر گئی اور اس کے دربار میں ذکر پڑھا۔ جب ذکر پڑھ رہے تھے تو ایک بے کار سا آدمی جو اندر نہیں گیا بلکہ باہر ہی زمین پر بیٹھ گیا اور ایک سوٹی لے کر زمین پر مارتا رہا تو مارتے مارتے اس کو ٹھک کی آواز آئی۔ سوٹی کے آگے ایک لوہے کی شام لگی ہوئی تھی، اس سے کریدا تو ایک تانبے کی پتری نکلی۔ اس نے وہ پتری پانی سے دھوئی تو دیکھا کہ قرآن کی قہری آیت اس پر لکھی ہوئی ہے۔ اس نے وہ پتری جیب میں ڈال لی۔

شادی کے بعد یہ جماعت رخصت ہو کر واپس آ گئی لیکن مہاراجہ بہت زیادہ پریشان تھا کیونکہ حکومت برطانیہ کے ساتھ اس کا جھگڑا چل رہا تھا اور عنقریب یہ حکم آنے والا تھا کہ مہاراجہ کشمیر کو معطل کر دیا جائے گا لیکن پتری نکلنے سے دوسرے دن ہی تار آ گئی کہ برطانیہ کی حکومت نے مہاراجہ کشمیر کے تمام مطالبات مان لئے ہیں۔ یہ اس کلمے کی برکت تھی کہ جو وہاں پڑھا گیا اور جس کی برکت سے اس کی ختم ہونے والی حکومت بھی قائم ہوگئی اور خدا نے اس کی ساری سختیاں دور کر دیں۔ یہ اس **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** کی برکت تھی جو ہمارے اس مرشد اعظم نے ساری مخلوق کو سکھایا تھا کہ جس کی یاد کیلئے آپ آئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آپ سب لوگوں کو یہاں بلا کر **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** کا ذکر پڑھایا جاتا ہے تاکہ دن رات آپ یہ ذکر پڑھیں تو آپ کی دنیاوی مصیبتیں بھی دور ہوں آپ کی روحانی رکاوٹیں بھی دور ہوں اور آپ اس زندگی کے سفر کو سلامتیِ ایمان سے طے کیں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا جہری ذکر حضرت باباجی صاحبؒ نے رائج فرمایا اور حضرت باباجی صاحبؒ کو بھی اللہ تعالیٰ نے نعمت عطا فرمائی اور آپؒ کو غوث المعظم رہبر اعظم نسبت رسولﷺ اعلیٰ حضرت پیر نظیر احمدؒ کی صورت میں فرزندِ اکبر عطا فرمایا۔ حضرت باباجی صاحبؒ نے فرمایا کہ جب میرا یہ لڑکا پیدا ہوا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ یہی ولی کامل ہوگا اور یہی مجددِ اسلام ہوگا۔ چنانچہ 1912ء میں آپؒ نے حضرت پیر نظیر احمدؒ کو ولی عہد کا خطاب دیا اور پھر آپؒ اسی نام سے پکارے جاتے تھے۔ 1925ء میں تمام والیانِ ریاست، تمام خلفاء اور تمام پیرانِ عظام موہڑہ شریف میں موجود تھے۔ ان کے سامنے حضرت باباجی صاحبؒ نے خطاب فرمایا کہ یہ لڑکا جب پیدا ہوا تو اللہ کی طرف سے مجھے یہ انعام ملا اور حکم ہوا کہ یہ مجددِ اسلام ہے۔ آج اس زمانے میں میرے اس لڑکے کے مقابلے میں کوئی ولی نہیں ہے، آج میرے اس لڑکے کے مقابلے میں کوئی عالم نہیں ہے، آج میرے اس لڑکے کے مقابلے میں کوئی حکیم نہیں ہے اور آج اس لڑکے کے مقابلے میں کوئی پہلوان نہیں ہے۔ پھر آپ نے سر مبارک سے اپنی دستار مبارک اٹھائی اور حضرت پیر نظیر احمدؒ کے سر پر رکھ دی اور پھر تمام خلفاء اور تمام صاحبزادگان کو اپنے سامنے حکماً اعلیٰ حضرت پیر نظیر احمد صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت فرمایا اور حکم فرمایا کہ اب یہی آپ کا رہنما ہے اور اسی کے ذریعے آپ نے خدا اور اس کے رسول کا راستہ تلاش کرنا ہے۔

حضرت باباجیؒ کے اس فرزندِ اکبر غوث المعظم رہبر اعظم نسبت رسولﷺ نے پھر ہم پر اور ساری امتِ مسلمہ پر یہ کرم فرمایا کہ یہ ہدایت عطا فرمائی کہ لوگو صرف **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** پڑھنے سے، صرف قرآن پڑھنے سے، صرف حج کرنے سے، صرف عبادتیں کرنے سے تم باخدا نہیں ہو سکتے۔ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** کی برکت سے تمہاری مصیبتیں دور ہو جائیں گی لیکن شیطان پھر تمہیں گمراہ کرے گا اور اللہ کی نعمتوں سے منکر اور غافل کر کے تمہیں جہنمی بھی بنا سکتا ہے۔

اگر تم چاہتے ہو کہ سلامتیِ ایمان سے زندگی کا سفر طے کرو تو تم وہ چیز حاصل کرو کہ جس کے بعد تم ہمیشہ صراطِ مستقیم پر قائم رہ سکو، وہ چیز حاصل کرو جو تمہارے دل و دماغ کو روشن کر دے تاکہ اندھیرا دور ہو جائے اور تم کسی وقت بھی شیطان کی گرفت میں نہ آ سکو اور تمہارا نفس کسی وقت بھی گمراہ نہ ہو سکے اور وہ چیز جو تمہارے دل و دماغ کو روشن کرے گی وہ نسبت رسولﷺ ہے۔ یاد رکھو کہ نسبت رسولﷺ حاصل کرو گے تو سلامتیِ ایمان سے زندگی کا سفر طے کرو گے اور اگر نسبت رسولﷺ حاصل نہ کرو گے تو بیشک عابد ہو، بیشک عالم ہو، بیشک حاجی ہو، تمہیں کئی مقامات پر شیطان گمراہ کرے گا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر آنکھیں کھول کر دیکھیں تو آج لوگ جانتے ہیں کہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** کا سبق جو حضرت خواجہ محمد قاسمؒ نے اپنے مریدوں کو پڑھایا تو اس کی بدولت خدا نے انہیں عزت بھی دی، انہیں بہت بڑی شان بھی دی، ان کے بے شمار مرید بھی بنے لیکن وہ اسی عزت اور تکبر میں آ کر ایسے گمراہ ہوئے کہ ان کو اپنا مرکز بھول گیا۔

وجہ یہ تھی کہ وہ نسبت رسولﷺ سے محروم تھے۔ اگر نسبت رسولﷺ ان کے سینوں میں ہوتی تو انہیں اپنا مرکز یاد رہتا اور ان کی جتنی بھی عزت وعظمت ہوتی تو ان کے سامنے یہ خیال رہتا کہ یہ سب اس ولیِ کامل کا صدقہ ہے جس سے ہم نے یہ سبق سیکھا ہے۔ لیکن نسبت رسولﷺ نہ ہونے سے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** کے فیضان سے عزت تو مل گئی، انہیں دولت بھی مل گئی، انہیں مرید بھی مل گئے لیکن حقیقت سے وہ بہت دور چلے گئے۔

سامعین کرام! یہ سب بتانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ یہاں آئے ہیں اور اللہ کے فضل وکرم سے آپ نے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** کا ورد کیا اور یہ ورد اس لئے کیا کہ اللہ کے رسولوں نے یہ ہدایت عطا فرمائی کہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** کہنے سے تمہارے باطن پاک ہو جائیں گے۔ باطن پاک کر کے آپ نے کیا حاصل کرنا ہے، آپ نے نسبت رسولﷺ حاصل کرنی ہے تاکہ آپ کے دل و دماغ روشن ہو جائیں اور سلامتیِ ایمان سے آپ زندگی کا سفر طے کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ کرم فرمایا ہے کہ ہم کو **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کہنے کی، **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** سننے کی ہمت ہوئی اب اسی **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کے طفیل اس کی بارگاہِ عظیم میں یہ سوال کریں۔ اس مالک الملک کی بارگاہ میں سوال کریں جس نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ

قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمِةِ اللّٰهِ ط

''ان سے کہہ دیں کہ اے لوگو اگر تم اپنے پر ظلم کر چکے ہو تب بھی اللہ کی رحمت سے محروم نہ ہوں کیوں کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے اور تمام گناہ بخشش دیتا ہے۔''

آ ؤ اُس کی بارگاہ میں، اُسی کے کلمے کو پیش کرتے ہوئے، اُسی کے اس وعدے کو دہراتے ہوئے، ہم اس کی بارگاہ میں دعا کریں کہ اے الٰہ العالمین تیرا یہ فضل تھا یہ تیرا کرم تھا یہ تیری مہربانی تھی کہ ہم نے تیرا کلمہ پڑھا، یہ تیرا فضل تھا یہ تیرا کرم تھا کہ تیرے کلمے کو ہم نے سنا تو ہم اس پر ایمان لے آئے، یہ تیرا فضل تھا یہ تیرا کرم تھا یہ تیری مہربانی تھی کہ جس میں ہم نے ساری رات تیری یاد میں گزاری، یہ تیرا فضل تھا یہ تیرا کرم تھا کہ یہ تیرے عاجز بندے تیری بارگاہ میں سوالی بن کر ساری رات سردی میں جاگتے ہوئے تیرے کلمے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کا ورد کرتے رہے۔ اے مالک الملک اب تو اپنا وعدہ پورا فرما اور تو ہمیں گزشتہ گناہوں کی معافی عطا فرما۔ ہماری توبہ اپنی جناب میں قبول فرما۔ ہمارے دل کی تاریکی دور فرما کر نورِ معرفت سے ہمارے قلوب کو منور فرما۔ ہماری موت، ہماری حیات، ہماری جان، ہمارا مال، ہمارا ہر قول اور ہر فعل اپنی رضا کی خاطر رکھ۔ ہمیں اپنی جناب سے اپنی غلامی، اپنی بندگی، اپنی رضا اور اپنا عشق عطا فرما۔ حاضرینِ مجلس جو تیری بارگاہ کے سوالی ہیں اے رب العالمین کسی کو خالی نہ بھیجنا سب کی جھولیاں بھر کے واپس بھیجنا۔

بہت سے حضرات جو اس عرصے میں فوت ہو گئے ہیں سب کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں جنت عطا فرمائے۔ خادمینِ لنگر جنہوں نے دن رات جانی اور مالی خدمت کی اور اپنی طاقت سے بڑھ کر خدمت کی ان کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں ان کو مالا مال کرے۔

لنگر تیار ہے کھانا کھا کر جائیں۔ اب صلوٰۃ وسلام ہوگا۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

وَتُبْ عَلَيْنَا ج اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

وَّعلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَذُرِّيّٰتِهٖ وَاَهْلَ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْن

بِرَحْمَتِکَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰاحِمِيْن